ISSN 0971-9288

اردو بک ریویو

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER
FOR INDIA UNDER NUMBER 63106 / 95
URDU BOOK REVIEW, NEW DELHI-110 002
ISSUE NUMBER 65-66 VOL. VI MAR.- APR. 2001

A Responsible Centre of
Computerised
Colour Designing
Scanning
&
Processing

Specialists in :
Titles, Calendars, Folders,
Posters, New Year Diaries etc.

Urdu & Arabic
Graphics
Are Exclusively Done

Contact
NIHAL
3250560
3241711

S.K. ENTERPRISES
2715, Ist Floor, Kucha Chellan
Darya Ganj, New Delhi-110002
Email : sk_enterprise@usa.net

ISSN 0971-9288

ماہنامہ

جلد : ٦

شمارہ : ٦٥-٦٦

مارچ، اپریل ۲۰۰۱ء

اردو بک ریویو

نئی دہلی

مدیر

عارف اقبال

نمائندے

☆ ڈاکٹر غنی الاکرم سبزواری (مکہ مکرمہ)

☆ علیم خاں فلکی (جدہ)

☆ رضوان احمد فلاحی (لندن)

☆ خالدا عظمی (کویت)

☆ حافظ محمد سجاد تتراوی (پاکستان)

☆ سید شجاعت بخاری (کشمیر)

سرورق پر

قرآن مجید کی ایک آیت خط ثلث میں

ترکی کے معروف خطاط حامد الآمدی کے قلم سے۔

بہ شکریہ : تذکرۂ خطاطین ص: ٦٩

از: محمد راشد شیخ (کراچی)

ممبر آل انڈیا اردو ایڈیٹرز کانفرنس

زر تعاون:

عام شمارہ	: =/20 روپے
سالانہ	: =/100 روپے
تاحیات	: =/3000 روپے
پاکستان و بنگلہ دیش	: =/200 روپے (سالانہ)
دیگر ممالک	: 15 امریکی ڈالر (سالانہ)

ڈرافٹ پر صرف
"URDU BOOK REVIEW"
تحریر کریں۔

رابطہ کا پتہ:

1739/3(Basement) New Kohinoor Hotel,
Pataudi House, Darya Ganj
New Delhi-110002
Ph:3289268
Fax: 3285992 Attn. URDU
e.mail:urdubookreview@urdunet.com

کمپیوٹر کمپوزنگ: اردو بک ریویو، ڈی ٹی پی ڈویژن
کمپوزیٹر: عبدالرحمٰن قاسمی

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد عارف اقبال نے ثمر آفسٹ پرنٹرز، 1788، کلاں محل، دریاگنج، نئی دہلی۔ 110002 سے چھپوا کر دفتر "اردو بک ریویو" 1739/3، پٹودی ہاؤس، دریاگنج، نئی دہلی۔ 110002 شائع کیا۔

اہل قلم اور کتابوں کی اشاعت کے خواہشمند حضرات توجہ فرمائیں

فنی مہارت رکھنے والی ٹیم کے ذریعے
طباعت واشاعت کے تمام مراحل اور جھنجھٹوں
سے نجات حاصل کیجئے

کتاب لیجیے
مسودہ دیجیے

☆ ترجمہ ☆ ایڈیٹنگ ☆ کمپوزنگ ☆ پروف ریڈنگ
☆ آرٹ ورک ☆ پروسسنگ ☆ کاغذ کی خریداری ☆ طباعت ☆ جلد بندی

ہر قسم کی ڈائریوں اور کیلنڈر کی معیاری اسکیم وطباعت

طباعت واشاعت سے قبل مناسب مشورے بھی دیئے جاتے ہیں

دیگر ناشرین کی کتابیں بھی سپلائی کی جاتی ہیں

رابطہ

Director
APPLIED PUBLICATIONS PVT. LTD.
Publishing Consultants, Publishers & Distributors
1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel
Patudi House, Darya Ganj, New Delhi-110002
Phone : 3289268

ترتیب

اداریہ ۳
قارئین کے تاثرات ۵
پیمانہ: مردم شماری کے فارم میں شیطانی "گرہ" ۷
تعارف و تجزیہ : نایاب ہیں ہم ۹
تبصرہ کتب:
● منشور قران ۱۳
● حقیقت نماز ۱۴
● قرآن حکیم: جمالیات کا سرچشمہ ۱۵
● نشیب و فراز: سوانح حیات ۱۶
● عربوں کے علمی کارنامے ۱۸
● ہم عصر اردو ادب نمبر۔ شاعر ۲۰
● عورت ربستی (افسانوی مجموعے) ۲۱
● مکتوبات مشاہیر بنام آخون عزیز الٰہی ۲۵
● ہندوستان میں بلاسودی بنک کاری ۲۶
● تنقیح و تشریح: محمود عالم کے تبصرے اور تنقیدی مضامین ۲۸
● فانی کی شاعری میں حزنیہ عناصر ۳۰
● ادب کہانی ۱۹۹۶ء ۳۲
● تذکرۂ مہد انواں ۳۳
● ادراک معنی ۳۴
● عوام الناس کے لیے حقوق اور سہولیات گائڈ ۳۵
● یاایہاالناس (شعری مجموعہ) ۳۶
● شکست حرف (شعری مجموعہ) ۳۷
● شعری آگہی (تنقید) ۳۹
● سرود رفتہ (شعری مجموعہ) ۴۱
● لاکلام (شعری مجموعہ) ۴۲
● یادوں کے زخم (شعری مجموعہ) ۴۴
تعارف و تبصرہ:
● تحقیق فدک ۴۵
● بہشتی ثمر (مکمل) ۴۵
انتخاب کلام مصحفی ۴۶
● تلاش و تجزیہ ۴۷
● صدا صدا منظر (شاعری) ۴۷
● ریگ و سنگ (شاعری) ۴۸
● شب چراغ (شاعری) ۴۸
● چراغ نو (شاعری) ۴۹
● مرزا غالب، کالی داس گپتا رضا اور بنجے گوڑبولے ۴۹
● فلم رائٹر کیسے بنیں؟ ۵۰
موضوعاتی فہرست:
● اشاریہ سہ ماہی مجلّہ "اقبالیات" لاہور چھٹی قسط ۵۱
● اشاریہ ماہنامہ تدبر، لاہور ۵۴
● اشاریہ سہ ماہی بحث و نظر، نئی دہلی ۵۶
تحقیقی مقالات:
● فہرست پی ایچ۔ ڈی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی شعبہ اردو، نئی دہلی ۵۸
شخصیات :
● بیگم شائستہ اکرام اللہ (پاکستان) ۶۱
وفیات (OBITUARIES):
● علامہ محمد صالح العثیمین ● ریاض الدین احمد ● منموہن تلخ ● پروفیسر اطہر نفیس سندیلوی ● منہاج الرحمٰن خاں ● سید نجیب حسن جعفری ● خیال رامپوری ● غلام محی الدین عزمی ● محمد علی شریف جوہر ● محمد زبیر بھٹکلی ● حکیم نظیف احمد عثمانی ● عبدالحمید فدا خالدی ● ظل الرحمٰن ہاشمی ● پروفیسر ظفر حسین زیدی ● الطاف گوہر۔ ۶۳۔۶۷
نئی کتابیں New Arrivals ۶۸۔۷۳
کتابیں موصول ہوئیں
Acknowledgememts ۷۵

□☆□

مضمون نگار یا مبصر کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اردو کی زمین بدل چکی ہے

یوں تو اردو کے خاتمے کی کوشش کا آغاز تقسیم ہند سے بہت قبل ہی ہو گیا تھا لیکن ۱۹۴۷ء کے بعد بھارت میں اردو کے خاتمے کی منصوبہ بند کوششوں میں بالخصوص دو طریقے اپنائے گئے۔ پہلا طریقہ منفی تھا اور دوسرا مثبت۔ اول الذکر طریقے کے ذریعے اردو ایک ایسی تاریک کوٹھری میں بند کر دی گئی جہاں اسے متحرک رہنے کی تو اجازت تھی لیکن کوٹھری سے باہر نکلنا ممنوع تھا۔ لہٰذا اردو کا دم گھٹتا رہا، یہ سسکتی رہی اور بالآخر مرنے کے قریب پہنچ گئی۔ اس طریقہ کار کو روبہ عمل لانے والے وہ سیاست داں اور بیورو کریٹس تھے جن کو قوت اور قانون کے ہتھیار حاصل تھے اور جو علی الاعلان اردو دشمنی میں پیش پیش تھے۔ تعلیمی اداروں میں "قومی زبان ہندی" کے نفاذ کی آڑ میں وہ اردو کی جڑ کاٹتے رہے۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اردو سے ازلی دشمنی تھی۔

اردو کو ختم کرنے کی دوسری کوشش وہ تھی جس کی باگ ڈور نام نہاد محبان اردو اور ہمدردوں کے ہاتھوں میں دی گئی۔ یہ دراصل معاشرے کا وہ سالوس اور گندم نما جو فروش طبقہ تھا جو چشم یار کی شہ پاکر خیر خواہان اردو کی کرسیوں پر قابض ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کے ذریعہ سب سے پہلے اردو کے ایسے ادارے قائم کرائے گئے جہاں سے ملک گیر سطح پر اردو کو تباہ کرنے کے 'مثبت' منصوبے پر عمل درآمد شروع ہوا۔ ان اداروں سے وابستہ افراد عوام کے بھولے پن سے فائدہ اٹھاتے رہے اور ایسے طریقے وضع کیے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اردو کی آستین کے ان سانپوں نے رفتہ رفتہ اردو کی شیرینی میں زہر گھولنا شروع کیا جس کے نتیجے میں اردو حلقہ بھی اردو سے بدگمان ہونے لگا اور اردو حلقے کا ایک معتدبہ حصہ اس کی افادیت اور ضرورت کے تصور اور احساس ہی سے عاری ہو گیا۔ اس کے اثرات یہ ہوئے کہ اردو میڈیم اسکولوں میں بھی اردو اس طرح اجنبی ہو گئی کہ ایک وقت ایسا بھی آیا جبکہ نئی نسل نے اسے پہچاننے ہی سے انکار کر دیا۔ ان مفاد پرست لوگوں کی کوششوں میں کم سواد اردو اساتذہ نے بھی فعال کردار ادا کیا۔

ملک کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہوئے اب ۵۳ سال ہو چکے ہیں۔ اردو اور فارسی کی اس سرزمین میں ہندی زبان کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو گا جس میں ہندی کی درجنوں کتابیں نہ پائی جاتی ہوں۔ لیکن اردو لٹریچر کا "خزانہ" صرف شعری مجموعوں اور بیشتر غیر عملی ادبی تخلیقات سے بھرا ہوا ہے۔ یونیورسٹی کے اردو اساتذہ نے تحقیق کے نام پر بے شمار مقالے لکھوائے اور ہزاروں طلبا کو ڈاکٹر آف فلاسفی کی اسناد عطا کر دی گئیں۔ لیکن ان تحقیقی مقالوں پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عملی زندگی میں یہ مقالے کسی بھی اہمیت کے حامل نہیں۔ رفتہ رفتہ اردو کی وسیع تر ترقی کو صرف "اردو ادب" کی ترقی سے موسوم کر دیا گیا اور اس عنوان کے تحت فی الواقع سالوس ادیب اور شاعر نما لوگوں کی پرورش کا سامان کیا جانے لگا۔ جگہ جگہ ایسے مشاعرے منعقد کرائے جانے لگے، جہاں خوش گلو شاعروں، شاعرات اور بھانڈوں کی کثرت ہونے لگی۔ شاعروں اور

شاعرات کی دلکش اور نغمگی سے بھری آوازوں نے عوام کو سحر انگیز کر دیا۔ لہٰذا اس سے اوپر اٹھ کر کچھ غور و فکر کرنے کا دروازہ ہی بند ہو گیا۔

حقیقت سے چشم پوشی ناممکنات میں سے ہے۔ سوال اٹھتا ہے کہ کیا انہیں شعری مجموعوں اور تحقیقی مقالوں کے بل بوتے پر اردو کی ترقی کے راگ الاپے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنی کھلی آنکھوں سے ہندی زبان میں کئے جانے والے کاموں کا جائزہ لیں تو اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ہندی کام کا دو فیصد بھی موجودہ عہد کی اردو کے حصے میں نہیں آیا ہے۔ جبکہ ۱۹۴۷ء سے قبل یہاں ہندی زبان کی وہی حیثیت تھی جیسی ایران میں ارمنی کی۔ اس جائزے سے ایسا لگتا ہے کہ بھارت میں اردو کی زمین ہی بدل چکی ہے۔ آل انڈیا مشاعروں اور ادبی انجمنوں کے فریب میں وہی آ سکتا ہے جسے اردو کی حقیقی زمین سے آگاہی نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اردو کی موجودہ صورتحال کا ذمہ دار کون ہے؟ اردو کے وہ دشمن جو ظاہر ہیں یا وہ لوگ جو اردو کے جسم سے جونک کی طرح چپکے ہوئے ہیں۔ ان مفاد پرستوں کو اردو کی حقیقی ترقی سے نہیں بلکہ اردو ڈرامہ، سمپوزیم، سیمینار اور انعامات کی محفلوں سے دلچسپی ہوتی ہے۔ چنانچہ اردو کی ترقی کے نام پر اسطرح کے ڈرامے اول دن سے یہاں کھیلے جا رہے ہیں۔ افسوس کہ ان کے دام میں ایسے افراد بھی آتے گئے جو اردو کے لیے حقیقتاً مخلص تھے۔ لیکن اب ان "مخلصین" سے بھی امیدیں وابستہ رکھنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ فی الحقیقت اردو کی جڑوں پر منافقت نے تیشہ چلایا ہے۔

موجودہ بھارت کی سیاسی اور سماجی صورتحال انتہائی نازک اور ناگفتہ بہ ہے۔ اس کا احساس ہر کوئی کر سکتا ہے۔ ابھی کم لوگوں کو معلوم ہے کہ حکومت نے "قومی نصاب تعلیم" کا ایک ایسا زہر آلود اور مہلک نسخہ بھی تیار کر لیا ہے جو عنقریب تعلیمی اداروں میں تعلیم پانے والوں اور بالخصوص مسلم طلبا کو بڑی اذیت سے دوچار کر دے گا۔ اس صورتحال میں اردو حلقے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ منافقت کی روش کو پہچان کر اپنے بچوں کے لیے انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو کی تعلیم کا انتظام اس طرح کرے کہ ان کو اردو میں کسی بھی موضوع کی کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہو اور ان کو اردو کے قیمتی سرمایہ سے استفادہ کرنے کا سلیقہ آ جائے۔ یاد رکھئے کہ انگریزی کے ساتھ اردو کی تعلیم آپ کے بچوں کو کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں رکھے گی۔ بلکہ اردو کی تعلیم سے ان کے اندر چھپے ہوئے جوہر کھلیں گے۔ آج بھی وہ لوگ گواہی دے سکتے ہیں جنہوں نے ابتدائی تعلیم تیس چالیس برس قبل مدرسوں میں حاصل کی اور اس ابتدائی تعلیم سے ان کے اندر ذہانت کی جو کرنیں پھوٹیں تو زندگی کے ہر میدان میں وہ آگے ہی بڑھتے رہے۔ کوئی جج، کوئی پروفیسر، کوئی سائنس داں اور کوئی آئی سی ایس اور آئی اے ایس بنا۔ ہندی والوں کی یہ محرومی ہے کہ وہ اردو سے نابلد ہیں لیکن اردو خاندان سے وابستہ افراد اردو سے محروم رہ جائے یہ ایک ایسی بد بختی ہے جو بیان سے باہر ہے۔

اپنے بچوں کو اردو کی تعلیم دو
مر نہ جائے زبان دیکھتے دیکھتے

—— عارف اقبال

□☆□

قارئین کے تاثرات

✍ میری تجویز ہے کہ آپ کم از کم ایک صفحہ پرانی کتب اور اردو اخبارات سے متعلق مضامین کے لیے وقف کر دیں، ساتھ ہی ساتھ اردو کے ناشروں کو چاہئے کہ آپ کے ساتھ تعاون کریں اور اپنے اشتہارات اردو بک ریویو میں ادائیگی کے بعد شائع کرائیں۔ یہ تجارتی طور پر بھی ناشرین کے لیے منفعت کا سودا رہے گا۔ کم از کم ناشرین کے لیے ایک صفحہ ڈائرکٹری کے بطور مخصوص ہو جس میں اب تک شائع کتب مختصر تعارف کے ساتھ ناشر بطور اشتہار شائع کرائیں۔ آپ اس کا اعلان کر کے دیکھئے۔ ویسے تو اردو پبلشرز کی بڑی اکثریت (بہ استثنا چند) کا حال مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ □

سید آفتاب علی
(فری لانس جرنلسٹ)
A-29، نیو آزاد پورم، ہارٹ مین کالج روڈ
عزت نگر، بریلی 243122

✍ کچہری سے واپسی پر ماہنامہ "اردو بک ریویو" ملا۔ نام سے واقف ہی تھا لیکن پہلی بار مطالعہ کا موقع ملا۔ مطالعہ نے گرویدہ کر دیا۔ عام رسائل سے الگ ہٹ کر اپنی راہ بنانا اس کے لیے جس قدر آپ کی تعریف کروں کم ہے۔ خدا کرے یہ رسالہ جلد سے جلد اپنے پیروں پر کھڑا ہو، اور آپ کو مالی بوجھ برداشت نہ کرنا پڑے۔ زر تعاون سالانہ...... حاضر خدمت ہے۔ □

بشارت فروغ (ایڈوکیٹ)
ایم۔اے۔ایل ایل بی
شاہ آباد گیٹ، رامپور 244901

✍ الحمد للہ آپ کی جانب سے بھیجا جانے والا رسالہ ہماری ہر کل کو موصول ہو رہا ہے اور ہم تمام طلبہ اس سے مستفید بھی ہو رہے ہیں۔ ہم تہہ دل سے اس سلسلے میں آپ کے شکر گزار ہیں۔ لائبریری سے استفادہ کرنے والے بزرگ حضرات بھی اس سے متاثر ہیں اور آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ □

ارشد امام
اسلامک لائبریری
ایس آئی ایم، کھگول، پٹنہ 801105

✍ موصولہ شمارہ (۶۳۔۶۴) کا ٹائٹل پیج بطور طغریٰ محفوظ کئے جانے کے لائق ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اشاعت کے لیے شکریہ۔ اس شمارہ کے تمام مشمولات معلوماتی اور عمدہ ہیں۔ خصوصاً تعارف و تذکرہ کے تحت "انڈیا آفس لائبریری" (مانک ٹالا) معلومات میں اضافہ کا موجب ہے۔ علاوہ اس کے شخصیات اور وفیات، تعارف و تبصرہ کتب مشاہیر اردو ادب کی کاوش و کوششوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان جملہ خصوصیات کے لیے صرف ایک قطعہ عرض کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں:

ترے ایثار و نعمت کو، ترے طرز اخوت کو
تو اک تہذیب ہے 'اردو' ثقافت کا خزانہ ہے
کسی صورت بھلا نہ پائیں گے اہل زباں تجھ کو
کبھی مٹنے نہیں دیں گے یہ تیرے پاسباں تجھ کو

اردو دنیا کے ہر فرد کے لیے 'اردو بک ریویو' موجودہ صورتحال کے پیش نظر ادبی اردو ثقافت کا عملی عکس نقش اول حرف آخر ہے۔ □

بسم اللہ عدیم
اولڈ رینو کا ٹمپل، جوہری واڑہ، مہاجنا پیٹھ
برہان پور 450331 (ایم۔پی)

✍ "اردو بک ریویو" جنوری۔ فروری ۲۰۰۱ء ملا۔ اس میں ایک کتاب "مولانا سید سلیمان ندویؒ کے علمی کارنامہ" پر چھپا تبصرہ دیکھا۔ تبصرہ بہت مختصر ہے، سید صاحب مرحوم کی بڑی وقیع کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ سعید الحق دسنوی کے قلم سے مشہور انگریزی مجلہ اسلامک کلچر حیدر آباد میں کبھی نکلا تھا، بعد میں پاکستان سے کتابی شکل

میں چھپا ہے۔ یہ ترجمہ آج تک میری نظر سے نہیں گزرا لیکن Indo Arab Relations کے نام سے ایک نہایت معیاری ترجمہ پروفیسر صلاح الدین مرحوم کا کیا ہوا، حیدر آباد سے انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈلسٹ کلچرل اسٹڈیز کے زیر اہتمام ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ اب کم یاب ہے۔

کسی زمانے میں دارالمصنفین اعظم گڑھ ایسی گرانقدر کتابوں کی اشاعت کا مرکز تھا، جہاں بڑے بڑے صاحبان علم و تحقیق موجود تھے۔ ہندوستان میں آج کل کتابیں چھپ تو رہی ہیں لیکن یہ زیادہ تر کمرشیل اداروں کے تحت چھپ رہی ہیں۔ کاش! ایسا کوئی علمی ادارہ جدید اشاعتی وسائل کے ساتھ ملک میں قائم کیا جاتا جہاں ترتیب و تدوین اور تصحیح و حاشیہ نویس کا بہتر انتظام ہوتا۔ خدا 'اردو بک ریویو' کو سلامت رکھے کہ اس کے ذریعہ کتابی دنیا کی خبریں ملا کرتی ہیں۔ □

وحید الدین سلیم

پوسٹ بکس 365، حیدر آباد 500001

✍ آپ اردو ادب و صحافت کی بیش بہا خدمت انجام دے رہے ہیں۔ "اردو بک ریویو" اپنی نوعیت کا منفرد رسالہ ہے اور آپ کے حسن ترتیب نے اسے کافی نکھار دیا ہے۔ ایک ایسا جریدہ بنا دیا ہے جسے ہر کوئی محفوظ رکھنا چاہے گا۔ حوالہ جاتی رسالہ بن گیا ہے۔ □

ڈاکٹر اکبر رحمانی

مدیر، ماہنامہ آموزگار

37۔ بھوانی پیٹھ، جلگاؤں۔ 425001

فکر انگیز کتابیں

عصر حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور روشن مستقبل کو یقینی بنانے کیلئے معروف مفکر و محقق اسرار عالم کی منفرد و عہد ساز تصنیفات:

☆ اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج
صفحات : ۱۱۶ قیمت : 30/-

☆ عالم اسلام کی سیاسی صورت حال
صفحات : ۳۲ قیمت : 10/-

☆ بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقۂ کار
صفحات : ۵۴ قیمت : 15/-

☆ عالم اسلام کی اقتصادی صورت حال
صفحات : ۶۴ قیمت : 16/-

☆ عالم اسلام کی روحانی صورت حال
صفحات : ۱۳۰ قیمت : 30/-

☆ ہند تو
صفحات : ۳۸ قیمت : 10/-

☆ عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال
صفحات: ۴۵۵ (مجلد) قیمت: 120/-

☆ **یا ساری الجبل**! کیا دجّال کی آمد آمد ہے؟
صفحات : ۹۶ قیمت : 30/-

☆ عالم اسلام کی منصبی و مقصدی صورت حال
● ماکان و مایکون
صفحات : ۲۰۰ قیمت : 50/-

☆ دجّال (جلد اوّل)
صفحات : ۴۰۰ قیمت : 120/-

Applied Publications.
Pvt.Ltd.
1739/3 (Basement) New Kohinoor
Hotel, Pataudi House, Daryaganj
New Delhi- 110002Ph: 3289268

مبصر و مضمون نگار حضرات

براہ کرم اپنی تخلیقات خوش خط اور کاغذ کے ایک طرف ھی تحریر فرمائیں۔

پیمانہ

مردم شماری کے فارم میں "شیطانی گڑ"

ڈاکٹر: ریحان انصاری

یہ حکایت ہم سب نے سن رکھی ہے کہ شیطان نے ایک دیوار پر گڑ لگا دیا۔ اس پر مکھی بیٹھی۔ مکھی پر چھپکلی لپکی۔ چھپکلی پر بلی جھپٹی اور بلی کی بات کو لے کر دو آدمیوں میں پھر پورے سماج میں کیسا فساد برپا ہو گیا۔

من و عن یہی بات مردم شماری میں لفظ "مسلمان" کو لے کر پیدا ہوئی ہے۔ ایک خلفشار ساذہنوں میں ہے اور ہم سوچتے ہیں کہ آخر یہ جرم کس کا ہے؟

ہمارے ملک میں صدیوں سے ساتھ رہنے والی قوموں کو کیا ابھی تک مسلمانوں کے مذہب کا نام نہیں معلوم؟! خصوصاً اس ملک پر حکومت کرنے والوں کو! ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ اس بات پر ہم حیران ہو جائیں یا افسوس کریں۔

ہمیں معلوم ہے کہ کسی بھی قومی یا عوامی تفصیلی فارم کی تیاری سرکاری مشنری یا بیوروکریٹس کی نظر سے گزرے بغیر انجام تک نہیں پہنچ سکتی اور مردم شماری جیسا اہم ترین کام تو خوردبین کے جانچنے کے بعد ہی تکمیل تک پہنچتا ہے۔ کیوں کہ یہ ہماری جمہوریت کی جڑیں اور ان کے جڑبال شمار کرنے کا کام ہے اپنے ملک کے رگ وریشے اسکین (Scan) کرنے کا کام ہے۔ یہ بات مردم شماری کے فارم کی شقوں اور خانوں سے بالکل عیاں ہے۔ جہاں گھر کے سبھی افراد کے متعلق چھوٹی سے چھوٹی معلومات لکھنا لازمی ہے۔ کیا عمر ہے، شادی شدہ ہیں یا تنہا ہیں، تعلیم یافتہ ہیں یا ناخواندہ ہیں، ملازمت یا پیشہ سے منسلک ہیں یا تجارت کرتے ہیں۔ بچے کتنے ہیں، افراد خانہ میں آیا کوئی معذور بھی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اسی فارم میں مذہب کے خانے میں جہاں ہمارے ملک کے چند بڑے مذاہب کا نام بالکل صحیح لکھا ہوا ہے وہیں پر مسلمانوں کا مذہب "اسلام" کی بجائے "مسلمان" لکھا گیا ہے۔ نتیجہ کے طور پر "شیطانی گڑ" والا چکر چل گیا ہے۔

عام مسلمانوں میں آپسی بحث جاری ہے کہ "مسلمان" لکھوائیں یا "اسلام" اور "مسلم" بات تو ایک ہی ہے۔ یقیناً کوئی ذی شعور اس حقیقت سے انکار نہیں کرے گا کہ یہ بات صرف تین مختلف انداز سے کہی جا رہی ہے مگر مذہب کے معنی "اسلام" ہی ہیں۔ لیکن آج کے اس دور خرابات میں "خرد کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خرد" کے مصداق مردم شماری کے کام پر مامور عملے کو صرف سننے اور "جیسا سنو ویسا لکھو" کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی سامنے والے نے اگر اپنا مذہب "مسلمان" نہ کہہ کر "اسلام" کہا تو اسے "مسلمان" نہیں بلکہ "دیگر مذاہب" کی فہرست میں درج کرنا ہے۔ مزید بر آں آپ نے مسلمان کہہ کر کوئی اضافت یا ترکیب لگا دی اور "سنی مسلمان، وہابی مسلمان، شیعہ مسلمان، فلاں مسلماں، ڈھکاں مسلمان بھی کہہ دیا تو گئے آپ، دیگر مذاہب کے خانے میں! جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

نتیجہ کے طور پر سرکاری ریکارڈ میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد بہت گھٹ جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ان کو اس ملک میں آبادی کے تناسب سے ملنے والے جمہوری حقوق پر قینچی چلا دی جائے گی۔ مراعات (جن کو اب تک چھپایا گیا ہے) میں تخفیف کر دی جائے گی۔ ان کی آواز واحتجاج کو قوی نہیں سمجھا جائے گا۔ ان کے مطالبات پر سے توجہ ٹلتی رہے گی۔ وغیرہ وغیرہ، شاعر پھر ماتم کرتے ہوئے کہے گا۔

کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک!"

مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت احتجاج کیا جائے یا اقدام کیا جائے اور کیا واقعی دونوں باتوں کے لیے ہمارے پاس مناسب اور درکار وقت ہے۔ ملک میں زلزلے کے سانحے نے جہاں ایک طرف توجہ اور ترجیحات کی فہرست میں اولیت حاصل کی ہوئی ہے وہاں دبے پاؤں ہمارے گھر آنگن میں کھیلی جانے والی اس سازش پر کیا ہم اپنی قوت کو جمع کر کے اس کا سامنا کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ مسلمانوں نے تو جلے بھنے انداز میں اپنے ایوانی نمائندوں کے بارے میں نازیبا الفاظ تک ادا کیے ہیں کہ وہ آخر وہاں رہ کر کیا کر رہے ہیں۔ حیرانی ہے افسوس ہے!

بیورو کریسی میں شامل تمام افراد کو اور مردم شماری کے فارم کی جزئیات تیار کرنے والے عملے کو بھی یقیناً اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی پڑی ہے۔ ان اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو گریجویشن کے وقت وہ مشترک مضمون بھی پڑھنا پڑا ہوگا جس میں ہندوستان میں جیسے ملک میں مختلف مذاہب اور قوموں کی تہذیب کے تعلق سے بنیادی معلومات حاصل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ تاکہ وہ ہمارے گنگا جمنی کلچر سے بخوبی آشنا ہو جائیں۔ اور مستقبل میں کسی بھی قومی عمل میں اسے ملحوظ رکھ کر لائحہ ترتیب دیں۔ اس مضمون میں صرف بڑے مذاہب اور ان کے پیرووں کا ہی بیان نہیں ہوتا بلکہ چھوٹے چھوٹے گروہوں اور قبیلوں تک کے تعلق سے اجمالی تذکرہ موجود ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر ان کے مذہب اور طریقہ عبادت نیز اہم ترین تیوہاروں سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ مگر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ انہی ماہرین نے افراد شماری کے فارم میں مسلمانوں کے مذاہب کے ایک نئے نام "مسلمان" سے ہماری پہچان کروائی ہے۔ آج جب ہندوستانی مسلمان اپنی مذہبی اور تہذیبی شناخت کے تعلق سے فکر مند ہے، ثقافتی نشانات اور تاریخ کی کتاوں کے "بھگواکرن" پر متاسف ہے، بابری مسجد کے مقدمات میں عدالت عالیہ کی جانب انصاف طلب نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اردو زبان (جسے اب صرف مسلمانوں کی زبان سمجھ لیا گیا ہے) کے تحفظ کی تدبیریں کر رہا ہے، اس کی صنعت و معیشت کی پیٹھ پر اتارے جانے والے گلوبل خنجر کی اذیت سے بلبلا رہا ہے۔ ان سب کے علاوہ سانحہ گجرات نے بھی اس کی روح کو مجروح کر رکھا ہے، تو ایسے عالم میں اس کے مذہب کو گمانوں بھرے نام سے پکارنا اس کے تحت الشعور سے چھیڑ خانی نہیں تو اور کیا کہا جائے گا۔

چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالنے میں یقیناً غلط نہیں ہو سکتے کہ یہ شرارت دانستہ ہی نہیں بلکہ سوچی سمجھی سازش کے تحت کی جا رہی ہے۔ وگرنہ حکومت کا متعلقہ محکمہ نہ صرف اس بات کی اعلانیہ وضاحت کر دیتا بلکہ مردم شماری کے کام پر مامور کارندوں کو بھی ضمنی ہدایت ضرور دیتا کہ وہ دوران شمار گھروں میں مسلم، مسلمان اور اسلام جیسی کسی بھی کان پڑی آواز کو موجودہ فارم کے کوڈ شمار نمبر۲ (مسلمان) میں ہی درج کریں۔ مگر مردم شماری جاری رہنے کے باوجود اب تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ اب اس پر دانستہ و پیوستہ سازش کا گمان نہ ہو تو کیا ہو؟ اس لیے جملہ مسلمانوں کا مضطرب ہو جانا قطعی غیر فطری عمل نہیں ہے۔

مسلمانوں میں عمومی اضطراب ہے۔ انہیں پریشان کر دیا گیا ہے، مردم شماری کے فارم میں یہ غلطی کہاں سے ہوئی ہے، کس نے کی ہے، حکومت کو اس کی تحقیق کا حکم بھی دینا چاہئے اور ساتھ ہی اس کی اصلاح کا حکم نامہ بھی جاری کرنا چاہئے۔ نیز خاطی افسران کی گوشمالی بھی کرنی چاہئے۔ بصورت دیگر ہمارے ذہن میں دستور کے محافظین کے رویے کے تعلق سے شبہات کو مزید تقویت حاصل ہو جائے گی۔

خدا حافظ ہے راہی ان گلوں میں، عندلیبوں کا
کہ اک سازش چمن اندر چمن ہے دیکھئے کیا ہو

□❖□

بشکریہ: انقلاب ممبئی، ۱۸ر فروری ۲۰۰۱ء

تعاوف و تجزیہ

نایاب ہیں ہم

از: ساحل احمد

جناب آوارہ سلطان پوری (مرحوم) کے اس بکھرے لیکن دُرِ نایاب کو ندیم صدیقی نے جس خلوص و انبساط سے یکجا کیا ہے۔ اس کی تعریف و تحسین ہر مکتبہ خیال نے کی ہے۔

"نایاب ہیں ہم" بمبئی کی روبی ہماہمی کا قیمتی تذکرہ ہے۔ اس قیمتی تذکرے میں کیا کچھ موجود نہیں۔ یہ ایک ایسا روبی یادداشتوں کا البم ہے۔ جسے جس رخ سے دیکھئے آوارہ صاحب کی نگہ داری، نکتہ رسی، اور بذلہ سنجی کی داد دیے بغیر نظر آگے نہیں بڑھ پاتی۔ ان یادوں کا طریقہ بیان، شگفتہ زبان، طباعی ذہانت، اور بیانیہ توقیر نے قدر اول کی چیز بنا دیا ہے۔ یہی نہیں اس بیانیہ اسپرٹ میں خود مصنف کی باغ و بہار طبیعت موقع بہ موقع اظہار خیال کی نقاب سرکاتی دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے جس حسن احتیاط کے ساتھ ادوار کے نشیب و فراز کا گراف کھینچا ہے۔ اس سے ان کی صائبیت ہی نہیں مثبت فیصلے کی اصالت بھی مترشح ہوتی ہے۔ وہ دور جو آرزو لکھنوی، مولانا شمیم گونڈوی، احسن رضوی، محمود سروش اور حکیم مرزا حیدر بیگ دہلوی سے وابستہ ہے اور وہ دور جو اعجاز صدیقی، ساغر نظامی، سہیل آفندی، کوثر جائسی، انجم فوقی بدایونی، خمار بارہ بنکوی سے ہم رشتہ ہے اور پھر وہ ایک دور جو حسن کمال، قیصر الجعفری، مرزا عزیز جاوید، یوسف ناظم، ندا فاضلی، ظفر گورکھپوری، احمد وصی، ارتضیٰ نشاط، عبدالاحد ساغر، شمیم طارق، ممتاز راشد اور ندیم صدیقی تک منتہا ہوتا ہے۔ ان وقوفات کی کتنی قیمتی، خوبصورت اور جمیل و جلیل یادیں، روایتیں، حقیقتیں اور شرافتیں منور ہو گئی ہیں جن سے عصر موجود کی نئی نسل درس حیات لے سکتی ہے۔ اب وہ استادی و شاگردی کی یادگار اس میں جو کبھی شعر و ادب کی امتیازی اوصاف رہے ہیں ــــ اب عنقا ہیں، کہیں بہت تلاش و جستجو کے بعد ستارۂ صبح کی مانند دکھائی دے جاتی ہیں۔ اب تو محاوروں کی طرح طفل شاعر پیدا ہوتے ہی جوان ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام اطوار و آداب سے ناآشنا اونچی سی اونچی جگہ بیٹھنا اور احکامات و فیصلے صادر کرنا پسند کرتا ہے۔

کسی کھوئے حصے یا کسی گم شدہ کڑی کی تلاش بہت دل گردے کا کام ہے اور پھر اپنے عصری شعری روایات کے روبرو نئے پرانے، چھوٹے بڑے، خرد و بزرگ کے زائچے تیار کرنا اور ان خد و خال کو ہو بہو اسی طور ظاہر کرنا آسان نہیں۔

ایک دو چار صفحات نہیں شروع تا آخر ہر صفحہ ان کی محنت و مشقت اور اخلاص و محبت کا شاہد ہے۔ شاہد و مشہود کے اس پیچیدہ لیکن سچے رشتے کو گویائی عطا کر دینا ان کا طلسماتی اسلوب ذمہ دار ہے۔ ہر جگہ رنگوں کی پھوار، حال و ماحول کو پر جوش یا مدہوش بنائے رکھتی ہے۔ شیرینیت کے ساتھ ترشی کا ذائقہ بھی کسی نعمت سے کم نہیں۔

رئیسانہ مزاج، چوراہا، خوش گلو، کعبہ سخن، سٹی، آفتابی چہرہ، فربہ بدن، دو آتشہ، حدود اربعہ، ہنوز پتلا چہرہ، کھسر پھسر، سن سفید، نیم باز آنکھوں، ٹھٹھا، فقر و فاقہ، قناعت، بانکا، دھواں، سموم، حساس آدمی، بھر بھری مٹی، تریاق، پانی کی پھوار، برج ھاٹ، سخت جان، سلاسل، کھچڑی، بد چلن، دل شکنی، ادب نواز، کیم شیم، چشم و چراغ، حیا کا پردہ، متناسب، پاؤں پاؤں، کانا پھوسی، صبح کا پیدا، نو عمری، اپنائیت، لطافت، پھکا مار کر، کیٹلی اور چٹیلی آوازیں، سن گن، ٹوہ، ادبی جوڑ گانٹھ

مصنف	: آوارہ سلطان پوری، مرتب : ندیم صدیقی، صفحات : ۱۶۰، قیمت : =/100
اشاعت	: ۱۹۹۷ء، ناشر : اردو قبیلہ، F-5 پہلا منزلہ، رضوی باغ ممبرا۔ تھانے 400612

نابالغان ادب، مولوی مدن، چھپی چھپا، کھڑک، سعادت مندی، گبرو نوجوان، کمنڈل، رس بھری آنکھیں، توبہ کا دروازہ، لال جھنڈا، انسانی حقوق، رد عمل، گتھم گتھا، قیمتی بارود، اتھارٹی، طبق، آٹھوں آسمان، احساس کمتری، تائب، بھلے آدمی قاعدے کے بے حرمتی، حساس آدمی، بہتاپانی، بحر قہار، صابر و شاکر، ضمیر فروش، بغلیں جھانکنے، بدعت، لحن داؤدی، آگہی کا امرت، کج روائی، راز کبریائی، فنافٹ، لنگوٹیا یار، مشترکہ پلاننگ، انحراف، چودھراہٹ، بانکپن، نئی نویلی، شہ رگ، دھونس، بے ضرب، فقیر منش، آفاقیت، انکسار، بداخلاقی کج فہمی، بھلے مانس، ادب شناس، مستی نمائش، تگڑم بازی، مرجانے دو سالے کو، شیروانی پوش، چوڑی دار پائجامہ، سیدھی مانگ، جیکٹ، کرتا پائجامہ، ٹوپی، کچھا، کوٹ ٹائی، چشمہ، جناح کیپ، سفید بال، رومال، کولہاپوری چپل، لنگی، سنہری کمانی کا چشمہ، علی گڑھ پائجامہ، عمامہ، مدراسی لنگی، خشخشی داڑھی، لمبی داڑھی، ماچس کی ڈبیہ، کلف دار کرتا، ریشمی کرتا، چارپائی، نقلی عطر، جھکی ہوئی کمر، دو جیبوں والا پائجامہ، کلین شیو، بڑی بری جٹا، شارک اسکن، چڈھیاں، طلا، معجون، ٹیلرنگ کی دکان، مغل مسجد، وزیر و ہٹل، فاطمہ بلڈنگ، عاشق علی ہوٹل، صابو صدیق، گراؤنڈ، جالی محلّہ، قاضی محلہ، گورتر باغیچہ، بھنڈی بازار، کلیان، ممبرا، دبئی، شیخ مصری و ڈولا، جہاں گیر ہال، بیگ محمد باغ، دربار ہوٹل، واڑی بندر، ولبھ بھائی اسٹیڈیم، عباس سورتی کی تیزاب کی دکان، بوری بندر، کاویہ کھنج، سنار ہوٹل، مدن پورہ، سیوڑی، گڈلک بیکری، فاضل بھائی ہال، بائکلہ برج، کمہار واڑہ، خلافت ہاؤس، جے جے ہسپتال، سدھارتھ کالج، یعقوب گلی، گودریج کمپنی، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا، ہز ماسٹرس وائس، ۵۵۵ سگریٹ، کیپٹن سگریٹ، مرغن غذا، زیروکس مشین، دریائی مشاعرہ، قوالی، جنسیائی شاعری، قوالی نما ترنم، شاعر دھوم دھڑکا، ہلڑ، اردو ٹائمز، انقلاب، ہندوستان، سلاسل، جمہوریت، ہم عصر، دور حیات، احتساب، قرطاس، عوامی حالت وغیرہ۔ یہ الفاظ ہی نہیں استعارے بھی ہیں۔ جن کے توسط سے مصنف نے اپنی یادوں کا نگار خانہ سجایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے جو بھی واقعہ یا روایت بیان کی ہے یا دہرائی ہے وہ رنگ آواز اور بصارت بن گئی ہے۔ جملوں کی ساخت اور اس کے رکھ رکھاؤ کا بہ طور خاص خیال رکھا ہے۔ یہ جملے یا فقرے ان کی ذہنی طرفگی کا طرحدار حصہ ہیں۔ جن میں مکالماتی حسن ڈرامائی عنصر بے باکی خیال، برجستگی فکر، خود شناسی اور توصیفی ہنر مندی کی صفت کمالیہ موجود ہے:

واقعی دھجیوں میں کونپلیں پھوٹتی محسوس ہوئیں

کھڑے کھڑے چند شگفتہ جملے پھینک کر ہنسنے لگے۔

بھانت بھانت کے شاعر۔ اتنے نمونے تو ہزاروں روپے خرچ کر کے بھی اکٹھا نہیں ہو سکتے۔

بے یقینی کی زندگی انسان کو وقت سے پہلے تھکا دیتی ہے

بہت سے نمایاں لوگ اپنی تمام تر علمیت کے ساتھ ذاتیات پر اتر آتے ہیں۔

ہیرا تولنے والی ترازو پر کوئلے کا کاروبار

کسر نفسی سے ہمیشہ سامعین کو بدمزہ کیا

میں جب بھی ملنے گیا حقہ پیتے دیکھا

اسی طرح درج ذیل جملوں سے یا فقرات سے متعلقہ شاعر کی کرداری اصالت اور مقام و مرتبہ کے تعین میں مدد ملتی ہے:

رامش باہر سے جتنے خوبصورت اور صاف ستھرے ہیں اس سے زیادہ خوب دل و دماغ کے مالک ہیں۔

یونس نگرامی، کھلا پلا کے ستاتا ہے اور دے دلا کر پریشان کرتا ہے۔

احسن بیکری کے مالک ہیں۔ زندگی میں بہت کمایا اور سب غارت کیا اور اب اولاد کے سامنے پشیمان ہیں۔

سہیل آفندی قمیض اور شرٹ کا فالتو حصہ پتلون کے اندر دبا دیتے تھے تاکہ کسی سے دامن الجھنے کا خطرہ نہ رہے۔

راگ کا بھی وہی حشر ہوا جو نریش کمار شاد کا تھا

شید ابدیونی کے سارے بدن میں گوشت کا نام و نشان نہیں۔ ہاتھ لگایئے تو محسوس ہو کہ لکڑی کے اسٹیچو کو چھو لیا۔

عباس سورتی دو جیبوں والا پائجامہ اور بنیائن پہنے تیزاب بیچتے ہیں اور الجھے ہوئے گھنگھریالے بالوں میں چار مینار سگریٹ کا دھواں الجھا رہتا ہے۔

قیصر الجعفری کی شاعرانہ صلاحیت مٹی کو سونا بنانے کا گر جانتی ہے۔

مجاہد حسین حسینی بالکل اردو زبان معلوم ہوتے ہیں

قیس برہان پوری روزانہ پہلی غزل بیچ کر ناشتہ دوسری غزل بیچ کر کھانا معمول میں شامل ہیں۔

قاضی محمد احمد اتنے تیز جتنا سفٹی ریزر بلیڈ

کیفی اعظمی کی شاعری اور پڑھنے کا انداز مسحور کن ہے جیسے بسم اللہ خاں کی شہنائی اور تھر کو استاد طبلہ نواز کی جگل بندی

جاں نثار اختر کی حق پسندی میرے نزدیک مستند معلوم ہونے لگی۔

اختر الایمان کی شاعری میں اشاریت، ابہام اور ایمائیت فطری ہے۔

شمیم طارق بہت پیارے، بہت مخلص اور بے ضرر انسان ہیں۔

اس پورے منظر نامہ میں کوئی واقعہ، کوئی روایت، کوئی شخصیت، کوئی خیال اور کوئی جذبہ آدھا ادھورا نظر نہیں آتا، ان کی یادوں کا یہ البم بہت سچا اور دلچسپ ہے۔ انہوں نے اپنی برجستہ گوئی اور راست بیانی کو فروخت نہیں کیا۔ ایک سچے مشاہد کی طرح جو دیکھا اور جو محسوس کیا من و عن پیش کر دیا۔ پیش کشی کا یہ تیور ان کی قوت ارادی کا مظہر ہے۔ اور کئی ادوار کی مرکزیت کا بامعنی استعارہ ہے جس میں نقد بیان بھی ہے۔ اور فکر و احساس کی تونگری بھی، افسانہ بھی، شاعری بھی اور داستان بھی۔

غرض کہ مصنف کی یہی راست گوئی تاریخی جائزے کی تعبیر ہے۔ انہوں نے کوئی خواب نہیں دیکھا اور نہ کوئی خیالی پیکر تراشا ہے۔ □❖□

پتہ : سعدیہ آرٹس اینڈ کلچر، LIG:10 نیم سرائے، ADA کالونی، منڈیرا چلک، الہ آباد 211011

اُردو اکادمی دہلی

کی چند اہم مطبوعات

اردو کلاسیکل ہندی اور انگریزی ڈکشنری

مرتب: جان۔ ٹی۔ پلیٹس، صفحات: ۱۲۵۹، قیمت: ۲۵۰ روپے

آثار الصنادید (مع مقدمہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی)

تصنیف: سر سید احمد خاں، صفحات: ۷۲۸، قیمت: ۲۰۰ روپے

اردو مابعد جدیدیت پر مکالمہ

مرتب: پروفیسر گوپی چند نارنگ، صفحات: ۵۴۳، قیمت: ۸۰ روپے

اِس آباد خرابے میں (خودنوشت سوانح)

اختر الایمان، صفحات: ۲۴۴، قیمت: ۶۰ روپے

دہلوی اردو

مصنف: سید ضمیر حسن دہلوی، صفحات: ۲۷۲، قیمت: ۹۰ روپے

نمائندہ اردو افسانے

مرتبہ: پروفیسر قمر رئیس، صفحات: ۴۲۶، قیمت: ۷۵ روپے

دہلی میں اردو شاعری کا تہذیبی و فکری پس منظر

مصنف: پروفیسر محمد حسن، صفحات: ۳۹۰، قیمت: ۳۵ روپے

بستیاں (افسانے)

مصنف: جوگندر پال، صفحات: ۲۱۳، قیمت: ۵۰ روپے

عالم میں انتخابِ دلی

مصنف: مہیشور دیال، صفحات: ۵۱۶، قیمت: ۷۰ روپے

اردو تھیٹر: کل اور آج

مرتبین: مخمور سعیدی، انیس اعظمی، صفحات: ۲۷۶
قیمت: ۷۵ روپے

دیوان حالی

مقدمہ: رشید حسن خاں، صفحات: ۲۳۲، قیمت: ۳۰ روپے

چراغ دہلی

مصنف: میرزا حیرت دہلوی، صفحات: ۵۳۶، قیمت: ۵۰ روپے

فوائد الفواد (حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات کا مجموعہ)

مرتب و مترجم: خواجہ حسن ثانی نظامی، صفحات: ۱۰۸۸، قیمت: ۱۰۰ روپے

آزادی کے بعد دہلی میں اردو غزل

مرتب: پروفیسر شمیم حنفی، صفحات: ۲۵۵، قیمت: ۴۰ روپے

داغ دہلوی حیات اور کارنامے

مرتب: ڈاکٹر کامل قریشی، صفحات: ۲۳۸، قیمت: ۵۰ روپے

کلیات مکاتیب اقبال (مکمل سیٹ چار جلدوں میں)

مرتب: سید مظفر حسین برنی، صفحات: ۴۹۰۸
قیمت: ۷۰۰ روپے

انتخاب کلام عمیق حنفی

مرتب: شمیم حنفی، صفحات: ۹۶، قیمت: ۲۵ روپے

انتخاب کلام سلام مچھلی شہری

مرتب: عزیز اندوری، صفحات: ۹۶، قیمت: ۲۵ روپے

انتخاب کلام بسمل سعیدی

مرتب: مخمور سعیدی، صفحات: ۹۶، قیمت: ۲۵ روپے

انتخاب کلام شمیم کرہانی

مرتب: پروفیسر حنیف کیفی، صفحات: ۹۶، قیمت: ۲۵ روپے

رابطہ: اردو اکادمی، دھلی۔ گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دھلی

تبصرۂ کتب

منشور قرآن

تبصرہ: رفیع الدین ہاشمی

نام کتاب: منشور قرآن (نیا ترمیم شدہ و اضافی اڈیشن) مصنف: عبد الحکیم ملک
صفحات: ۱۲۷۴ قیمت: -/۶۰۰
ناشر: اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن پاکستان، ۹ رحیم آباد، پنج ندروڈ، مظفر گڑھ 34200

قرآن حکیم سے حسب ضرورت استفادے کو آسان بنانے کے لیے کئی طرح کے اشاریے تیار کیے گئے ہیں۔ جنہیں تبویب قرآن بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی آیات قرآنی کو مختلف عنوانات کے تحت اکٹھا کر کے ترتیب دینا یا ابواب بندی کرنا، جیسے سود کے بارے میں آٹھ آیات چار مختلف مقامات پر آئی ہیں، اس اشاریے میں انہیں ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ مرتب کا مقصد یہ ہے کہ اشاریے کی مدد سے ایک عام قاری اپنی زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر حسب ضرورت خود حکم رب تعالیٰ کو ایک نظر دیکھ سکے کہ کس عمل کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے یا منع فرمایا ہے؟ اگر کسی عمل کا حکم دیا ہے تو اس کی جزا کیا ہے؟ اگر کسی عمل سے روکا ہے تو کس انداز سے؟ یہ بھی معلوم کر سکے کہ ایک ہی عمل کے بارے میں قرآن حکیم میں کتنی مرتبہ ارشاد ربانی نازل ہوا ہے تاکہ اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہو سکے (ص ۱۹)۔

یہ مضامین قرآن کا سہ لسانی اشاریہ ہے۔ ہر صفحے کے تین کالم ہیں۔ درمیانی کالم میں اصل آیات مع حوالہ و عنوان، دائیں کالم میں اردو ترجمہ اور بائیں کالم میں انگریزی ترجمہ درج ہے۔ عنوانات بھی تینوں زبانوں میں ہیں۔ ابتدا میں تقریباً ۵۰ صفحے پر مشتمل نہایت تفصیلی اشاریہ مضامین و عنوانات دیا گیا ہے۔ آخر میں یہی اشاریہ عربی اور انگریزی زبان میں بھی شامل ہے۔ ایک اشاریہ قرآنی آیات اور سورتوں کا بھی دیا گیا ہے۔ مرتب کہتے ہیں: نہایت عجز و انکسار سے عرض ہے کہ تبویب قرآن کی یہ کتاب اس لحاظ سے اپنی نوعیت کی منفرد کوشش ثابت ہو گی کہ پہلی مرتبہ مکمل قرآن کے ۳۰ پاروں پر مشتمل ۱۱۴ سورتوں کی ۶ ہزار ۶ سو ۳۶ آیات "مصدقہ عربی" متن کو انگریزی اور اردو ترجمہ کے ساتھ بیش بہا جامع ابواب کے تحت ہزاروں ذیلی عنوانات میں تقسیم کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں ہزاروں (Cross references) حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں۔"

مولف نے غایت درجے کی قلبی و جذباتی لگن کے ساتھ سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد یہ اشاریہ تیار کیا ہے۔ ان کا مقصد محض ایک علمی (Academic) کتاب تیار کرنے تک محدود نہیں بلکہ وہ دلی خواہش رکھتے ہیں کہ لوگ قرآن کی روشنی سے اپنی زندگی کی تاریکیوں کو روشن کریں۔ دیباچے میں وہ کہتے ہیں: "میری استدعا ہے کہ اپنے افراد خانہ کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کریں۔ یہ ان کا حق بھی ہے اور آپ کا فرض بھی۔ اس کی باز پرس یوم حساب آپ سے ہو گی۔ اپنے حلقہ احباب کو بھی اس کی اہمیت کا احساس دلائیں تاکہ وہ دیگر دنیاوی مصروفیات، دیگر کتب، اخبارات، رسائل اور دوسرے لٹریچر کے مطالعے سے کچھ نہ کچھ وقت قرآن فہمی کے لیے بھی نکالیں۔"

زیر نظر اشاریے کا پہلا اڈیشن چار سال قبل شائع ہوا تھا۔ یہ دوسرا اڈیشن ہے جس میں کچھ تبدیلیاں اور اضافے

کیے گئے ہیں، اس سے ضخامت میں ۵۰۰ صفحات کا اضافہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے کہ "اس موضوع پر اب تک جتنا کام ہوا ہے اس میں منشور قرآن ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ □□

پتہ: معرفت' ترجمان القرآن' منصورہ، ملتان روڈ، لاہور (پاکستان)

حقیقت نماز

تبصرہ: مولانا محمد فاروق خاں

نام کتاب: حقیقت نماز　مصنف: مولانا امین احسن اصلاحیؒ
صفحات: ۶۴　قیمت: ۲۳ روپے
ناشر: البلاغ بک سنٹر، N-1 ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
● اپلائڈ پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ 1739/3 (بیسمنٹ) نیو کوہ نور ہوٹل، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی 110002

نماز کے موضوع پر یوں تو بہت سی کتابیں لکھی جاچکی ہیں لیکن "حقیقت نماز" محض رسمی طور پر نہیں لکھی گئی ہے۔ بلکہ لائق مصنف نے یہ کتاب گہرے فکر و تدبر کے بعد ترتیب دی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ نماز دین کا اصل ستون اور شریعت کا مصدر ہے۔ نماز در حقیقت مومن کی زندگی کی حقیقی تصویر ہے۔ نماز کوئی رسمی سی چیز ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ ایک آفاقی حقیقت ہے جس کی بنیاد پر آسمان و زمین کا قیام ممکن ہو سکا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نماز فطرت کائنات ہے۔ خلافت کا اصل اور بنیادی مقصد قیام نماز ہی ہے۔ مصنف نے کتنا صحیح لکھا ہے:

"نماز قوموں کی عدالت ہے یعنی قوموں کا عزل اور نصب نماز ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جو قوم نماز قائم کرے گی فلاح پائے گی۔ جو نماز سے غفلت کرے گی تباہ ہو جائے گی۔"

اس میں شک نہیں کہ نماز کی ظاہر شکل و ہیئت ہماری ہیئت اجتماعیہ کی کامل اور حسین تصویر ہے۔ لیکن نماز کی انقلابی اسپرٹ ختم ہونے اور اس کی روح باقی نہ رہنے کی وجہ سے امت کے اندر ساری خرابیاں رونما ہوئی ہیں۔ افتراق، فرقہ پرستی، تحزب، مادہ پرستی، تنگ دلی و تنگ نظری وغیرہ خرابیاں اصل نماز کے لیے ضائع کرنے کی وجہ سے امت میں پیدا ہوئی ہیں۔ کاش لوگ نماز کی حقیقت سے آشنا ہو سکتے اور دنیا میں ایک صالح انقلاب آسکتا۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد تصنیف ہے۔ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے۔ □□

پتہ: 1353 بازار چتلی قبر، دہلی 110006

غزل: پس منظر —— پیش منظر
از ساحل احمد
دوسری اشاعت اکتوبر ۲۰۰۰ء　قیمت: =/400　صفحات 408
رابطہ: سعیدیہ آرٹس اینڈ کلچر
LIG-10 نیم سرائے، الہ آباد کالونی، منڈیرا چک، الہ آباد 211011

قرآن حکیم : جمالیات کا سرچشمہ

تبصرہ: مولانا محمد فاروق خاں

نام کتاب: قرآن حکیم: جمالیات کا سرچشمہ　مصنف: شکیل الرحمٰن
صفحات: ۴۸　قیمت: ۲۰۰/- روپے
تقسیم کار: محمد شیراز F-176 پانڈو نگر، نئی دہلی۔ 110091

یہ دراصل شکیل الرحمٰن صاحب کی ایک مفصل کتاب کا مقدمہ ہے۔ ۲۰۰ روپے قیمت غالباً اصل کتاب کی ہوگی۔ میرے پیش نظر اس وقت یہی مقدمہ ہے۔ یہ مقدمہ موصوف کی اصل کتاب کے سمجھنے میں معاون ہوگا۔ شکیل صاحب کا احساس ہے کہ قرآن حکیم صرف عام معنی میں کتاب ہدایت نہیں ہے بلکہ وہ جمالیات کا بھی ایک عظیم سرچشمہ ہے۔ قرآن کی رو سے اللہ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔ یعنی نور کائنات ہے۔ ساری رونقیں اور جاذبیتیں خدا ہی کی ذات اقدس کا کرشمہ ہیں۔ حسن حقیقی کے تئیں اگر ہماری روح بیدار ہو سکے تو صاف محسوس ہوگا کہ خدا کائنات ہی کا نہیں ہمارے قلب و نظر کا نور بھی وہی ہے۔ قرآن جمال نور کے مشاہدے کی دعوت دیتا ہے۔ اس مشاہدے سے کائنات کے خالق کی بھی پہچان ہوگی۔ کائنات کے تمام جلوے خدا ہی کے نور کا کرشمہ ہیں۔

خدا نے انسان کو جمالیات حس عطا کی ہے۔ جس سے وہ کائنات کے نور اور اس کے کرشموں سے جمالیاتی حظ و انبساط حاصل کرتا ہے۔ پھر یہی جمالیاتی بصیرت سے وہ متحیر ہی نہ ہوگا بلکہ وہ حقیقی نور سے آشنا ہوگا۔

اس مقدمہ میں قرآن کی بہت سی آیات نقل کی گئی ہیں جن میں خدا کی کتنی ہی نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں آسمان و زمین کی تخلیق، سورج چاند، ستارے، لہلہاتی کھیتیاں ہی نہیں خود انسان کا وجود بھی شامل ہے۔ پھر یہ کہ خدا کی رحمت کے بغیر جمالیات کے ہمہ گیر، گہرے اور معنی خیز سرچشمے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مصنف کے نزدیک رحمت تخلیق عمل کی سب سے بڑی توانائی ہے۔ حسن کے تمام مظاہر میں توازن اسی کی وجہ سے ہے۔

امید ہے قارئین اس مقدمہ کا اور اصل کتاب کا (خدا کرے وہ بھی جلد منظر عام پر آسکے) دلچسپی سے مطالعہ کریں گے۔ یوں جمالیات اور قرآن کے موضوع پر پروفیسر نصیر احمد ناصر کی ایک کتاب پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔ جس پر حکومت پاکستان کی طرف سے مصنف کو انعام سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ یہ کتاب میری نظر سے گزری ہے، کتاب مطالعہ کے لائق ہے۔ □□

اردو بک ریویو کی دیدہ زیب مجلد جلدیں
محدود تعداد میں دستیاب ہیں:
2000,1999,1998,1997
قیمت فی جلد: 300 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ جلدوں کی قیمت بذریعہ ڈرافٹ یا منی آرڈر ارسال فرمائیں۔
ڈاک خرچ بہ ذمہ ادارہ۔ کتب خانوں کے لیے 20% رعایت (ادارہ)

نشیب و فراز ــــ سوانح حیات

تبصرہ: محمود عالم

نام کتاب: نشیب و فراز ــــ سوانح حیات　مصنف: محمد ابوالفضل فاروقی　ایڈیٹنگ: عارف اقبال
صفحات: ۱۷۴　قیمت: ۔/۲۵۰ روپے
ناشر: اپلائڈ پبلی کیشنز 1739/3 (بیسمنٹ) نیو کوہ نور ہوٹل، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی 110002

اردو میں خود نوشت سوانح کی روایت زیادہ قدیم نہیں پھر بھی وہ اسی قدر مستحکم ہے کہ اردو میں سوانح نگاری کو باضابطہ اصناف ادب میں شامل کرلیا گیا ہے۔ غالباً ڈاکٹر صبیحہ انور صاحبہ اس موضوع پر پی ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھ چکی ہیں۔

خود نوشت سوانح یا آپ بیتی لکھنے کے محرکات اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے اپنی سوانح کے تحت اپنے عہد کی تاریخ مرتب کردی ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ کی سوانح "کاروان زندگی" محض ایک فرد کی سوانح نہیں بلکہ اس عہد کی تاریخ بھی ہے۔ کچھ "بڑے لوگ" اپنی سوانح اس لیے لکھتے یا لکھواتے ہیں کہ قوم کے سامنے اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرسکیں۔ ہمارے ادباء میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی سوانح یا یادداشت لکھ کر اردو ادب میں ایک قیمتی اضافہ کیا ہے۔ مختار مسعود کی کتاب "آواز دوست" اور قدرت اللہ شہاب کی کتاب "شہاب نامہ" کا شمار ادبی شہ پاروں میں ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ہاتھ میں جنبش باقی نہیں رہتی تو ناکردہ گناہوں کی حسرت کی داد چاہتے ہیں۔ "یادوں کی برات" کے بعض ابواب میں افسانے کو سوانح میں شامل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ دوسری طرف ممتاز مفتی مرحوم نے اپنے حالات کو ناول کے پردے میں پیش کیا ہے۔ "علی پور کا ایلی" پر آپ بیتی کا گمان ہوتا ہے۔ کچھ لوگ محض اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے "گفتی ناگفتی" سب بیان کردیتے ہیں۔ حالانکہ شرمناک سچائی کو چھپانا ہماری تہذیب کا حصہ ہے۔ کچھ لوگ دل کا غبار نکالنے اور سنسنی خیز انکشافات کرنے کے لیے سوانح لکھتے ہیں۔ "ورود مسعود" کے بارے میں یہی خیال پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس کچھ لوگ اپنے محسنین کے احسانات کو ریکارڈ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی سوانح محض اپنے محسنوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ جناب حسنین سید صاحب کی مختصر سوانح اس کی اچھی مثال ہے۔ عام طور پر آپ بیتی یادداشتوں کے سہارے لکھی جاتی ہے لیکن ڈاکٹر اقبال حسین کی سوانح "داستان میری" مکمل دستاویز ہے۔ کوئی محقق سوائے تاریخ وفات کے اس میں ایک سطر کا اضافہ نہیں کرسکتا۔

جناب محمد ابوالفضل فاروقی اپنی سوانح حیات لکھنے کی وجہ خود ہی بیان فرماتے ہیں:

> "میری اس سوانح حیات کا محرک اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ایک کاروبار سے وابستہ شخص کی زندگی کے تلخ و شیریں واقعات، تجربات اور احساسات سے نئی نسل واقف ہو جائے۔"

زیر تبصرہ کتاب اگرچہ ایک سول انجینئر اور تجارت پیشہ پروپرٹی ڈیلر اور بلڈر کی لکھی ہوئی ہے لیکن عبارت اس قدر رواں سلیس، عام فہم، دلنشیں اسلوب میں ہے کہ اس پر ایک کہنہ مشق ادیب اور سلجھے ہوئے دماغ کی تحریر کا گمان ہوتا ہے۔ مصنف نے اپنے حالات کم بیان کیے ہیں اور زیادہ تر اپنے افکار و خیالات اور نظریات پیش کئے ہیں۔ مصنف کے دل میں اسلامی حمیت اور قومی درد موجود ہے۔ وہ ہر واقعہ کو ایک مسلمان کی نگاہ سے دیکھتے اور اسلامی نقطہ نظر سے اس کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس پر اپنی بے لاگ رائے دیتے ہیں۔ ان کے جذبات پاکیزہ، خیالات عمدہ اور احساسات قابل قدر ہیں۔ یہ

کتاب اس قابل ہے کہ طلبہ، اساتذہ اہل علم و دانش اور ملت اسلامیہ کی اصلاح اور فلاح کے لیے سوچنے اور کام کرنے والے اس کا بغور مطالعہ کریں۔ علم و حکمت پر کسی خاص طبقے کی اجارہ داری نہیں ہے۔ آدمی محض دولت اور اعلیٰ عہدے سے عظیم نہیں ہوتا بلکہ اپنے اخلاق و کردار اور فکر و نظر کی بلندی سے بلند ہوتا ہے۔

مصنف کے خیالات مستعار نہیں ہیں بلکہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ذاتی علم، تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر لکھا ہے۔ ہم ذیل میں اس کتاب سے تین اقتباسات نقل کرتے ہیں جس سے مصنف کی فکری سطح کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

> "جو تعلیم طلباء کے اندر دینی مزاج کو نشو و نما نہ دے سکے وہ تعلیم انسانی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے غیر منافع بخش اور مہلک ہے۔" (ص: ۱۱۳)

> "عورت اور مرد کا رشتہ بڑا نازک ہوتا ہے اور ایک خاندان کی بنا بھی اسی رشتے پر ہے۔ اگر عورت مرد کی نفسیات اور مرد عورت کی نفسیات سے واقف نہ ہو تو رفتہ رفتہ باہمی تناؤ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ کبھی کبھی یہی تناؤ کسی بڑے واقعہ کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا مرد کو عورت کے حقوق اور عورت کو اپنے مرد (شوہر) کے حقوق سے کماحقہ واقف ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ عورت مرد کے درمیان جو باہمی محبت اللہ نے رکھی ہے اس کے نشو و نما کے لیے عفو و درگزر اہم ہتھیار ہے۔" (ص: ۴۶)

> "حج کے موقع پر دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمانوں کا جوق در جوق آنا ایک ایسا اجتماعی تصور پیش کرتا ہے گویا ساری امت ایک ہی کنبہ کے افراد ہوں۔ ہر زبان پر ایک ہی کلمہ ...... **اللھم لبیک ...... لاشریك لك لبیك** ...... ایک ایسا روح پرور منظر پیش کرتا ہے، جہاں نہ کوئی فرقہ ہے نہ گروہ بندی ہے، نہ کوئی وہاں دیوبندی ہے، نہ بریلوی ہے اور نہ ہی وہابی۔ وہاں نہ اس کا احساس ہوتا ہے کہ کوئی تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور کون جماعت اسلامی کا آدمی ہے اور نہ ہی شیعہ سنی کے جھگڑے۔ لاکھوں مسلمانوں کا جم غفیر ایک امت اور ایک دین کا تصور پیش کرتا ہے۔ کاش یہی تصور اجتماعیت عملی زندگی میں بھی دکھائی دیتا تو آج امت افتراق و انتشار کی کیفیت سے دوچار نہ ہوتی اور ایک امت کی حیثیت سے ابلیسی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتی۔ (صفحہ ۱۲۲۔ ۱۲۳)

مصنف نے کتاب میں جابجا اپنی اور اپنے اہل خانہ کی تصویریں شامل کی ہیں۔ ان دنوں یہ ایک فیشن بن گیا ہے۔ بالخصوص شعری مجموعہ کے کور پر اور سوانح حیات میں یادگار تصویریں ضرور شامل کی جاتی ہیں اور اچھے خاصے دیندار لوگ بھی اس میں مبتلا ہیں۔ مصنف نے جگہ جگہ اسلامی حمیت اور غیرت کو ابھارا ہے اور اپنے پڑھنے والوں کو اسلام کی مکمل پیروی کرنے کی تلقین کی ہے۔ اس لیے یہ بات کھٹکتی ہے۔ مصنف نے سیاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھا۔ پھر پتہ نہیں کیوں کس مصلحت کے تحت ایک بدنام زمانہ سیاسی آدمی کے ساتھ اپنی تصویر کو اس کتاب میں شامل کیا ہے۔

ان جزوی خامیوں کے باوجود یہ ایک مفید کتاب ہے۔ زمین اور مکان کی خریداری کرنے والوں کے لیے بڑے قیمتی مشورے اس میں موجود ہیں۔ انہیں اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہئے تاکہ وہ دھوکہ اور مکر و فریب سے محفوظ رہ سکیں۔

مصنف نے "حرف آخر" میں بڑے قیمتی مشورے دیئے ہیں اور یہ حصہ حاصل زندگی ہے۔ مصنف اس کی تمہید میں لکھتے ہیں:

> "جن تلخ تجربات سے میں گزرا ہوں، دولت کمانے کی دھن میں میں نے جو کچھ گنوایا ہے بلا کم و

کاست آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ "حرف آخر" کے بطور چند باتیں اپنی سوانح حیات کے قاری کے سامنے رکھوں تاکہ جن غلطیوں کا ارتکاب مجھ سے ہوا ہے، آپ محفوظ رہیں۔" (ص:۱۶۹)

مصنف کے جذبات قابل قدر ہیں۔ کتاب کا اختتام توبہ اور استغفار پر کیا گیا ہے۔ اور تبصرہ نگار کے نزدیک یہ بڑی اہم بات ہے۔ آدمی اپنے گناہوں کو یاد کر کے نادم اور شرسار ہو اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرے یہ زیادہ بہتر ہے۔ اس بات سے کہ آدمی اپنے نیک کام اور کارناموں کو یاد کر کے عجب میں مبتلا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنے اور توبہ واستغفار کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین □□

پتہ: لائبریرین WAMY، پوسٹ بکس نمبر 10845، ریاض 11443، سعودی عرب

عربوں کے علمی کارنامے

تبصرہ: محمد رضی الاسلام ندوی

کتاب کا نام: عربوں کے علمی کارنامہ مصنف: پروفیسر عبدالعلی مترجم: محمد اسلام عمری
صفحات: ۱۳۶ قیمت: ۴۵ روپے اشاعت: ۲۰۰۰ء
ناشر: اسلامک بک فاؤنڈیشن ۱۷۸۱۔ حوض سوئیوالان، نئی دہلی 110002

مغربی مصنفین نے تاریخ علوم پر جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں انہوں نے یہ انداز اختیار کیا ہے کہ قدیم یونانی تہذیب کے ذکر کے بعد درمیان کے تقریباً ایک ہزار سالہ عہد کا بہت ہی سرسری تذکرہ کر کے فوراً نشاۃ ثانیہ کے دور میں آجاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس درمیانی مدت میں علوم وفنون کا کوئی قابل ذکر ارتقاء نہیں ہوا ہے۔ دراصل یہ مدت مسلم ماہرین علوم وفنون کے غلبے کی ہے۔ اس دور میں انہوں نے یونانی علوم کو عربی زبان میں منتقل کیا، ان میں اپنی طرف سے قابل قدر اضافے کیے اور انہیں بعد کے لوگوں کی طرف منتقل کیا۔ اہل مغرب کا تعصب انہیں ان کی خدمات کے اعتراف سے باز رکھتا ہے۔ اس کے نتیجے میں علوم وفنون کی غلط اور مسخ شدہ تاریخ کو رواج ملا ہے۔

اسی احساس کے تحت ڈاکٹر عبدالعلی، پروفیسر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے زیر نظر کتاب تصنیف کی ہے۔ اور اس میں مختلف علوم وفنون میں مسلمانوں اور عربوں کی خدمات کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ موصوف انگریزی اور عربی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔ ان کی یہ کتاب پہلے مضامین کی شکل میں جامعہ سلفیہ بنارس کے عربی ترجمان صورت الامۃ اور بعد میں اس کے اشاعتی ادارے سے شائع ہوئی ہے۔ اسی کو مولانا محمد اسلام عمری نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔

پہلے مقالے میں فاضل مصنف نے عربی زبان پر سنسکرت کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔ اس میں انہوں نے عرب و ہند کے تعلقات، مختلف علوم کی ہندوستانی تصانیف کے عربی تراجم اور ہندوستانی اطباء کی عرب حکمرانوں کے دربار سے وابستگی وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آخر میں مثالوں سے واضح کیا ہے کہ کس طرح سنسکرت نے عربی زبان کو متاثر کیا ہے۔ حتی کہ بہت سے ہندی الاصل الفاظ عربی کا جز بن گئے ہیں۔ دوسرے مقالے "اسلام اور عربوں کی عقلی بیداری" میں مصنف نے بیان کیا ہے کہ عربوں میں علمی و عقلی بیداری لانے کا سہرا اسلام کو جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں تحصیل علم پر

بہت زور دیا گیا ہے۔ ان ہدایات سے تحریک پاکر مسلمانوں نے مختلف علوم وفنون میں گراں قدر کارنامے انجام دیے ہیں۔ جن کا بعض مستشرقین نے اعتراف کیا ہے۔ دو مقالے طب پر ہیں ان میں ابتداء میں حفظ صحت اور علاج و معالجہ کے بارے میں قرآن وحدیث میں مذکور ہدایات اور تعلیمات کا ذکر کر کے واضح کیا ہے کہ ان تعلیمات کے اثرات عربوں پر پڑے اور انہوں نے طبی علوم کے ارتقاء میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پھر معالجات، جراحت، تشریح اور دیگر طبی علوم میں مسلمانوں کی خدمات اور انکشافات پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک مقالہ زراعتی ونباتاتی علوم میں عرب مسلم ماہرین کی خدمات پر ہے۔ آخر میں فن ملاحی میں عربوں کی خدمات سے بحث کی گئی ہے اور بعض مشہور سیاحوں اور جغرافیہ دانوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔

یہ کتاب اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہے۔ اس کے ذریعہ طبیعیاتی علوم میں مسلم ماہرین کی خدمات کا بخوبی تعارف ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی اس سے یہ پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے کہ عرب مسلمانوں نے یہ خدمات اس لیے انجام دیں کہ انہیں قرآن وحدیث سے علم حاصل کرنے اور اسے فروغ دینے کی تحریک ملی تھی۔

فاضل مصنف نے اس کتاب کی تالیف میں انگریزی اور عربی کی اہم کتب تاریخ سے استفادہ کیا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے اس موضوع پر انگریزی اور عربی مجلات میں شائع ہونے والے مضامین سے بھی فائدہ اٹھایا ہے اور ان کے حوالے دیے ہیں۔ احادیث عموماً بغیر حوالے کے ذکر کی ہیں۔ اور اگر کہیں حوالہ دیا ہے تو ناقص یا غیر معیاری مثلاً ایک حدیث کا حوالہ فریدی وجدی کے ایک مضمون سے دیا ہے (ص ۶۱) عرب و ہند کے تعلقات کے ضمن میں علامہ سید سلیمان ندوی کا حوالہ اسی نام سے ان کی کتاب سے دینے کے بجائے مجلہ ثقافۃ الہند میں شائع شدہ ان کے کسی مضمون کے ترجمے کا دیا ہے (ص ۲۵) مصنف نے بعض مسلم ماہرین علوم کے سنین ولادت ووفات تو ذکر کیے ہیں لیکن بعض دیگر کا تذکرہ اتنا سرسری ہے کہ یہ تک معلوم نہیں ہوپاتا کہ وہ کس زمانے کے اور کہاں کے رہنے والے تھے؟ متعدد بیانات بھی غلط ہیں۔ مثلاً رازی کی کتاب الاسرار (ص ۷۰) میں امراض کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کا موضوع کیمیا ہے۔ اسی کی کتاب الحاوی کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ تیس جلدوں میں ہے (ص ۷۰) یہ کتاب جب تک مخطوطہ کی شکل میں تھی اس کی جلدوں کے بارے میں مورخین کے بارے میں اختلاف رہا ہے۔ لیکن عرصہ ہوا دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد سے تیئس (۲۳) جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ انگریز مصنفین کی انگریزی کتابوں کے نام عربی میں دیے گئے ہیں۔ فاضل مصنف کے لیے تو اس کا جواز تھا کہ انہوں نے کتاب عربی میں لکھی تھی۔ لیکن مترجم کو ان کے نام یا تو انگریزی میں لکھنے چاہئے تھے یا اردو میں۔ اپنے موضوع پر یہ ایک مفید کتاب ہے۔ امید ہے اس کی پذیرائی ہو گی۔ □□

پتہ: ادارہ تحقیق و تصنیف، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ 202002

ادب نبوی ﷺ کے نئے سنگ میل
صبیح رحمانی کی زیر ادارت شائع ہونے والا نعتیہ ادب کا یادگار کتابی سلسلہ
نعت رنگ، کراچی
هر شمارہ ایک دستاویز
قیمت: فی شمارہ =/100 روپے
رابطہ:
Applied Publications Pvt.Ltd. 1739/3 (Basement) New Kohinoor Hotel,
Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2

ہم عصر اردو ادب نمبر

تبصرہ: ڈاکٹر خلیق انجم

نام رسالہ: شاعر (ہم عصر اردو ادب نمبر) مدیر: افتخار امام صدیقی
صفحات: ۱۲۴۲ قیمت: ۲۵۰ روپے
ملنے کا پتہ: 228-202 دینا ناتھ بلڈنگ، تیسرا منزلہ، روم نمبر 12 پی پی مارگ، ممبئی 400004

اکثر رسالے اپنا خاص نمبر شائع کرتے ہیں اور ان نمبروں میں جو بھی افسانے، کہانیاں، مضامین، غزلیں اور نظمیں دستیاب ہو جاتی ہیں، انہیں شامل کر کے "خاص نمبر" کو ضخیم بنا دیتے ہیں۔ "شاعر" کا یہ "ہم عصر اردو ادب نمبر" اردو کے تمام خاص نمبروں سے بالکل جدا ہے۔ یہ ایک سوچے سمجھے پلان کے تحت مرتب کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر ایڈیٹر پہلے سے یہ طے کر لے کہ اسے کیا شائع کرنا ہے تو اسے مواد فراہم کرنے کے لیے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

"شاعر" کا یہ "خاص نمبر" تین جلدوں میں شائع ہوگا۔ زیر تبصرہ نمبر پہلی جلد ہے۔ یہ کسی ایک ادبی نقطہ نظر، تحریک یا قاعدے کی نمائندگی نہیں کرتا۔ اس خاص نمبر میں نہ ترقی پسندوں کی حمایت کی گئی ہے اور نہ جدیدیوں کی۔ اس میں تو اردو میں جو کچھ لکھا گیا ہے کسی بھی نقطہ نظر سے لکھا گیا ہے، ایک ایسا انتخاب پیش کر دیا گیا ہے جو عصری ادب کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ اس میں سیماب اکبر آبادی، سردار جعفری، شمس الرحمٰن فاروقی ان سب لوگوں کی نمائندگی ہے۔ یہ نہ ہندوستان کے ادیبوں کا انتخاب ہے نہ پاکستان کے۔ اس میں ہندوستان کے ادیب بھی شامل ہیں اور پاکستان کے بھی۔ یوں سمجھئے کہ یہ ہمارے عہد کا منظر نامہ ہے۔

۱۹۳۰ء سے لے کر ہمارے عہد تک کے ادبی منظر نامے کے اہم نقوش کو نمایاں کیا گیا ہے اور اس طرح کے مضامین اور شاعری کو اس "خاص نمبر" میں جگہ دی گئی ہے جس سے ہمارے معاصر ادب کی خصوصیات ابھر کر سامنے آگئی ہیں۔ ان انتخابات میں ترقی پسند بھی ہیں اور جدیدیت پسند بھی۔ وہ مصنف اور شاعر بھی جو کسی "پسند" کے قائل نہیں ہیں۔

"شاعر" کے ایڈیٹر افتخار امام صدیقی شاعر نہیں بلکہ ایک ایسے پڑھے لکھے آدمی ہیں جو شعر و ادب کے نشیب و فراز سے واقف ہیں۔ جنہیں قدرت نے ورثے میں ایک ایسی تنقیدی نظر دی ہے جس کے ذریعے وہ بہترین ادب کا انتخاب کرتے ہیں۔ افتخار صاحب نے ۱۲۴۰ صفحات کا ضخیم نمبر کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے "زندگی اپنے ظاہر و باطن میں نت نے تجربوں سے گزرنے کا نام ہے اور شاعر نمبر حساس لمحوں اور تجربوں کے تخلیقی روپ دینے کا فن ہے۔"

"شاعر" کا یہ خاص نمبر اپنی جگہ ایک اہم تخلیقی تجربے کی اہمیت رکھتا ہے۔ اس "خاص نمبر" کے لیے ادب کے مختلف اصناف کا انتخاب اس احساس کے ساتھ کیا گیا ہے کہ اردو زبان میں ادب میں ایک نئے انقلاب کی ضرورت ہے اور جو حضرات مخصوص ادبی نقطہ نظر کے تحت ادب تخلیق کرتے ہیں اور اپنے رویے میں انتہا پسند ہیں، ان پر ایک نئے نقطہ نظر کے محاکے کی ضرورت ہے۔ افتخار صاحب کا خیال ہے کہ اگر ہم ادب کی از سر نو افہام و تفہیم کرنا چاہتے ہیں اور اگر ہم یہ سوچتے ہیں کہ ادب میں ایک انقلاب کی ضرورت ہے تو ہمیں یہ کام تنقیدی نظر سے لینا ہوگا۔ گویا ادب کا انتخاب اس طرح کیا جائے کہ قاری کے ذہن میں پورے منظر نامے کے نقوش ابھر آئیں۔ افتخار صاحب نے اپنی تعارفی تحریر میں بہت سے اہم ادبی خیالات اٹھائے ہیں جو قابل توجہ ہیں اور جن پر بحث کی جا سکتی ہے۔

"شاعر" کے "خاص نمبر" میں اس دور کے اہم ادیبوں، شاعروں اور صحافیوں پر تنقیدی مضامین شامل ہیں۔ ان کے علاوہ سیماب صاحب، مختار صدیقی، آل احمد سرور، اظہار اثر، تنویر احمد علوی، حنیف نقوی، زاہدہ زیدی، ساجدہ زیدی، امراؤ طارق، بانو قدسیہ، جوگندر پال اور جیلانی بانو وغیرہ جیسے بہت سے شاعروں اور تنقید نگاروں کا نمائندہ انتخاب دیا گیا ہے۔ یہ افتخار صاحب کی ایمانداری ہے کہ انہوں نے بعض ایسے لوگوں کو بھی شامل کیا ہے جن کی امیج ادب کی کسی اور صنف میں ہے جو اردو کے بہت اچھے شاعر یا فکشن نگار ہیں لیکن قارئین نے ان کی اس حیثیت کی طرف توجہ نہیں دی۔ ان میں تنویر احمد علوی، حنیف نقوی وغیرہ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ افتخار امام صاحب جوہر شناس ہیں۔ انہوں نے بعض ایسے لوگوں کا بھی انتخاب شامل کیا ہے جنہیں بعض وجوہ سے اردو ادب نے اہمیت نہیں دی تھی۔ ان میں اظہار اثر صاحب کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ اظہار اثر کا کلام پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اردو کے بہت اچھے شاعروں میں ہیں لیکن جاسوسی ناولوں کے مصنف کی حیثیت سے انہیں زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ اس "خاص نمبر" کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں بہت بڑی تعداد میں مشاہیر کے خطوط کے عکس شامل کیے گئے ہیں۔ یہ خطوط ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کی ملکیت ہیں۔ غرض یہ ہے کہ "شاعر" کا یہ "خاص نمبر" ہر لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے اور جو قاری پچھلے ساٹھ ستر سال کے ادبی منظر نامے کو سمجھنا چاہتا ہے اس کے لیے اس رسالے کا مطالعہ لازمی ہے۔ □□

پتہ: انجمن ترقی اردو (ہند) اردو گھر، 212 راؤز ایونیو، نئی دهلی. 110002

عورت / بستی

تبصرہ: محمود عالم

نام کتاب: (۱) عورت (افسانوی مجموعہ) (۲) بستی (افسانوی مجموعہ) مصنف: اقبال انصاری
(۱) صفحات: ۱۶۰، قیمت: ۱۵۰ روپے، اشاعت: ۱۹۹۹ء (۲) صفحات: ۱۲۸ قیمت: ۱۵۰ روپے، اشاعت: ۲۰۰۰ء
ناشر: محمد شیراز F-176 پانڈو نگر، نئی دہلی 110092

اقبال انصاری اردو کے معروف ادیب، شاعر اور افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانے اردو کے معروف رسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔ اب تک چار افسانوی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں (۱) آدمی (۲) جنگل (۳) اور زیر تبصرہ "عورت" اور "بستی" افسانوی مجموعے ہیں ان کے علاوہ پانچواں مجموعہ "لوگ" ابھی زیر طبع ہے۔ "پارس" کے نام سے ایک ناول بھی منظر عام پر آچکا ہے۔ "پتھریلی آوازیں" "خارکستان" اور "آدم زاد" ان کے شعری مجموعے ہیں۔ "نامعقولتیں" کے نام سے مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے۔

اقبال انصاری کے افسانوں کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی اردو افسانہ نگاری نے بحیثیت صنف ادب کے بلندی کی طرف ایک جست لگائی ہے۔ کرشن چندر کی طرح رومانس اور سماجی مسائل کا حسین امتزاج اقبال انصاری کے یہاں بھی ہے۔ خوبصورت نثر کرشن چندر کا طرہ امتیاز ہے اور اقبال انصاری بھی اسی میدان میں ان کے ہم پلہ نظر آتے ہیں۔ منظر نگاری اور خوبصورت منظر نگاری میں وہ منفرد ہیں۔ جو چیز ان کو اپنے ہم عصر افسانہ نگاروں میں ممتاز کرتی ہے وہ ان کا ادب، سائنس، سماجی علوم، مذہب اور تاریخ کا وسیع مطالعہ اور افسانوں میں ان کا خوبصورت انعکاس ہے۔ معلومات کا ذخیرہ قرۃ العین حیدر کے پاس بھی ہے لیکن وہ ناول اور افسانوں میں اسے اس طرح پیش کرتی ہیں جیسے کوئی محقق اپنا تحقیقی مقالہ پیش کرتا ہے۔ کہانی میں متاثر کیے بغیر معلومات پیش کرنا بس اقبال انصاری کا حصہ ہے۔

زیر تبصرہ مجموعہ "عورت" میں اٹھارہ افسانے شامل ہیں۔ ہر افسانے کا مرکزی کردار عورت ہے۔ عورت کی

شخصیت اور اس کی نفسیات کا مطالعہ اکثر افسانہ نگاروں کا دلچسپ مشغلہ رہا ہے۔ خود خواتین افسانہ نگاروں نے عورت ذات پر بہت کچھ لکھا ہے۔ عصمت چغتائی اور قرۃ العین حیدر تو گھر کی بھیدی ہیں۔ یہ فیصلہ کرنا ذرا مشکل ہے کہ ان دونوں میں زیادہ فحاشی کس کے یہاں ہے۔ محترمہ قرۃ العین حیدر تو ایک بدکار عورت کو مکمل اور مثالی عورت بنا کر پیش کرتی ہیں۔ فحاشی محض الفاظ سے نہیں ہوتی بلکہ حقیقی فحاشی وہ ہے جو گناہ کی طرف راغب کرے۔ اس اعتبار سے وہ یقیناً ایک فنکار ہیں۔ کچھ نہ کہتے ہوئے بھی بہت کچھ کہہ جاتی ہیں۔ "سیتاہرن" اور اس قسم کے افسانے فحاشی کا اعلی نمونہ ہیں۔۔۔ نہیں بلکہ اسفل نمونہ ہیں۔ واجدہ تبسم کی نتھ اترائی سیریز میں چٹخارے والی بات ضرور ہے لیکن ان کی کہانیاں گناہ کی طرف راغب نہیں کرتیں بلکہ اس سے نفرت پیدا کرتی ہیں۔ واجدہ تبسم نے بہت ساری اصلاحی کہانیاں لکھی ہیں۔ ان کا افسانہ "جنتی جوڑا" اور ایسے کئی افسانے اس قابل ہیں کہ انہیں اسلامی ادب میں شامل کیا جائے۔

اقبال انصاری کے یہاں جنسی واقعات اور خاص طور پر ریپ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے لیکن اس کے بیان کرنے میں اور پیش کرنے میں جو زاویہ نظر اختیار کیا گیا ہے وہ ایسا ہے کہ قاری کو اس سے انتہائی نفرت اور اس کا ارتکاب کرنیوالے کے خلاف بے پناہ غم و غصہ پیدا کرتا ہے۔ اس معاملے میں وہ منٹو کے ہم پلہ ہیں۔ بلاشبہ منٹو اردو کے عظیم افسانہ نگار تھے اور بحیثیت مجموعی وہ اردو کے اب بھی سب سے بڑے افسانہ نگار ہیں لیکن اقبال انصاری نے اپنے بعض افسانوں میں منٹو کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ "ڈاکٹر مانوی" اردو ادب کا وہ شاہکار ہے جسے کسی بھی زبان میں منتقل کر کے بصد افتخار پیش کیا جاسکتا ہے۔

اقبال انصاری کے افسانوں میں ماجرا سب سے اہم عنصر ہے۔ ان کا کوئی افسانہ میری نظر سے نہیں گزرا جس میں ماجرا نہ ہو۔ ڈاکٹر عبدالمغنی کی طرح ماجرا کو میں افسانے کا لازمی جز قرار نہیں دیتا تاہم دور جدید میں ماجرا کی بنیاد پر افسانہ کی عمارت تعمیر کرنا خود ایک اہم بات ہے۔ اقبال انصاری نے ماجرا نگاری پر خاص توجہ دی ہے اور انہوں نے واقعات و کردار کی پیش کش میں اپنی تخلیقی قوت کو پوری طرح صرف کیا ہے۔ اقبال انصاری کے یہاں عورت کی بے بسی، کمزوری اور مظلومیت ہی کو پیش نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کی عظمت، ارادے کے مضبوطی، ذہانت اور فطانت کی عکاسی بھی کی گئی ہے۔ اخلاقی خوبیاں کسی خاص صنف کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ باوفا یا بے وفا عورت بھی ہو سکتی ہے اور مرد بھی۔ انتقامی جذبہ دونوں کے اندر پایا جاتا ہے اور عورت چاہے تو خطرناک سے خطرناک منصوبہ بنا سکتی ہے اور اسے بروئے کار بھی لاسکتی ہے۔ "ایک بے ہودہ سفر" اور "نارسی سس" میں عورت کی انتقامی کارروائی کو بڑی خوبصورتی سے پیش کیا گیا ہے۔ "سمندر" اور "پورنیما" میں مرد کی جنسی کمزوری اور عورت کے رد عمل کو پیش کرتے ہوئے اقبال انصاری نے نفسیاتی گرہوں کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ افسانہ نگاری کا تعلق نفسیات سے بہت گہرا ہے۔ انسانی نفسیات اور بالخصوص عورت کی نفسیات کو سمجھنے میں اس مجموعے سے بڑی مدد ملتی ہے۔ عورت سے متعلق اقبال انصاری نے بڑی جامع اور خوبصورت بات لکھی ہے۔ ذرا درج ذیل اقتباس کو ملاحظہ فرمائیے:

"عورت بھی تو ایک سمندر ہے، بے کنار، بے نظیر، جتنی ہی گہرائی میں جاؤ اتنے ہی چمکدار موتی نکلتے رہیں گے۔ زندگی بھر کھنگالتے رہو، زندگی بھر دولت سے دامن بھرتی رہے گی۔ محبت کی دولت سے، خلوص کی دولت سے، اپنائیت کی دولت سے ۔۔۔۔ کبھی ماں بن کر، کبھی بیٹی کے روپ میں، کبھی بہن کی شکل میں، کبھی دلہن کی صورت میں۔۔۔۔ کبھی ان سب سے ہٹ کر، صرف دوست ہو کر۔۔۔۔ دل آرا، دل آور، دل بر، دل پذیر، ہمدرد، ہم دم، ہم سفر، ہم صغیر ۔۔۔۔ دلچسپ، دل فریب، دل نشیں، دل نواز۔ آرام جاں، راحت رساں، روح افزا، چارہ ساز، مخلص، نصیر، رفیق، متین۔۔۔۔ مشفق، ظہیر، خلیق، معین۔۔۔۔ اندر سے باہر تک وسیم

۔۔۔۔ اوپر سے نیچے تک ندیم۔۔۔۔ اور سمندر کی طرح ہی جب عورت میں طوفان آجاتا ہے تو اس سے بڑا تاراجگر بھی کوئی نہیں۔" (سمندر ۹۹)

"تزئین کا بیٹا" اور "عظیم" میں عورت اپنی پوری بلندی اور شان کے ساتھ نظر آتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عورت کا صحیح روپ یہی ہے۔ اقبال انصاری نے جا بجا بے حد خوبصورت جملے لکھے ہیں:

"چاہنے اور نہ چاہے جانے کی چاہت قطعی طور پر انسانی خوبی تو ہے ہی، غالباً یزدانی خوبی بھی ہے۔ صحیح صحیح علم تو نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ خدا خود بھی چاہنے اور چاہے جانے کی زبردست خواہش رکھتا ہے۔ تبھی تو وہ اپنی مخلوق کو اتنا چاہتا ہے۔ دنیا کا یہ کارخانہ چل ہی اسی لیے رہا ہے کہ خدا اپنی مخلوق سے اتنی شدید محبت کرتا ہے اور اس کی مخلوق اس سے اتنا پیار کرتی ہے۔ ایک بات صاف ہے، مخلوق تو کئی بار اس کی چاہت سے منہ پھیر بھی لیتی ہے مگر خدا اپنی مخلوق سے محبت کرنے میں کبھی بخل نہیں کرتا۔ ہر وقت محبت ہی کرتا رہتا ہے۔ کسی کو سزا بھی دیتا ہے تو بھی اس کے پیچھے اس کی محبت ہی کارفرما ہوتی ہے۔ ازل سے لے کر ابد تک ساری وسعت اور یہاں سے لے کر وہاں تک سارا پھیلاؤ اس کی محبت کا آئینہ دار ہے۔ اسی لیے وہ خدا ہے اور ہمیشہ خدا رہے گا۔ اسے صرف محبت کرنا ہی پسند نہیں ہے۔ محبت کرنے والے بھی پسند ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے اور یہ کہ وہ لوگ اسے بے حد عزیز ہیں جو اس کے بندوں کو عزیز رکھتے ہیں۔" (تزئین کا بیٹا ۱۰۲)

اقبال انصاری نے بے حد حساس اور نازک سماجی مسائل پر بڑے فنکارانہ انداز سے خامہ فرسائی کی ہے۔ ان کے اکثر افسانے کسی نہ کسی سماجی مسئلہ کو اپنا ہدف بناتے ہیں۔ "اچھے چرتر کی لڑکی" اور "نالی کے کیڑے" بے حد خوبصورت اور کامیاب افسانے ہیں۔

اقبال انصاری حب الوطنی اور زمین کا قرض ادا کرنے پر بہت زور دیتے ہیں۔ "انکشاف" اور "غلام غوث خاں کی زندگی کی تیسری عورت" میں انہوں نے وطنیت کے فلسفے کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

بہر حال اس مجموعے کے سارے افسانے اچھے ہیں، ایک افسانہ کو پڑھنے کے بعد دوسرا پڑھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ساہتیہ اکادمی، آدان پردان اور دوسرے قومی اداروں کو اقبال انصاری کے افسانوں کو ہندی اور دیگر مقامی زبان میں منتقل کرنے کا پروگرام بنانا چاہئے۔ اقبال انصاری ادبی ایوارڈ کے مستحق ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون سا ادارہ اس معاملہ میں پیش قدمی کا شرف حاصل کرتا ہے۔

اقبال انصاری کی کتاب "بستی" میں پندرہ افسانے شامل ہیں۔

جُماّ، خود کو دوہراتا سوال، دو شریف عورتیں، لومڑی، ایکشن پلان، ژالہ باری، وہ انسان ہے نہ فرشتہ، مولوی ابرار الحق پی ایچ ڈی، انکل جی، رہائی، ایک شاعر کی موت، میرا چاند، سودا، سردار، اور میں مرنا نہیں چاہتا۔

لومڑی اور سردار کو چھوڑ کر بقیہ سارے افسانے کا ماحول یہی ہندوستانی سماج ہے۔ ادب سماج کا آئینہ ہے اس لحاظ سے "بستی" ہندوستانی سماج کی بھرپور عکاس ہے۔ بے روزگاری، افلاس، استحصال، کرپشن، بردہ فروشی، ظلم اور لاقانونیت جیسے مسائل کو افسانہ کا موضوع بنا کر نہایت دل نشیں اور موثر انداز میں اقبال انصاری نے اپنے مثبت افکار کو پیش کیا ہے۔

مصنف کا مطالعہ نہایت وسیع ہے، تجربات اور مشاہدات نے ان کے اندر موجود فطری ذہانت کو مزید جلا بخشی ہے۔ تعمیری رجحان اور خاص طور پر حب الوطنی کے جذبات نے ان سے بہترین با مقصد اصلاحی کہانیاں لکھوائی ہیں۔ پلاٹ انوکھے اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ زبان و بیان پر غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ مکالمہ نگاری اور منظر نگاری بے حد

جاندار ہے اور کردار نگاری میں وہ اردو کے کسی بھی بڑے افسانہ نگار سے کم نہیں ہیں۔ کردار خواہ معمولی مزدور ہو یا ڈاکٹر آفیسر ہو یا ماتحت، فاحشہ عورت ہو یا معصوم بچہ، پولیس انسپکٹر یا ملزم۔ سارے کردار جیتے جاگتے اور حقیقی محسوس ہوتے ہیں۔ اکثر افسانوں پر حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔

"ژالہ باری" اور "انکل جی" میں انہوں نے حب الوطنی کے جذبات کو نہایت سلیقے سے پیش کیا ہے۔ ملک کی معاشی اور سیاسی حالات پر ان کی نظر گہری ہے۔ "انکل جی" کی زبان سے جن حقائق کو انہوں نے بیان کیا ہے وہ ہر ایک محب وطن کے لیے فکری مہمیز کا کام کرتے ہیں:

> "آزادی کے ۵۳ برس بعد بھی ہمارا دیش دنیا کا چھٹا سب سے بڑا غریب دیش ہے، آج دیش کا ہر شخص تقریباً گیارہ سو روپے کا قرض دار ہے۔ ہر بچہ جو یہاں پیدا ہوتا ہے قرض دار پیدا ہوتا ہے یہ جنگ ہارنا نہیں تو کیا ہے......؟"

"دیش کے خلاف جاسوسی کرنا غداری ہے۔ لیکن کوئی بھی ایسا کام کرنا ہے جس سے دیش کمزور ہو، جس سے دیش کو کسی بھی طرح کا نقصان ہو۔ غداری یہ بھی تو ہے اور جو شخص دیش کو کسی بھی طرح کا نقصان پہنچا رہا ہے غدار ہے۔ لیکن جو شخص کسی بھی طرح ملک کو فائدہ نہیں پہنچا رہا ہے، غدار وہ بھی ہے۔"

> "ہم جنم سے بھارتیہ ہیں، اس لیے اپنے دیش کے قرض دار ہیں۔ یہ سوچنا بھی غداری ہے کہ ہماری کوئی ذمہ داری نہیں، کوئی فرض نہیں، لیکن آج ہمارے دیش میں قدم قدم پر ایسے لوگ موجود ہیں جو صرف اپنی ذات تک ہی محدود ہیں جو صرف اپنے فائدے کی بات سوچتے ہیں۔ کیا یہ سب غدار نہیں ہیں؟ دیش سے ہر طرح کی بے ایمانی او دھوکا کرنے والا دیش کا غدار ہے۔" (انکل جی ۸۸)

اقبال انصاری کے افسانوں میں نقطہ عروج اور ڈرامائی اختتام موجود ہے۔ سسپنس آخری آخری سطر تک برقرار رہتا ہے۔ اختتامیہ بالکل غیر متوقع اور چونکا دینے والا ہوتا ہے۔ ذہین سے ذہین قاری بھی افسانہ کے انجام کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ راقم الحروف کی عمر اسی دشت کی سیاحی میں گزری ہے۔ لیکن سوائے "انکل جی" اور "ژالہ باری" کے کسی افسانہ کے اختتام کا پیشگی انداز نہیں ہو سکا۔ اقبال انصاری بے حد ذہین افسانہ نگار ہیں اور افسانے کو کیسے شروع اور کیسے ختم کیا جائے اس فن سے خوب واقف ہیں۔ ان کے افسانوں کا اختتامیہ اس قدر متحیر کن ہوتا ہے کہ قاری بہت دیر تک حیران رہتا ہے۔ لیکن شاید اس سے بہتر اختتامیہ ممکن نہیں جس طرح انہوں نے کہانیوں میں پیش کیا ہے۔

اس مجموعہ میں شامل سب سے شاہکار افسانہ "میں مرنا نہیں چاہتا" ہے۔ افسانہ کا کردار "عبدل" اعلیٰ کردار اور اپنی عظمت کا لازوال نقش قاری کے ذہن پر ثبت کر جاتا ہے۔ اقبال انصاری نے اردو افسانہ نگاری میں قیمتی اضافے کیے ہیں۔ □□

پتہ: لائبریرین، WAMY، پوسٹ بکس 10845، ریاض 11443، سعودی عرب

ہندوستان کا پہلا سائنسی اور معلوماتی ماہنامہ

سائنس مدیر: ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

اسکول کے طلبہ کے لیے ایک نادر تحفہ · فی شمارہ: =/15 سالانہ: =/150

رابطہ: 665/12، ذاکر نگر، نئی دہلی 110025

مکتوبات مشاہیر بنام آخون عزیزالٰہی

تبصرہ: ڈاکٹر محمد ہاشم قدوائی

نام کتاب: مکتوبات مشاہیر بنام نواب آخون عزیزالٰہی حسن پوری مولفہ: مولانا محب الحق، مدرسہ نسیم العلوم مسجد انار والی، سرائے کہنہ، امروہہ صفحات: ۱۹۴ قیمت: ۷۵ روپے

ناشر: ادبیات اردو 5803، صدر بازار دہلی۔ 110006

زیر نظر کتاب آخون عزیزالٰہی رئیس حسن پور ضلع مراد آباد کے نام مشہور و معروف علماء، مشائخ، صحافیوں، ادیبوں اور دانشوروں کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔

حسن پور ضلع مراد آباد کا بڑا قدیم قصبہ ہے جسے حسن خاں صاحب نے شاہجہاں کے عہد میں آباد کیا تھا۔ اور شاہ عالم نے اسی خاندان کے سربراہ محمد مستقیم صاحب کو آخون کے خطاب سے نوازا اور انہی مستقیم صاحب کی اولاد میں عبدالقیوم صاحب تھے اور عزیزالٰہی صاحب انہی کے فرزند ارجمند تھے۔ یہ بڑے ہی پختہ اور صالح مومن تھے بڑے ہی متواضع تھے اور شرافت اور مروت کے پتلے تھے۔ طالب علمی ہی کے زمانہ سے یہ اپنی اسلامیت اور دین داری کے لیے ممتاز تھے۔ اور اسلامی تحریکوں سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ انہوں نے مسلم یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

راقم السطور سے ان سے اسی زمانہ میں ملاقات ہوئی اس نے گہرے تعلقات کی صورت اختیار کی اور یہ تعلقات ان کے آخر دم تک یعنی تقریباً نصف صدی تک قائم رہے۔

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ مرحوم شروع ہی سے اسلامی تحریکوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کا تعلق جماعت اسلامی سے بڑا گہرا تھا اور انہیں اس کے بانی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ لیکن ان کی وہ استثنائی شخصیت تھی کہ جسے اکابر دیوبند سے اور دوسرے علماء سے ارادت اور عقیدت تھی۔ علی الخصوص حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا، حضرت شاہ عبدالقادر، مولانا عبدالماجد دریابادی، حضرت شاہ وصی اللہ، حضرت مولانا قاری محمد طیب، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد منظور نعمانی۔

ان کا مطالعہ بڑا گہرا تھا، خاص کر اسلامی لٹریچر کا اور ان کے رابطے ہندوستانی مسلمانوں کے ہر طبقہ کے نمایاں سرکردہ افراد سے تھے۔

مکتوبات کے اس مجموعہ کے مکتوب نگاروں کی تعداد ۴۷ ہے اور اس میں سے ۴۲ حضرات کے مختصر سوانح بھی دیئے گئے ہیں۔

کتاب کے شروع میں پیش لفظ ہے اور دہلی کے نامور عالم دین مفسر قرآن مولانا اخلاق حسین قاسمی اور اردو کے مشہور محقق اور تنقید نگار پروفیسر نثار احمد فاروقی کے تاثرات بھی دیئے گئے ہیں۔

مکتوب نگاروں میں حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ وصی اللہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا، مولانا عبدالماجد دریابادی، حضرت مولانا قاری محمد طیب، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا منظور نعمانی، مولانا سید محمد میاں، مولانا انعام الحسن امیر تبلیغ، محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا تقی امینی، مولانا حکیم عبدالرشید گنگوہی، مولانا مفتی نسیم احمد فریدی، مولانا ابواللیث ندوی، مولانا احتشام الحسن، حکیم عبدالقوی دریابادی، مولانا ابرار الحق حقی، مولوی عتیق الرحمٰن

سابق ایڈیٹر الفرقان، مولانا مسیح اللہ خاں جلال آبادی، شاہ غلام محمد خلیفہ، حضرت سید سلیمان ندوی اور مولوی سراج الحق مچھلی شہری قابل ذکر ہیں۔

افتتاحیہ میں مکتوبات مشاہیر کے سلسلہ میں مکتوبات مولانا شبلی اور مکتوبات ماجدی یعنی مولانا عبدالماجد دریابادی کے مکتوبات کا ذکر کرنا رہ گیا۔

بہتر ہوتا اگر مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی جن کے چار جلیل القدر فرزندوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مفتی عزیزالرحمٰن اور مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانی کے بقیہ پانچ فرزندوں کے نام بھی دے دیئے گئے ہوتے۔ مولانا عبدالباری ندوی کے تذکرہ میں کہا گیا ہے کہ وہ ۱۸ء میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے شعبہ تالیف و ترجمہ سے وابستہ ہوگئے اور مولانا سید سلیمان ندوی اور خلافت کی تحریک سے تعلق رکھنے کی وجہ سے انہیں ملازمت سے سبک دوش ہونا پڑا، یہ صحیح نہیں ہے۔ مولانا پہلے دکن کالج پونہ میں استاد فلسفہ رہے، اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی کے فلسفہ اور دینیات کے شعبوں سے متعلق رہے اور وہ اسی یونیورسٹی سے غالباً سنہ ۴۵یا۴۶ کے وسط میں ریٹائر ہوئے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھنؤ سے ہفتہ وار حقیقت نہیں نکالی یہ اخبار ان کے شاگرد اور دور کے عزیز انیس احمد عباسی نے نکالا تھا اور مولانا اس کے سرپرست تھے اور اس میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ "سچ" کے بند ہونے کے بعد ۳۵ء میں صدق، عبدالرؤف عباسی صاحب کی منیجری میں لکھنؤ سے جاری ہوا۔ اور اکتوبر سن ۵۰ء سے صدق جدید جاری ہوا۔ مولانا کا انتقال جنوری ۷۷ء میں ہوا نہ کہ ۷۶ء میں۔

یہ مجموعہ بڑا ہی قابل قدر مجموعہ ہے۔ مولف اور ناشر دونوں اس کی اشاعت اور طباعت کے لیے قابل صد مبارکباد ہیں۔□□

پتہ: سابق استاذ سیاسیات A.M.U و سابق ممبر راجیہ سبھا، 107 سماچار اپارٹمنٹ، میور وھار، دھلی 110091

ہندوستان میں بلاسودی بنک کاری

تبصرہ: عارف اقبال

کتاب کا نام: ہندوستان میں بلاسودی بنک،کاری: امکانات، رکاوٹیں اور طریقے مصنف: ڈاکٹر ابوذر کمال الدین
ترتیب و تہذیب: احمد علی اختر صفحات: ۱۶ (میگزین سائز) قیمت: ۱۰ روپے، اشاعت: اگست ۲۰۰۰ء
ناشر: الخیر چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، ہارون نگر، سکٹر II پھلواری شریف، پٹنہ 801505

ڈاکٹر ابوذر کمال الدین دراصل معاشیات کے استاذ ہیں اور فی الحال بہار یونیورسٹی کے ایک معروف ڈگری کالج (مظفر پور) میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہیں۔ ان کی پی ایچ۔ ڈی کے تحقیقی مقالے کا عنوان "A Critical Survey of theory & practice of interest free banking" تھا جس پر بھیم راؤ امبیڈکر بہار یونیورسٹی نے ۱۹۹۳ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی تھی۔ بلاسودی بنک کاری پر وہ برسوں سے غور و فکر کرتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے اس موضوع پر کام کرنے والے ماہرین معاشیات کی کاوشوں اور تجربوں کا گہرا مطالعہ اور مشاہدہ بھی کیا ہے۔

زیر نظر کتابچہ دراصل ایک مقالہ ہے جسے موصوف نے الخیر چیریٹیبل ٹرسٹ کے زیر اہتمام ایک ورک شاپ میں پیش کیا تھا۔ یہ مقالہ بھارت میں غیر سودی بنک کاری کے امکانات، رکاوٹوں اور طریق کار کے جائزے پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ بات مترشح ہے کہ موصوف ایک دردمند دل رکھتے ہیں اور ان کو بھارت کے ان مسلمانوں سے گہری ہمدردی ہے جو سود کو کلیتہً حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن متبادل نظم نہ ہونے کی صورت میں مسلمانوں کا یہ طبقہ مسلسل ذہنی الجھنوں کا شکار رہتا ہے اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کاش کوئی ایسا ادارہ معرض وجود میں آئے جو سود کی لعنت سے تحفظ فراہم کرسکے۔ اپنے مقالہ میں موصوف نے سب سے پہلے سورۃ البقر کی آیت ۲۷۴ تا ۲۷۷ کے ترجمے دیے ہیں تاکہ قاری کے سامنے واضح رہے کہ قرآن حکیم میں سود کے بارے میں صریح احکام کیا ہیں۔

مقالہ میں بلاسودی بنک کاری کی کوششوں کے پس منظر کا جائزہ لیتے ہوئے موصوف نے رکاوٹیں اور مشکلات کے تحت اس احساس کا بھی اظہار کیا ہے کہ "جو ادارے بلاسودی بنیاد پر چلائے جارہے ہیں ان میں معتد بہ کی حالت یہ ہے کہ وہ کلیتہً بلاسودی نہیں ہیں نیز ان کے طریقے نہ بنکنگ ضابطوں کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں نہ اسلامی شریعت کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔" اس احساس کے ساتھ انہوں نے ماضی کے تجربات اور مروجہ سسٹم کی خامیوں کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کی تجویز دی ہے۔ اپنے مقالہ میں تجاویز پیش کرتے ہوئے موصوف نے واضح طور پر درج ذیل نکات پیش کئے ہیں:

(۱) موجودہ بنکنگ نظام کے استحصال اور خرابیوں سے عوام کو آگاہ کرنا۔ (۲) اور عوام کو متبادل شکل ڈھونڈنے پر آمادہ کرنا۔ (۳) بلاسودی اداروں کو چاہئے کہ وہ شفافیت (Transparency) کا خصوصی طور پر خیال رکھیں اور اس کام کو ایک تاریخ ساز خدمت تصور کریں۔ (۴) اپنے سسٹم کو مروجہ سودی نظام سے بہتر بنانا اور ایسا طریقہ وضع کرنا جس سے سرمایہ کاری کرنے والے مطمئن ہوسکیں۔ (۵) سماجی اور سیاسی سطح پر ایسی مہم چلائی جائے جس سے حکومت اور ریزرو بنک مروجہ قانون میں گنجائش پیدا کرکے بلاسودی بنک کاری کے نظام کو چلانے کی اجازت دے۔ (۶) بلاسودی بنک کاری کے نظام کو چلانے کے لیے جہاں اچھے عقیدے رکھنے والے افراد کی ضرورت ہوتی ہے وہیں اس طرح کے ادارے میں اچھے علماء بینکرز، انجینئر، .C.A، ماہرین معاشیات، مالی انتظامی صلاحیت والے افراد، بڑے تاجر اور صنعت کار بھی شامل کئے جائیں (۷) بلاسودی نظام کو چلانے کے لیے Dedicated team spirit، موثر تنظیم اور مناسب Investment۔

گرچہ موصوف نے اپنے مقالہ میں دیگر مسلم ماہرین معاشیات کے تجربات ہی پیش کئے ہیں لیکن بھارت کے موجودہ تناظر میں جبکہ "فتنہ مال" کا ظہور اظہر من الشمس ہے، موصوف کا یہ مقالہ فکری سطح سے اوپر اٹھ کر عملیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں کسی عملی اقدام سے قبل ملک میں کئے جانے والے تلخ تجربات بالخصوص 'المیزان لیڈرس' اور 'الفلاح' کی ناکام کوششوں کو بھی سنجیدگی سے مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس موقع پر حضور اکرمؐ کی اس خبر یا پیش گوئی پر گہرے غور و فکر کی ضرورت ہے۔

"لوگوں پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا جبکہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا۔ اگر نہیں کھائے گا تو اس کے بخارات ضرور پہنچ جائیں گے اور ایک روایت ہے کہ اس کا غبار پہنچ جائے گا۔"

(راوی: حضرت ابوہریرہؓ، بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب البیوع)

موصوف کا یہ مقالہ یقینی طور پر عملی اقدام کی طرف رہنمائی کرتا ہے تاہم اس سلسلے میں بہتر ہوتا کہ موصوف ایک ایسا تفصیلی اور Concrete منصوبہ مرتب کرتے جس سے اندازہ کیا جاسکتا کہ موجودہ دور میں (حالات اور قانونی پیچیدگیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے) ایسے کون کون سے Ventures ہیں جن میں سود کے بغیر لین دین ہوسکتا ہے اور نفع و

نقصان (Profit & Loss) کی بنیاد پر محفوظ طریقے پر سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ یہاں اس مقام پر ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ مروجہ سودی بنکنگ سسٹم کے علی الرغم کیا کوئی ایسا شرعی مالی و تجارتی سسٹم بھی ہو سکتا ہے جو خالصتہً شرعی نقطہ نظر سے Evolve کیا گیا ہو گرچہ اس طرح کا Concept ابتدا میں اجنبیت کا شکار کیوں نہ ہو لیکن اگر اسے شریعت کے حدود میں نشو و نما ملے تو ممکن ہے کہ آنیوالے دنوں میں دنیا کے لیے بھی یہی مالی نظام قابل تقلید ہو جائے۔ □□

تنقیح و تشریح

تبصرہ: سہیل انجم

کتاب: تنقیح و تشریح (محمود عالم کے تبصرے اور تنقیدی مضامین) مصنف: محمود عالم مرتب: عارف اقبال
صفحات: ۱۸۸ (مجلد) قیمت: ۱۰۰ روپے اشاعت: ستمبر ۲۰۰۰ء
ملنے کا پتہ: اپلائڈ پبلی کیشنز، پرائیویٹ لمیٹڈ، 1739/3، (بیسمنٹ) نیو کوہ نور ہوٹل، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی 110002

کسی کتاب یا مجموعہ پر تبصرہ لکھنا یا کسی فنکار کے فن پر تنقیدی نگاہ ڈالنا تو قدرے آسان ہے لیکن کسی مبصر کے فن تبصرہ نگاری پر تبصرہ کرنا یا کسی نقاد کی تنقید نگاری پر ناقدانہ نظر ڈالنا ذرا مشکل کام ہے۔ اور پھر جس مبصر کی تبصرہ نگاری پر تبصرہ کرنا اور اس کا جائزہ لینا ہو وہ اگر "نگاہ غیب" سے اس پر نظر بھی رکھ رہا ہو تو یہ اور بھی مشکل کام ہو جاتا ہے۔ میں پہیلیاں نہیں بجھا رہا بلکہ اس کیفیت کا اظہار کر رہا ہوں جس سے میں گزرا ہوں۔ محترم عارف اقبال نے جب جناب محمود عالم کے تبصروں اور تنقیدی مضامین کے مجموعہ "تنقیح و تشریح" پر تبصرہ لکھنے کو کتاب کا ایک نسخہ عنایت کیا تو بڑی خوشی ہوئی کہ چلو اسی بہانے ایک اچھی کتاب تو ہاتھ لگی لیکن جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ اس تبصرے پر تبصرہ لکھنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا عام کتابوں پر تبصرہ کرنا ہوتا ہے۔ میں نے لاتعداد کتابوں پر تبصرے لکھے ہیں لیکن جن دشوار گزار مراحل سے اب گزر رہا ہوں ان سے پہلے کبھی نہیں گزرا۔

محمود عالم نے "تبصرہ نگاری" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے اور راقم الحروف کے ساتھ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس مجموعہ میں وہ مضمون بھی شامل ہے۔ مصنف کو پہلے ہی یہ اندازہ رہا ہو گا کہ ان کی کتاب کسی کو بغرض تبصرہ دی جائے گی۔ اس لیے انہوں نے تبصرہ نگاری کی قیود و حدود پہلے ہی متعین کر دی ہیں تاکہ مبصر اس دائرے سے باہر نہ نکل سکے۔ وہ لکھتے ہیں "تبصرہ کا حق وہی شخص ادا کر سکتا ہے جو ہر قسم کے علوم و فنون پر محققانہ نظر رکھتا ہو۔ اس لیے رسائل و جرائد کے مدیران کو چاہئے کہ ان کے پاس جس موضوع اور فن کی کتاب آئے اسے اس موضوع اور فن سے گہری دلچسپی، واقفیت اور موضوع پر آخری (Marginal) معلومات رکھنے والے مبصر کے پاس تبصرہ کے لیے بھیجے۔" اس کے بعد انہوں نے تبصرہ نگار کی توجہ کے لیے بہت سی باتیں درج کی ہیں۔ پتہ نہیں عارف اقبال صاحب نے اس کتاب پر تبصرہ کرنے کے لیے مجھے دیتے وقت اس اقتباس کو ذہن میں رکھا ہے یا نہیں۔

بہر حال اس مجموعہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں پیش لفظ، ایک بات اور عرض مرتب ہے۔ دوسری حصے میں مصنف کے ان مضامین کو لیا گیا ہے جو شخصیات پر لکھے گئے ہیں۔ تیسرے حصے میں دو مضامین ہیں اور چوتھے حصے میں تبصرے شامل کیے گئے ہیں۔ گویا تنقیدی مضامین پہلے ہیں اور تبصرے بعد میں ہیں۔ پیش لفظ بہار یونیورسٹی مظفر پور میں شعبہ اردو میں ریڈر ڈاکٹر ممتاز احمد خان نے لکھا ہے جس میں انہوں نے محمود عالم کے فن پر روشنی ڈالی ہے

اور یہ بتایا ہے کہ محمود عالم افسانہ نگار، ناول نگار، تنقید نگار اور تبصرہ نگار بھی ہیں۔ گویا محمود عالم کی ذات فن کا نگار خانہ ہے۔ جس میں آپ کو کئی چیزیں مل جائیں گی۔ آپ اپنی پسند اور ٹیسٹ کے مطابق ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ "ایک بات" کے عنوان سے جناب انجم نعیم نے ایک صفحہ پر اپنی بات ختم کر دی ہے اور "عرض مرتب" میں عارف اقبال نے بھی ایک ہی صفحہ لیا ہے لیکن اس ایک صفحہ میں انتہائی جامع انداز میں محمود عالم کے فن اور ان کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی ہے۔

اس مجموعہ میں چھ شخصیات پر اظہار خیال کیا گیا ہے اور پتہ نہیں یہ اتفاق ہے یا ایسا عمداً کیا گیا ہے کہ یہ تمام کے تمام شعرا ہیں۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ سبھی اسلامی ذہن و مزاج کے شاعر ہیں۔ اس لیے ممتاز احمد خاں نے اسے مجموعہ کا امتیاز قرار دیا ہے۔ بقول ان کے انہوں نے ایسے شاعروں کو موضوع بنایا ہے جن پر ناقدین ادب عموماً نہیں لکھتے اور کیوں نہیں لکھتے اس کی بھی وضاحت انہوں نے آگے چل کر کر دی ہے۔ یہ چھ شعرا ہیں کلیم عاجز، فراز سلطانپوری، عامر عثمانی، حفیظ میرٹھی، عزیز بگھروی اور خورشید اکبر، اس میں کوئی شک نہیں کہ محمود عالم نے اسلامی شعراء پر قلم اٹھانے سے قبل بہت اچھی طرح شعرا کا انتخاب کیا ہے۔ مذکورہ شاعروں کے فن سے ادبی حلقہ ناواقف نہیں ہے لیکن ان پر قلم اٹھانا نہ جانے کیوں ہمارے سکہ بند نقاد کسر شان سمجھتے ہیں۔ کسی کو تو ان اسلامی شعرا پر لکھنا ہی تھا۔ سو محمود عالم نے لکھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ دوسرے اور بھی اسلامی ذہن والے شعرا کی شاعری کو فن کی کسوٹی پر پرکھ رہے ہوں گے۔

محمود عالم ایک صاف گو، جرأت مند، بے باک اور بے خوف قلمکار ہیں۔ اس مجموعہ میں ان کی یہ خوبی جگہ جگہ بکھری نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر "نمائندہ اردو شاعرات کے کلام پر ایک نظر" میں وہ لکھتے ہیں "عہد جدید نے جہاں صنف نازک کو ہر طرح کی آزادی بخشی ہے۔ وہیں انہیں اپنے افکار و خیالات کے حسین رخ سے گھونگھٹ اٹھانے کی آزادی بھی مل گئی ہے۔ بعض افکار و احساسات ایسے دلکش اور حسین ہوتے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ ان پر حجاب کا حکم لگا دیا جائے۔ ایسے حسین احساسات و جذبات جن کی ایک جھلک ہوش و حواس چھین لے ان سے غض بصر ہی مناسب ہے۔ عہد جدید کی بعض شاعرات کے کلام کا ایک حصہ ایسا ہی ہے کہ بس پہلی نظر معاف ہے۔" مصنف نے اس ایک اقتباس سے بہت بڑا کام لے لیا ہے۔ سچ ہے رمز و کنایات سے جو بات پیدا ہوتی اور جو اثر آفرینی ہوتی ہے وہ کھلے الفاظ میں دفتر کا دفتر لکھنے سے بھی نہیں پیدا ہو سکتی۔ انہوں نے چند جملوں میں آزادی پسند اور مذہب بیزار خواتین شاعرات کے قابل اعتراض خیالات و احساسات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اس مضمون میں انہوں نے ادا جعفری، فہمیدہ ریاض، کشور ناہید، پروین شاکر، مسعودہ حیات، ساجدہ زیدی، زاہدہ زیدی، فاطمہ شفیق، سارہ شگفتہ، بانو، وفا داراب، رفیعہ شبنم عابدی، زرینہ ثانی، ممتاز مرزا، جمیلہ بانو، صائمہ منیری اور ام ہانی کے فن پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے موخر الذکر دو شاعرات کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی شاعری کا بیشتر حصہ عشق الٰہی اور محبت رسول ﷺ کی لطیف جذبوں کا فنکارانہ اظہار ہے جبکہ باقی اول الذکر شاعرات کی شاعری مشرقی قدروں کی امین ہے۔

محمود عالم شاعری کو نثر سے زیادہ موثر وسیلہ سمجھتے ہیں اس لیے کہتے ہیں کہ "یہ قوموں کو سلاتی نہیں حرکت و عمل پر ابھارتی ہے۔ شاعری پیغمبروں کی شان نہیں لیکن ایک عام آدمی سے شاعر کا مقام بہت اونچا ہے۔" غالباً اسی لیے مصنف نے جن چھ شعرا پر قلم اٹھایا ہے ان کی شان میں قلم کو کوئی گستاخی نہیں کرنے دی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ شاعر ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اسلامی شاعر ہیں۔ ان تمام چھ شعرا کی شاعری کا محاکمہ بڑے منصفانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ البتہ اگر کسی شاعر کے کچھ اشعار شاعرانہ کسوٹی پر کھرے نہیں اترتے اور ان میں رمز و کنایوں کے بجائے تبلیغ و نصیحت کے پیرائے میں بات کہی گئی ہے تو وہ اس کی گرفت کرنے سے بھی نہیں چوکے ہیں۔

اسی طرح انہوں نے تابش مہدی کی کتاب "تبلیغی نصاب: ایک مطالعہ" پر تبصرہ کرتے وقت صاف گوئی اور

بیباکی کی اپنی صفت مجروح نہیں ہونے دی ہے۔ان کا یہ کہنا کہ ”اس کتاب کی وجہ سے دینی حلقہ میں جو مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ان کی سنگینی سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔“ ان کی حق گوئی کا ایک ثبوت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے تابش مہدی کی گرفت کرنے سے بھی گریز نہیں کیا ہے۔ایک جگہ لکھتے ہیں ”تابش مہدی کی تحریر سے صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب مناظرانہ رنگ میں لکھی ہے۔مناظرانہ رنگ کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے مولانا زکریا صاحب کی عبارت سے وہ مفہوم نکالنے کی کوشش کی ہے جو مولف کی عبارت سے قطعاً ظاہر نہیں ہوتا۔“

اس مجموعہ میں ۱۶ تبصرے شامل ہیں اور آخر میں وفیات کے عنوان سے مائل خیر آبادی کے انتقال پر ایک تاثراتی مضمون بھی ہے۔ان تبصروں اور مضامین میں سے بیشتر اردو بک ریویو میں شائع ہو چکے ہیں اور بعض زبان وادب پٹنہ، ماہنامہ رفیق، پٹنہ اور رفیق منزل، دہلی میں شائع ہوئے ہیں۔باقی مضامین کے نیچے کچھ نہیں لکھا ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ غالباً اس سے پہلے کسی رسالہ میں شائع نہیں ہوئے ہیں۔مصنف نے یوں تو بہت ہی انصاف سے کام لیا ہے البتہ کہیں کہیں ایسا لگتا ہے جیسے انہوں نے قارئین پر کچھ تھوپنے کی کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے خورشید اکبر کی شاعری کا جائزہ لیتے وقت ان کے کلام کا بہت زیادہ حصہ مضمون میں شامل کر دیا ہے اسی طرح ”نمائندہ اردو شاعرات“ میں منظوم حصہ زیادہ اور نثر کا کم ہے۔بہتر یہ ہوتا کہ وہ نمونہ کلام صرف نمونے کے طور پر پیش کرتے اور شاعر یا شاعرہ کے مجموعی فن پر زیادہ تبصرہ کرتے۔

بہر حال مجموعی طور پر یہ انتہائی شاندار مجموعہ ہے۔اس سے جہاں اس میں شامل کئے گئے شاعروں کے فن اور جن کتابوں پر تبصرہ کیا گیا ہے ان کے مصنفین کے بارے میں قارئین کو بہت کچھ معلومات حاصل ہوتی ہے وہیں محمود عالم کی تبصرہ و تنقید نگاری سے ناواقف لوگ بھی ان کے اس فن سے بخوبی واقف ہو جاتے ہیں۔عارف اقبال صاحب نے بھی مرتب ہونے کا حق ادا کر دیا ہے اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس کی کتابت وطباعت پر بھی اپنی چھاپ چھوڑی ہے۔ انتہائی عمدہ کاغذ پر صاف ستھری چھپائی اور خوبصورت ٹائٹل دل کو موہ لیتا ہے۔عارف اقبال اس کے انتخاب وترتیب و خوبصورت طباعت کے لیے قابل مبارکباد ہیں۔□□

پتہ: 426، ذاکر نگر (ویسٹ) جامعہ نگر، نئی دھلی 110025

فانی کی شاعری میں حزنیہ عناصر

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

نام کتاب: فانی کی شاعری میں حزنیہ عناصر مصنف: ڈاکٹر معراج الحسن
صفحات: ۳۰۸ قیمت: ۲۰۰/روپے
ملنے کا پتہ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ

فانی کی شاعری میں حزنیہ عناصر ڈاکٹر معراج الحسن کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر انہیں روہیل کھنڈ یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی ہے۔اس کے پہلے باب میں مصنف نے ”حزن کی تعریف اور شعریت سے اس کا رشتہ“ اور مشرقی شعریات میں حزن کی اہمیت“ کے عنوان سے دلچسپ بحث کی ہے۔دوسرا باب اردو میں حزنیہ شاعری کی روایت بے حد اہم ہے اور میر و غالب کا ورثہ اور فانی بھی اہمیت کا حامل ہے۔حزنیہ عناصر دراصل شاعری سے علیحدہ اور مستقل بالذات

کوئی شئے نہیں یہ تو شاعری کا ایک آہنگ ہے۔اردو میں حزنیہ شاعری کی روایت کے تحت مصنف نے جو جائزہ پیش کیا ہے اسے کچھ اور پھیلایا جاسکتا ہے۔ میر و غالب میں بھی یہ لے اتنی ہلکی نہیں ۱۹۷۳ء میں گیان چند نے لکھا تھا ”غالب کے کلام میں نغمہ ہائے غم اور شکست کی آواز کا وفور ہے۔یہ بھی جان لینا چاہئے کہ یاس واضمحلال کے یہ گاڑھے سائے درباری زندگی کی ناکامیوں کی دین نہیں اوائل عمر میں بھی غالب کا مزاج یہی تھا۔ ۲۴ سال کی عمر سے پہلے کے کہے ہوئے قلم زد کلام میں سب سے نمایاں لے حزن ہی کی ہے۔اس وقت تو غالب کی زندگی بہر حال اتنی پریشانیوں سے عبارت نہ تھی لیکن ذہن کے نہاں خانے کی کون جانے؟“ اس اقتباس سے جو مبنی بر حقیقت ہے ایک چیز تو یہ واضح ہوتی ہے کہ غالب کی شاعری (وہ غالب جنہیں مولانا حالی نے حیوان ظریف کہا ہے) میں بھی حزنیہ لے شدید تھی اور دوسری چیز یہ کہ اس کا سر رشتہ ذاتی زندگی کی ناکامیوں سے ملایا جائے اور یہ صحیح ٹھہرے ضروری نہیں۔اکثر یہ ایک ذہنی رویے کے طور پر بھی نمودار ہوتی ہے۔ مثلاً فانی کو ہی لیجئے ان کی ابتدائی زندگی نہایت کامیاب رہی کم از کم شکستہ تو نہ تھی۔ لیکن ان کی شاعری کا یہ مزاج ابتدا سے ہی ہے اور اس جائزے کو پھیلانے کی بات میں نے اس لیے کہی کہ عصر حاضر میں زندگی جتنی پیچیدہ ہو گئی ہے اس کا لازمی نتیجہ اس لے میں تیزی کا آنا ہے۔جدید غزل کا ہر شاعر اس کا شکار ہے جدید غزل کے معماروں میں شاد عظیم آبادی، حسرت موہانی، جمیل مظہری، اصغر گونڈوی، فراق گورکھپوری اور جگر مراد آبادی اہم ہیں۔ اور فانی و یگانہ ان میں سے ایک اصغر گونڈوی میں حزنیہ عناصر کم ہیں۔اور باقی تمام کے کلام کی سب سے نمایاں لے حزن ہی ہے کم از کم شاد، جمیل، فراق، یگانہ اور حسرت کے ہاں تو یہ زیریں لہر کی طرح ہے اور اسے الگ کر دیں تو ان کے کلام کا نصف وقار جاتا رہے گا۔ تو ان کا مطالعہ بھی اگر کیا جاتا تو فانی کی شاعری کو سمجھنے میں آسانی ہوتی۔اور ہیوۂ عالم یا پاسبان کے امام جیسے فقروں کی سطحیت روشن ہو جاتی ہے:

تیسرے باب سے فانی کا مطالعہ مختلف حوالوں سے کیا گیا ہے۔ مثلاً:

فانی کا عہد اور اس عہد کی سماجی اخلاقی اور انسانی قدروں کی شکست وریخت کا تجزیہ۔

فانی کی زندگی ان کی محرومیوں مایوسیوں اور شکستوں کا جائزہ۔

فانی کی شاعری کے حزنیہ پہلوؤں کا تجزیہ اور تنقید۔

فانی کے فلسفہ حیات وکائنات فلسفۂ حسن وعشق اور فلسفۂ آرزو کی غمگین لے۔

فانی اور قنوطیت۔

اور

اردو شاعری میں فانی کا مقام ومرتبہ

اس طرح فانی کی شاعری کے تقریباً تمام پہلو زیر بحث آگئے ہیں۔ مصنف کی نگاہ اردو ادب پر گہری ہے اور تنقیدی شعور بیدار، اس لیے وہ اس وسیع اور پیچیدہ موضوع کا احاطہ کرنے میں کامیاب ہیں۔انہوں نے مشاہیر کی خوشہ چینی نہیں کی جیسا عام طور پر تحقیقی مقالوں میں کیا جاتا ہے بلکہ انہوں نے مشاہیر کے خیالات سے استفادہ کیا اور فانی کی شاعری کا آزاد و خودکار ذہن سے مطالعہ کیا۔ جس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ان کی یہ تنقیدی کاوش بے حد اہم ہے اور اس کی پذیرائی عین متوقع!□□

پتہ: 259 تاپتی ہوسٹل جے۔ این۔ یو، نئی دھلی 110067

کتابیں ذھن و فکر کو زنگ آلود ھونے سے محفوظ رکھتی ھیں

ادب کہانی ۱۹۹۶ء

تبصرہ: ڈاکٹر ابرار رحمانی

نام کتاب: ادب کہانی ۱۹۹۶ء　　مصنف: ڈاکٹر انور سدید

صفحات: ۲۴۰　　اشاعت: ستمبر ۱۹۹۸ء　　قیمت: ۱۵۰؍روپے

پتہ: مکتبہ فکر و خیال 172 ستلج بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور (پاکستان)

ڈاکٹر انور سدید ایک کہنہ مشق ادیب ہیں۔ ان کا مطالعہ وسیع ہے اور نظر بھی گہری ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کے مطالعہ سے ہی یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ وہ کس قدر چیزیں پڑھ لیتے ہیں۔ اور حیرت ہوتی ہے کہ وہ ہر طرح کی چیزیں نہ صرف پڑھ لیتے ہیں بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی مثبت پہلو بھی نکال لیتے ہیں جو ان کے لیے تعریف کرنے کا جواز پیدا کرتی ہے۔

سال بہ سال ادب کا جائزہ ڈاکٹر انور سدید کا محبوب ترین مشغلہ ہے جسے وہ بڑی پابندی سے انجام دیتے ہیں۔ جسے پاکستان میں حسن رضوی "جنگ" میں اور فہیم اعظمی "صریر" میں اور ہندوستان میں خلیق انجم "ہماری زبان" میں شائع کرتے رہے ہیں۔ اب یہ الگ بات ہے کہ یہ جائزہ کتنا جائزہ ہوتا ہے اور کتنی کھتونی۔ ان کے سامنے جتنی چیزیں آتی ہیں وہ ان کی کھتونی یا فہرست تیار کر دیتے ہیں۔ جس سے نہ تو قاری کا بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور نہ خود اس ادیب و شاعر کا۔ تنقید کار سے دار دہے۔ لیکن جائزہ میں کم سے کم اتنی بات تو ضرور آنی چاہئے کہ اس سے اس چیز کی خوبی یا خامی سامنے آجائے۔ موصوف اگر لکھتے ہیں کہ "رسالہ 'آجکل' میں میری ملاقات قاسم خورشید کے افسانہ "کنی کا راج کمار" سے ہوئی۔ بازاروں کے چوراہے سے قاسم خورشید نے ایک قاش اٹھائی اور اسے خوبصورت افسانہ بنا دیا۔ واہ واہ" آپ خود فیصلہ کر لیجئے اس سے کسی نتیجہ پر پہنچنا ممکن ہے؟

چلئے مان لیا کہ یہ جائزہ نگاری ہے یا فہرست سازی ہے۔ تو بھی ہم اسے اس طور پر ناقص کہیں گے کہ اس میں ساری چیزیں شامل نہیں۔ ہم اسے مکمل اسی وقت کہیں گے کہ جب تمام رسائل و جرائد یا کم از کم تمام معیاری رسائل و جرائد کے مشمولات شامل کریں۔

ناچیز کے خیال میں بہتر یہ ہے کہ ایک دہائی یا دو دہائی کی قید کے ساتھ کچھ اس طرح سے جائزہ لیں کہ اس دور کی تمام اہم اور قابل اعتبار چیزیں سامنے آجائیں اور اگر کسی قابل ذکر اور بڑے نامور ادیب یا شاعر نے غیر معیاری یا سطحی تخلیق کی ہے تو وہ بھی سب پر عیاں ہو جائے۔ پھر اس دور میں ادیبوں کا عام اور نمایاں رجحان کیا رہا ہے؟ اس پر بھی روشنی ڈالی جائے تو یہ ایک خاصے کی چیز ہوگی۔

اس کے باوجود انور سدید کا یہ کام اہم ہے اور کسی نہ کسی ریسرچ اسکالر کے کام آسکتا ہے۔ انور سدید صاحب اب اردو ادب کا سالانہ جائزہ ادب کہانی ۱۹۹۸ء اور ادب کہانی ۱۹۹۹ء لکھ رہے ہیں۔ مذکورہ کام کے منظر عام پر آنے کے بعد امید ہے کہ انہیں بھرپور تعاون ملے گا اور سدید صاحب ان کی مدد سے اپنا کام مکمل طور پر کر سکیں گے۔ ☐☐

پتہ: تزئین اپارٹمنٹس، 179/22 ذاکر نگر، نئی دھلی 110025

کتاب تنہائی میں بہترین دوست ھے

تذکرۂ مہدانواں

تبصرہ: ڈاکٹر محمد محفوظ حسن

نام کتاب: تذکرہ مہدانواں (عظیم آباد کا ایک علمی و ادبی مرکز) مرتبہ: ڈاکٹر سید شاہد اقبال

صفحات: ۹۶　　قیمت: ۶۰ روپے

تقسیم کار: اپلائڈ پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۱۷۳۹/۳، پٹودی ہاؤس، دریاگنج، نئی دہلی 110002

شاہد اقبال کے قلم کی جولانی فزوں تر ہے۔ ابھی وفیات مشاہیر بہار کے مطالعے سے فراغت بھی نہیں ملی تھی کہ ان کی دوسری کتاب "تذکرۂ مہدانواں" نے چونکا دیا۔

اردو میں تذکرہ نگاری کی روایت بہت قدیم نہ سہی پھر بھی تذکرہ نگاروں نے اپنی اور شعر و ادب کی تاریخ کو مرتب اور محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے۔ فی زمانہ تذکرہ نگاری کی اہمیت کیا ہے اس بحث میں الجھے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے علاقوں کی ادبی خدمات کو رقم کر کے ایک پورا ادبی منظر نامہ تیار کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو بہار کے اس چھوٹے سے خطے کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں شاہد اقبال کامیاب رہے ہیں کہ انہوں نے مہدانواں، منیر اور اس کے ملحقہ علاقوں کے اصحاب علم و دانش کا تذکرہ مرتب کر دیا ہے۔ اس کے مشمولات حسب ذیل ہیں:

۱۔ مہدانواں۔ ایک تاریخی جائزہ (۲) مشرقی ہندوستان میں اسلام کا پہلا گہوارہ (۳) علمائے صادق پور یا علمائے مہدانواں (۴) تذکرہ علمائے مہدانواں (۵) تذکرہ شعرائے مہدانواں (۶) عظیم آباد کے مضافاتی شعرا۔

مذکورہ بالا مشمولات پر نظر ڈالنے سے اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ شاہد اقبال کی تحریر صاف اور سادہ ہے، ان کا طرز استدلالی اور منطقی ہے اور گفتگو کا انداز اور لہجہ پُر تیقن۔

اردو زبان و ادب کے ارتقا میں بہار کے اس خطے کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگانے کے لیے یقیناً یہ کتاب اہم خدمات انجام دے گی۔ ☐☐

پتہ: پروفیسر شعبہ اردو، مگدھ یونیورسٹی، بودھ گیا 824234 (بہار)

ادراکِ معنی

تبصرہ: ڈاکٹر شریف احمد

نام کتاب: ادراک معنی　　مصنف: ڈاکٹر محمد نفیس حسن

صفحات: ۱۹۲　　قیمت: ۱۲۵ روپے

ناشر: محمد نسیم حسن 2545، تراہا بہرام خاں، دریاگنج، نئی دہلی 110002

ڈاکٹر محمد نفیس حسن کی کتاب 'ادراک معنی' ۱۵ مضامین کا ایک بیش قیمت مجموعہ ہے۔ مختلف ادبی شخصیات سے متعلق ابتدائی تیرہ مضامین کی درجہ بندی زمانی طور پر کی گئی ہے۔ پہلے مضمون "فکر اکبر کی معنویت" میں اکبر الہٰ آبادی کے فکر و فن کو نہایت نادر اسلوب میں پیش کیا ہے جو نہ صرف عصر حاضر بلکہ ہر عہد میں کلام اکبر کی معنویت کا ادراک قاری

کے سامنے پیش کرتا ہے۔ دوسرے مضمون "اقبال کی فکری و شعری جہات" میں مختلف زاویوں سے اقبال کے فکری سرچشموں کا بالخصوص اور کسی قدر مصادر و محاسن کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ تیسرا مضمون اقبال اور مولانا علی میاں کے فکری اسالیب اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد مضمون ہے جس میں عرق افشانی کے ساتھ مولانا علی میاں کی فکر میں اقبال کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے اقبال اور مولانا علی میاں دونوں سے متعلق مصنف کے وسیع مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ چوتھا مضمون اقبال کے معاصر علماء میں مولانا محمد اسلم جیراجپوری کی علمی و ادبی خدمات سے اہم واقفیت بہم پہنچاتا ہے۔ پانچواں مضمون مخمور دہلوی کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف ہے جو ان کے محاسن شعری کے ساتھ پہلی مرتبہ اس قدر شرح و بسط کے ساتھ دیکھنے میں آیا ہے۔ چھٹا مضمون رشید احمد صدیقی اور سید ابوالحسن علی ندوی عنوان سے ہے، اس میں دو مختلف الخیال علمی و ادبی شخصیات کی فکری مماثلتوں کی کامیاب تلاش ہے۔ ساتواں مضمون ممنون حسن خاں صاحب سے متعلق ہے اور ان کی خدمات کو اجاگر کرتا ہے۔ آٹھواں اور نواں مضمون پروفیسر خواجہ احمد فاروقی کی شخصیت اور اردو زبان و ادب میں ان کی خدمات کا دلکش و موثر اظہار ہے۔ دسویں مضمون میں مشیر جھنجھانوی کی غزل کا محاکمہ ہے۔ یہ مضمون بھی غزل مشیر کی اہمیت سے روشناسی کا اولین اور اہم نقش ہے۔ گیارہواں مضمون مغیث الدین فریدی کی غزل کی بہت سی خصوصیات کو مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے۔ بارہواں مضمون پروفیسر گوپی چند نارنگ کی متنوع ادبی خدمات بالخصوص اسکولوں کے اردو نصاب کی درسی کتب کی تدوین میں ان کی نمایاں خدمات سے پہلی بار متعارف کراتا ہے۔ تیرہواں مضمون پروفیسر عبدالحق کی اقبال شناسی اور ان کی دیگر ادبی کاوشوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ چودھویں مضمون میں اردو ادب کو اقدار کے تناظر میں ادبی تاریخ کے آئینہ میں وسیع النظری کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اس کتاب کے آخری مضمون میں مصنف نے بحیثیت استاد اردو، سیکنڈری و سینئر سیکنڈری سطح پر اردو زبان و ادب کے نصاب کے مسائل کو پیش کیا ہے اور کچھ اہم مشورے بھی دیئے ہیں۔

مجموعی طور پر اس کتاب کے موضوعات کا تنوع مصنف کے وسیع مطالعہ، ادبی خلوص، زبان و بیان پر قدرت اور موثر و دلکش اسلوب نگارش کا آئینہ دار ہے۔ ہر مضمون موجب انبساط اور پر از معلومات ہے۔ کتابت، طباعت، کاغذ و قیمت وغیرہ بہت مناسب ہے۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی کا پیش لفظ اور پروفیسر شمیم حنفی و پروفیسر عتیق اللہ تابش کے احساسات بھی اس کتاب کی اہمیت کا احساس دلاتے ہیں۔ اردو ادب میں ادراک معنی کی اس تصنیف کو امید ہے کہ وقیع مقام حاصل ہوگا۔ اپنے نوع بہ نوع موضوعات اور مصنف کے اسلوب کی جامعیت اور جاذبیت کے سبب یہ کتاب بلاشبہ اردو ادب میں ایک گرانقدر اضافہ کی حیثیت سے دیکھی جانے کی مستحق ہے۔ □□

پتہ: 5276، کوچہ رحمٰن، دھلی 110006

تازہ کتابیں

تنقیح و تشریح: محمود عالم کے تبصرے اور تنقیدی مضامین	مرتب: عارف اقبال	100/=
تخلیق آدمؑ (اول)	مولانا محمد عباس انصاری	100/=
رمز عظیم آبادی: شخصیت اور فن	مرتب: شمس الحق	200/=
داستان میری (خود نوشت سوانح)	ڈاکٹر اقبال حسین	300/=
پرواز راز (شعری مجموعہ)	ڈاکٹر خلیل الرحمٰن راز	150/=

رابطہ:
Applied Publications Pvt.Ltd. New Delhi-2

عوام الناس کے لیے حقوق اور سہولیات کی گائڈ

تبصرہ: ریحان احمد عباسی

نام کتاب: عوام الناس کے لیے حقوق اور سہولیات کی گائڈ مصنف: اونکار کیڈیا۔ منوج پانڈے
مترجم: عادل صدیقی صفحات: ۲۹۰ قیمت: ۱۴۵ روپے
ناشر: پبلی کیشنز ڈویژن، وزارت اطلاعات و نشریات حکومت ہند، پٹیالہ ہاؤس، نئی دہلی 110001

عام طور پر ہم ان حقوق سے تو واقف ہیں جو پرسکون حالات و ماحول میں ضرورت کے مطابق ہمیں خود بخود حاصل رہتے ہی ہیں۔ لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ان کے حصول میں رکاوٹیں یا دشواریاں پیش آنے لگیں تو دیکھا گیا ہے کہ ناواقفیت کی بنا پر بہت سے لوگ قسمت کو کوستے ہوئے خاموش بیٹھ جانے میں ہی عافیت سمجھنے لگتے ہیں۔ زیر نظر کتاب "عوام الناس کے لیے حقوق اور سہولیات کی گائڈ" کو جب بغور پڑھا تو خود مبصر نے بھی، جس کی نظروں سے بزعم خود ہزاروں کتابیں اور رسائل گزر چکے ہیں، اپنے آپ کو اسی دوسرے زمرے کے لوگوں میں محسوس کیا۔ دراصل اس طرح کے منفی احساس کی وجہ اس اہم معلومات کا فقدان ہے جس کا علم ہر شہری کو ہونا ہی چاہئے اور جو بعض وجوہ سے نہیں ہو پاتا۔ وزارت اطلاعات و نشریات، حکومت ہند کا پبلی کیشنز ڈویژن تعریف کا مستحق ہے کہ اس نے یہ کتاب شائع کر کے اردو والوں کو بڑے خوبصورت اور دلکش انداز میں بیش قیمت معلومات فراہم کی ہے۔

ہمارے ملک میں قوانین اور ضوابط کی کمی نہیں ہے، پھر بھی حقیقت یہ ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ملیں گے جنہیں بنیادی قوانین کے بارے میں بھرپور معلومات ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ناواقفیت کی بنا پر ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جن پر قانونی گرفت ہو سکتی ہے، جبکہ قانون سے ناواقفیت، سزا سے بچنے کے لیے کوئی جواز یا بہانہ نہیں بن سکتی۔

یہ کتاب جو پہلے انگریزی میں شائع ہو کر شہرت اور مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ۲۹ ابواب پر مشتمل ہے جن میں بڑی تفصیل سے ان قوانین اور حقوق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن سے ہمیں روزمرہ کی زندگی میں واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے۔ مثلاً چوٹ اور ہتک عزت، شادی، طلاق، نان نفقہ، وراثت، وصیت اور گود لینا، معاہدہ، املاک کا سودا اور لگان داری، انکم ٹیکس، موٹر وہیکل ایکٹ، صارفین کے حقوق، مریض کے حقوق، کاپی رائٹ، معیارات اور کوالٹی کنٹرول، پاسپورٹ، اخبارات کا رجسٹریشن، روزگار کے لیے غیر ممالک جانا، ڈاک، ریلوے، بینک، انشورنس وغیرہ کی خدمات، معذور افراد اور عورتوں کے لیے سہولتیں، پولیس اور قانون وغیرہ وغیرہ۔ کتاب کے آخر میں سرکاری محکموں، اہم طبی اداروں، رجسٹرار آف کمپنیز وغیرہ ۱۲ اہم محکموں کے ملک بھر میں پھیلے دفاتر کے نام پتے بھی دیے گئے ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب عام آدمی کے لیے مفید ثابت ہوگی اور قوانین اور حقوق کا علم ہو جانے سے سماج کے وہ افراد بھی مستفید ہو سکیں گے جو لاعلمی کی وجہ سے اب تک نقصان اٹھاتے چلے آرہے تھے۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ یہ نہایت آسان زبان میں لکھی گئی ہے جسکے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی۔ ۲۹۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت بھی کاغذ اور چھپائی کے روز افزوں بڑھتے خرچ کو دیکھتے ہوئے مناسب ہی کہی جائے گی۔ □□

پتہ: افراح کمپیوٹر سنٹر، D-15 بٹلہ ہاؤس، نئی دھلی 110025

کتاب قومی حیات کی ضمانت ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی ورثہ کے تسلسل کی بھی ضمانت ہے۔

یاَیُّھَا النَّاسُ

تبصرہ: رضوان اللہ آروی

کتاب: یاَیھا الناس (شاعری)   مصنف: راہی فدائی (ظہیر احمد)
صفحات: ۱۱۲   قیمت: ۱۲۵ روپے   ایڈیشن: نومبر ۱۹۹۸ء
ناشر: ابوالحسان اکادمی، کڈپہ، آندھرا پردیش   ملنے کا پتہ: مکتبہ شب خون، 313، رانی منڈی، الہ آباد۔3

ڈاکٹر راہی فدائی جدید اردو شاعری کا نسبتاً ایک غیر معروف نام ہے۔ لیکن ان کے مجموعۂ کلام "ایہا الناس" کے مطالعہ کے بعد حیرت ہوئی کہ ایسا خوش فکر، قادر الکلام اور زبان و بیان پر عبور کامل رکھنے والا شاعر، اتنا غیر معروف کیسے رہ گیا جبکہ یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ ایسے جدید شعراء، جو معاصر اردو تنقید میں حوالے کے بطور استعمال ہوتے رہے ہیں راہی فدائی، ان سب سے کہیں زیادہ پختہ کار اور فن پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ سوچنے سے اس کی ایک وجہ تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ شمالی ہند میں اردو کے جو ادبی مراکز رہے ہیں، راہی فدائی ان سب سے بہت دور رہے اور دوسرا سبب وہ بھی ہو سکتا ہے جس کی طرف شمس الرحمٰن فاروقی نے اشارہ کیا ہے کہ فدائی کی شاعری، عام "شعریت پسند" لوگوں کے فہم سے ذرا بلند تر ہے، اس لیے وہ "مقبول عام" تو نہ ہو سکے، البتہ "مقبول خاص" ضرور ہو گئے۔

اردو کے قدیم و جدید شعراء میں اکثر فارسی زبان و ادب کے ماہر رہے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ فارسی میں مہارت کے بغیر اردو میں بہتر شاعری ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن ڈاکٹر فدائی ایسے شاذ شعراء میں ہیں جن کا میدان کار عربی زبان و ادب رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں عربی لفظیات اور محاورات و تراکیب، بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے مجموعہ کلام کا عنوان بھی انہوں نے ایہا الناس رکھا جو قرآن کریم کا مخصوص خطابی لہجہ ہے۔ تاہم کمال فن یہ ہے کہ ان کی شاعری، کہیں پر بھی عربی کے بوجھ سے دبتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔ عربی ردیف و قافیہ کے ساتھ رواں دواں بحر میں شعر نکالنا آسان کام نہیں ہے لیکن فدائی نے یہ مشکل کام کر دکھایا ہے۔ "ھَلْ مِنْ مَّزِیْد" "معاذ اللہ" اور "منادی" جیسے عربی قافیے فدائی کے ہاں خوبصورتی سے استعمال ہوئے ہیں۔

ہے آرزو فلک کے معرکے ہوں سر ☆ بساط 'جِدّ وجِہد' کہاں سے لاؤ گے

اہل نظر اعتراف کریں گے کہ "جدو جہد" کی معکوس ترکیب کا ویسا فنکارانہ استعمال، بجز بے پناہ قادر الکلامی کے ممکن نہیں۔ ڈاکٹر راہی فدائی صاحب عربی آمیز کلام اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ نہ صرف ایک مذہبی اور متدین گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ خانقاہی نظام اور اس کے مخصوص اوراد و ظائف پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں۔

پھر تو راہی کو کسی سحر کا خدشہ کیوں ہو ☆ قلب میں سورہ والناس وفلق ہے یا شیخ

کہاں عربی لسانیات، خانقاہ اور اس کے اوراد و وظائف اور کہاں جدید اردو شاعری لیکن یہ تضاد حیرت انگیز طور پر فدائی کے ہاں باہمہ گیر سامنے آیا ہے۔ ابہام و اہمال، جدید اردو شاعری کی پہچان ہے۔ فدائی بھی اس سے بری نہیں، تاہم ان کی موزونیت میں کہیں فرق نہیں آیا۔ جدید اردو شاعری کے علامتی نظام میں، مختلف جانوروں کو اہم استعاراتی حیثیت حاصل رہی ہے۔ فدائی کے ہاں بھی یہ رجحان نمایاں ہے، اتنا نمایاں کہ اگر ان کیڑے مکوڑوں کو جمع کیا جائے تو حشرات الارض کی ایک فوج تیار ہو سکتی ہے۔ "موش، مچھندر، بندر، مار، کژدم، سگ، روباہ، چیل، کرمک، زاغ و زغن، مور مگس، خرس و خر، فیل و فرس اور نہ جانے کیا کیا۔

ذہن میں مار و کژدم خوف کے ☆ دل میں روشن کرمک امید ہے

ابہام و اہمال کی خصوصیت میں بھی، ڈاکٹر فدائی جدید شعراء کے ہم قدم ہیں بلکہ "منادی" کی ردیف میں تو ایک پوری غزل ہی ابہام کی شکار ہے۔

بوقت ضرورت ہوئے خاموشی سے ☆ شکم سیر، قدر ز فق کے منادی

فدائی کی شاعری اپنی مثبت اور تعمیری فکر کے لیے بھی ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ فدائی اپنے دل میں اصلاح کا قابل قدر جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ فدائی کا یہ اصلاحی جذبہ ان مقامات پر مزید نمایاں ہوا ہے۔ جہاں انہوں نے نام و نسب پر فخر کرنے والوں، روح پر جسم کو ترجیح دینے والوں اور علم و دانش کے نام نہاد عویداروں پر گہرا طنز کیا ہے:

پستی فکر و نظر، وحشت اسرار و رموز ☆ ہو رہا ہے بخدا، جہل فزوں دانش میں

علامہ اقبال کی طرح فدائی کے ہاں حرکت و عمل کا پیام اور اخلاق و خودی کا درس بھی ملتا ہے۔ لیکن یہ کہنا غلط ہو گا کہ انہوں نے محض اقبال کی تقلید میں ایسا کیا ہے۔ فدائی نے اپنی راہ خود وضع کی ہے وہ اپنے رنگ کے خود موجد ہیں۔ لہٰذا وہ جہاں بھی حرکت و عمل کا پیام دیتے ہیں یا اخلاقیات کی بات کرتے ہیں، صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہاں ان کا جذبہ بھی اپنا ہے اور لہجہ بھی اپنا:

خود کو منت کش قسمت نہ کرو دیدہ ورو ☆ گلشن شوق اگانا ہے، تمہیں آتش میں

ڈاکٹر فدائی میر و مومن کی روایت کے امین نہیں بلکہ وہ آتش و یگانہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا مردانہ لب و لہجہ، تند و تیز اور اعتماد سے بھرپور ہے۔ حسن و عشق کے سطحی جذبات اور سوختہ سامانی کا نام و نشان بھی ان کے ہاں نہیں۔ شاعری ان کے نزدیک، اظہار جذبات سے زیادہ قوم سے خطاب ہے جو ایہا الناس کے عنوان سے ظاہر ہے۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ انہوں نے جنوب میں رہ کر کیا جو اردو کے لیے "زمین شور" کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلاشبہ یہ تائید خداوندی ہے جس کا احساس خود راہی فدائی کو بھی ہے۔

معجزاتی شعر راہی نے کہے
بالیقیں اللہ کی تائید ہے

□☆□

پتہ: شعبہ اردو و فارسی، ایم ایس کالج، موتیہاری 845401 ضلع مشرقی چمپارن (بہار)

شکست حرف

تبصرہ: امتیاز الدین خاں، ایڈوکیٹ

نام کتاب: شکست حرف (مجموعۂ کلام)   شاعر: حباب ہاشمی
ضخامت: ۱۶۸ صفحات   قیمت: ۸۰/- روپے
رابطہ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ 202002

جناب حباب ہاشمی ایک خوش فکر غزل گو اور محتاط صاحب فکر و نظر ہیں۔ ان کی شخصیت باوقار ہے، اور ان کی غزل بھی باوقار ہے۔ وہ سنجیدگی اور متانت کے پیکر ہیں اور یہی خوبیاں ان کی غزلوں میں موجود ہیں۔ ان کی غزلوں میں

سادگی کا حسن جلوہ گر ہے۔ وہ جدیدیوں کی طرح ابہام کی طلسماتی دنیا نہیں پیدا کرتے۔ وہ کہتے ہیں ۔

وہی تو شعر ہے در اصل جو دل میں اتر جائے — کوئی بھی داد مل سکتی نہیں اشعار مبہم کو

اسلوب کی بے راہ روی حباب ہاشمی کو قطعی پسند نہیں، کہتے ہیں:

جدید لوگ نثری غزلیں کہہ رہے ہیں ان دنوں — حباب تم ہو جس کو اپنے علم و فن کا پاس ہے

حباب ہاشمی کی غزلوں کی سب سے اہم خصوصیت شگفتگی اور شائستگی ہے۔ اردو غزل میں خمریات، رندانہ مضامین، بوس وکنار کی فضا چھائی رہی ہے۔ چکبست کی غزلیں پاکیزہ خیالات واحساسات کی آئینہ دار ہیں۔ حباب ہاشمی کہتے ہیں۔

شگفتگی، شائستگی پر حرف آسکتا نہیں — دھل کے نکھری ہے زباں چکبست اور سرشار سے

حباب ہاشمی اپنے اشعار میں اکثر عزم محکم پر زور دیتے ہیں۔

عزم محکم بھی ضروری ہے مسافر کے لیے — کون پہنچا سر منزل ہوسِ خام کے ساتھ

جناب ہاشمی ناسازگار ماحول میں بھی مستقبل سے مایوس نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں: ۔

کہر کی چادریں ابھی خلاؤں پر محیط ہیں — فضائیں صاف ہوں تو صبح زرنگار دیکھنا

حباب ہاشمی کے کلام میں کسی انقلاب کا پیغام نہیں ہے۔ وہ ترقی پسند شاعر نہیں ہیں۔ البتہ ان کی غزلوں میں ایسے الفاظ اور محاورات استعمال ہوئے ہیں جنہیں اکثر ترقی پسند شعراء استعمال کرتے ہیں۔

حباب ہاشمی کی غزلیں کلاسیکل طرز کی ہیں لیکن انہوں نے عصری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے لطیف پیرائے میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ ہمیشہ دائیں بازو اور بائیں بازو کے خیموں سے دوری رکھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کہتے ہیں ۔

کوئی حصار نہ پابند کر سکا مجھ کو — حدود کون و مکاں سے گزر گیا ہوں میں

بیسویں صدی کا ہر چھوٹا بڑا شاعر میر و غالب سے کسی نہ کسی طرح متاثر ضرور ہوا ہے۔ حباب ہاشمی کہتے ہیں۔

جہاں شعر وادب میں ہمارا ذکر بھی ہے — کہ ہم نے میر سے غالب سے استفادہ کیا

حباب ہاشمی کی غزلوں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ انہوں نے میر و غالب کی تقلید نہیں کی۔ ان کی غزلوں میں غم کا احساس ہے مگر میر کی سی حزنیت نہیں ہے۔ ان کی آنکھیں نم ہوتی ہیں مگر زبان نالہ وشیون کی قائل نہیں ہے۔ مرزا غالب اپنی مضمون آفرینی اور زندہ دلی کی وجہ سے آج بھی مقبول ہیں۔ حباب ہاشمی کی سادگی، سنجیدگی اور متانت انہیں شگفتہ غزل گوئی سے مانع رکھتی ہے۔ حباب کی غزلوں کے اسلوب پر سب سے زیادہ فراق گورکھپوری کا اثر موجود ہے۔ ان کی غزلوں میں ہیجان اور طوفان نہیں ہے۔ ٹھہراؤ اور آہنگی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

مدتیں گزریں تجھے بھول چکا ہوں لیکن — آج بھی دل دھڑک اٹھتا ہے تیرے نام کے ساتھ

☆

اس خرابے میں چلے آؤ تکلیف کیسا — دل کا دروازہ بہرحال کھلا رہتا ہے

☆

جب اس سے ترک ملاقات کا ارادہ کیا — تب اس نے دامن دل کو ذرا کشادہ کیا

حباب ہاشمی اپنی غزلوں میں اعلیٰ انسانی قدروں کو اجاگر کرتے ہیں۔

تعصب اور نفرت سے دلوں کو جیتنا مشکل — محبت دل میں ہونی چاہئے تسخیر عالم کو

☆

حباب ان کو سکھا دیں گے عشق کی تعظیم — مذاق حسن پرستی اگر سلامت ہے

جناب حباب ہاشمی سلامت روی کے شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں کی پاکیزگی پر کشش ہے۔ ان کی غزلوں میں نرم و نازک لہجہ پایا جاتا ہے۔ اسی لیے ان کا کلام خواص پسند ہے خود کہتے ہیں۔

کلام نازک تو واقعہ ہے کہ مردِ ناداں پہ بے اثر ہے — کہ برگِ گل کاٹتی ہے ہیرا یہ قول ہے بھرتری ہری کا

□☆□

پتہ: E-38، کریلی اسکیم، جی ٹی بی نگر، الہ آباد (یوپی)

شعری آگہی

تبصرہ: محمد رفیع انصاری

کتاب کا نام: شعری آگہی (منتخب تنقیدی مضامین) مصنف: باقر مہدی
صفحات: ۲۴۸ قیمت: ۳۰۰/- روپے
ناشر: ایڈ شاٹ پبلی کیشنز، سانے بلڈنگ، سکنڈ فلور، نانا بھائی لین، فلور افاؤنٹین، ممبئی 400001

’شعری آگہی‘ باقر مہدی کے منتخب تنقیدی مضامین کا پہلا مجموعہ ہے۔ باقر مہدی وہ نام ہے جسے زبان پر لاتے ہی روشن دماغوں کی چھٹی حس بجلی کے قمقموں کی طرح روشن ہو جاتی ہے۔ ان کی قادر الکلامی اور ان کی کج کلاہی کے قائل اور گھائل اچھے اچھے ہیں۔ ان کے ’چوکھے رنگ‘ کی غزلوں اور نظموں نے وہ رنگ باندھا ہے کہ (آج بھی) ایک عالم دنگ ہے۔ بالخصوص انگریزی شعر وادب کے مطالعہ کی کثرت نے باقر مہدی صاحب کو اتنا کسرتی بنا دیا ہے کہ اب انہیں اپنی زبان (اردو) کے تخلیق کاروں کے ’کس بل‘ کو آنکنے میں مطلق دیر نہیں لگتی۔

اردو تنقید میں مختلف ادبیات کا مطالعہ کرنے والے ناقدوں میں ڈاکٹر عبداللطیف اور کلیم الدین احمد کے نام قابل ذکر ہیں۔ افسوس کہ ان کی مغرب زدگی نے انہیں مشرقی ادب کو لغو اور لایعنی سمجھنے پر مجبور کیا۔ انجام کاران کے نظریے تو خراج نہیں پاسکے۔ البتہ ان کے اقوال کو خوب شہرت ہوئی۔

ڈاکٹر عبداللطیف کا مشہور قول کہ ”غالب شاعر نہیں تھا جو کچھ اس نے کہا اس کو شاعری سے کوئی تعلق نہیں۔“ کلیم الدین احمد کا فرمان ہے...... ”اردو میں تنقید کا وجود محض فرضی ہے یہ اقلیدس کا خیالی نقطہ ہے یا معشوق کی موہوم کمر۔“

باقر مہدی ان دو (فاضل) ناقدوں سے قدرے مختلف واقع ہوئے ہیں۔ ان کے یہاں کاٹ بھی ہے اور ٹھاٹ بھی۔ ہر چند کہ وہ اپنی متراض کو مغربی دانش وروں کی بنائی ہوئی ’سان‘ پر ہی دھرتے ہیں لیکن وقت ضرورت ’جانچ‘ کے لیے ’مشرقی باٹ‘ کا استعمال کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ ان کے یہاں اندھیر تو نہیں ہے لیکن ان کے تنقیدی نظریے کو سمجھنے میں دیر ضرور لگی ہے۔

باقر مہدی کہتے ہیں کہ ”میں ہمیشہ ان شعراء پر مضامین لکھنے کی کوشش کرتا رہا ہوں جنہیں نظر انداز کیا گیا ہے۔“ (۲۳۵) اس فہرست میں انہوں نے ’یگانہ چنگیزی‘ ’اختر الایمان، جاں نثار اختر، سلیمان اریب اور یعقوب راہی کو شامل کیا ہے۔ پندرہ مضامین کے اس مجموعے میں تین مضامین غالب پر دو یگانہ پر اور دو اختر الایمان کی نظموں پر ہیں۔ میر تقی میر کی سرداری کا انہوں نے کھل کر اعتراف کیا ہے اور انہیں ’قنوطی‘ شاعر کہنے والوں کو منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔

باقر مہدی نے غالب آشفتہ سر کو اپنی تنقید کا خاص نشانہ بنایا ہے۔ کتاب کے ۴۶ صفحات غالب کی نذر ہو گئے ہیں۔

موصوف نے علانیہ غالب کے پرزے بھی اڑائے ہیں اور غالب کے طرفداروں کو پرسہ بھی دیا ہے۔

غالب کی شخصیت او شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے جب انہیں اپنی تضاد بیانی کا احساس ہوتا ہے تو ان کا قلم یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ظاہر ہے جو شخص بے شمار متضاد کیفیتوں کی سطحوں اور تجربات کی تہوں کا شاعر ہوگا اس کے کلام پر انگلی رکھنا تقریباً نا ممکن ہے۔"(۳۱)

یاس یگانہ چنگیزی کو وہ بڑے پیار سے یاد کرتے ہیں اور انہیں نظر انداز کئے جانے پر اظہار افسوس کا کوئی موقع نہیں چھوڑتے۔

شعری آگہی میں جاں نثار اختر، فیض، جوش ملیح آبادی، سلیمان اریب، کشور ناہید کی شاعری پر مصنف کے 'چوکھے رنگ' والے مضامین ہیں۔ کتاب میں شامل اخترالایمان پر لکھا گیا باقر مہدی کا مضمون ۱۹۵۶ء کے 'نیا دور' کراچی میں شائع ہوا تھا۔

کتاب کا سب سے دلچسپ مضمون (جو غالباً کتاب میں شامل بقیہ تمام مضامین کے بعد لکھا گیا ہے) یعقوب راہی کی شاعری کا جائزہ ہے جسے مصنف نے 'شعری سناٹے میں گونجتی ایک آواز' سے تعبیر کیا ہے۔ اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے یہ کتاب کا سب سے چونکانے والا مضمون ثابت ہوگا۔ اس مضمون سے جہاں ہمیں ایک باغی اور سرکش شاعر سے ملنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے وہیں یہ مصنف کے اس قول پر بھی صادق آتا ہے "میں ہمیشہ ان شعراء پر مضمون لکھنے کی کوشش کرتا ہوں جنہیں نظر انداز کیا گیا ہے۔"

"اردو تنقید کا زوال شروع ہو چکا ہے۔ ایک طرف اکثریت میں فرقہ پرستی کا زہر گھل چکا ہے...... دوسری طرف اقلیت بھی "فرقہ پرستی" کا شکار ہو چکی ہے۔ یہ پورا ملک دنیا کی یہ سب سے بڑی "جمہوریت" فاشزم کی دلدل میں پھنس گئی ہے اور اس سناٹے میں یعقوب راہی تنہا شاعر ہیں جو اپنی سرکشی کی آواز بلند کئے ہوئے ہیں۔"

اردو تنقید کے زوال کے ان دنوں میں (حالانکہ یہ لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آرہا ہے) بہر حال شعری آگہی آسمان شاعری کے درخشندہ ستاروں کی بازیافت کہلائے گا۔

کتاب ہر لحاظ سے بے حد عمدہ ہے (قیمت کے لحاظ سے بھی) اور اس کی اشاعت میں ایڈ شاٹ پبلی کیشنز کے مالک اطہر عزیز کی ذاتی دلچسپی بھی نمایاں ہے۔□□

پتہ: درگاہ روڈ، بھیونڈی 421302 (تھانے)

"جشن اردو" زیر اہتمام یونائیٹڈ مسلم آف انڈیا

نئی صدی کے آغاز پر یونائیٹڈ مسلم آف انڈیا نے "جشن اردو" منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس موقع پر متعدد پروگرام کے علاوہ ملت اسلامیہ ہند کی ایک معتبر، مخلص اور فعال شخصیت ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی (بانی مسلم مجلس) کی حیات و خدمات پر انشاء اللہ ایک سووینئر شائع کیا جائے گا۔ موصوف کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کی عام دعوت ہے۔ بالخصوص اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تخلیقات درج ذیل پتے پر جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔

ڈاکٹر س۔الف۔خان (اعزازی جنرل سکریٹری)

یونائیٹڈ مسلم آف انڈیا 73-j، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025 فون: 2858172,6830110

سرود رفتہ

تبصرہ: ڈاکٹر سید معصوم رضا

نام کتاب: سرود رفتہ (شعری مجموعہ) شاعر: ایڈوکیٹ مردان علی خاں نشاط
صفحات: ۱۶۶ قیمت: ۸۰ روپے اشاعت: ۱۹۹۹ء
تقسیم کار: سٹی ہاسپٹل، اگربیس، جونا شہر، آکولہ 444002

مردان علی خاں نشاط بظاہر تو ایک ماہر قانون اور جج کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں لیکن تقریباً ستر سال کی عمر کے آس پاس انہوں نے "سرود رفتہ" شائع کرا کر اپنی شعری پہچان بھی بنالی ہے۔ شاعری ان کا شوق ہے انہیں شاعری سے فطری لگاؤ ہے وہ بیک وقت سیاسی، مذہبی، عدل و انصاف اور مذہبی تنظیموں سے وابستہ رہے لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ شاعری کے زلف گرہ گیر کے اسیر بھی رہے۔ جب بھی طبیعت موزوں ہوئی شعر گوئی کی طرح رجوع کیا۔ شاعری کو وہ کسی خاص عینک سے نہیں دیکھتے نہ ہی وہ کسی پابند فکر کے نقطہ نظر سے شاعری کرتے ہیں بلکہ موصوف نے اپنی شاعری کی طرف کچھ اس طرح اشارہ کیا ہے۔

"میرا کوئی فلسفہ نہیں، زندگی کو میں فلسفہ نہیں سمجھتا۔ حقائق پر میری نظر ہے اور جو محسوس کرتا ہوں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہہ دیتا ہوں۔"

یہی نشاط کی شعری صداقت کی شہادت ہے۔

"سرود رفتہ" مردان علی خاں نشاط کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو ۱۹۹۹ء میں منظر عام پر آیا ہے۔ اس سے قبل نشاط کا کوئی بھی کلام کبھی بھی کہیں بھی شائع نہیں ہوا۔ "سرود رفتہ" میں حمد اور نعت پاک کے علاوہ ۶۶ غزلیں، ۱۲ نظمیں اور ۱۱ قطعات شامل ہیں جو ۱۶۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مردان علی خاں نشاط کی اب تک کی ادبی کمائی ہے جس کو یکجا کر کے مجموعہ کلام کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اپنی شاعرانہ عظمت کی خود ہی گواہی دے رہی ہے۔ مردان علی خاں نشاط مروجہ شعری روایت کے دائرے میں ایک ناممکن کے ساتھ چلتے نظر آرہے ہیں۔ نشاط حیات و کائنات کے معاملات و مسائل کے ساتھ ہمیشہ نبرد آزما رہے جس کا احساس ان کی شاعری میں جا بجا ہوتا ہے۔ نشاط نے اپنی شاعری میں بالخصوص غزلوں میں کلاسیکی رنگ بھرنے کی جو کوشش کی ہے اس میں وہ کامیاب بھی ہیں۔ نشاط کی شاعری تقریباً نصف صدی پر مشتمل ہے۔ ان کی غزلوں میں عشق کی خود سوزی بھی ہے اور جمال یار سے شکایت بھی۔ غزل کو اس کی اصل فنی اور معنوی شکل میں پیش کر کے "نشاط" نے شاعری کو مابعد جدیدیت کے اس دور میں بھی روایتی رنگ و آہنگ عطا کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ شاعری نہ کسی زمانے کی قائل ہوتی اور نہ اصول کی پابند بلکہ یہ آزاد خلاقانہ ذہن کی پیداوار ہے۔ ان کی شاعری میں متانت، سنجیدگی اور روانی ہے۔ یہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے آشنا تو ہیں لیکن انہیں رومانی انداز میں پیش کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

شبنم جبیں نے لوٹ لی، عارض نے رنگِ گل ☆ رنگینی بہار کہاں سے کہاں گئی

نشاط کی شاعری میں عدل و انصاف کا ذکر ان کی عملی زندگی کی گہما گہمی کا غماز ہے:

خدا نے خیر کی منصف سزا ہی دے دیتا ☆ گواہی اس کی ذرا بھی جو معتبر ہوتی

نشاط دور حاضر کی مشکلات و مسائل سے بھی خوب واقف ہیں اور موجودہ معاشرے پر بھی وہ ہلکا ہلکا طنز کرنے سے

نہیں گھبراتے:

کتنے شباب ڈھل گئے فکرِ معاش میں   رعنائی شباب کہیں ہے کہیں نہیں

☆

دور حاضر میں ہلا کو بھی چنگیز بھی ہیں   شکل انساں میں یہاں کتنے ہی حیواں دیکھوں

زندگی اور انتظار موت سے متعلق ان کا یہ شعر بھی بہت عمدہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔

یونہی بس انتظار مرگ میں مرتے رہے برسوں   بڑی مشکل سے ہم نے زندگی میں زندگی پائی

"سرود رفتہ" میں ڈاکٹر محبوب راہی نے نشاط کی شاعری پر ایک جامع مضمون بھی لکھا ہے جو بطور پیش لفظ اس کتاب میں شامل ہے۔ کتاب دور حاضر کی تمام حسن وخوبیوں سے آراستہ ہے کتابت اور طباعت میں سنجیدگی کا احساس ہوتا ہے۔ بظاہر کتاب میں میں بہت سادگی ہے امید کہ یہ کتاب ادبی حلقوں میں مقبول ہوگی۔ □□

پتہ: A-113، منٹو روڈ، نئی دھلی 110002

لاکلام

تبصرہ: ڈاکٹر جمیلہ عرشی

نام کتاب: لاکلام (شعری مجموعہ)   شاعر: غلام مرتضیٰ راہی
صفحات:؟   قیمت: ۱۵۰ روپے
ملنے کا پتہ: راہی منزل، بنی فتح پور (یوپی)

کوزۂ حرف میں دریائے معانی بھی ہے   نوک رکھ دوں میں قلم کی تو روانی بھی ہے

غلام مرتضیٰ راہی اپنے پہلے شعری مجموعے "لامکاں" سے اب تک خوب سے خوب تر کی تلاش میں منہمک رہے ہیں، اور "لاریب" "خوب سے خوب تر کی تلاش کا یہ ارتقائی سفر ہمیشہ بلندیوں کی جانب گامزن رہا ہے اور 'لاکلام' میں بھی وہ ستاروں پر کمند ڈال رہا ہے۔ وہ شاعری کی 'وادیٔ پرخار' میں ایسے پراعتماد راہی ہیں جنہوں نے اپنی آبلہ پائی سے اسے نہ صرف 'گلنار' بنادیا ہے بلکہ کانٹوں کو بھی سیرابی عطا کی ہے مگر فاصلوں کو ناپنے کا شوق بدستور فراواں رہا۔

فاصلوں کو ناپنے کے شوق میں   جانے کتنے میل کے پتھر بنے

'لاکلام' کی غزلوں کا اگر بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو راہی کی شخصیت ایک ایسے شاعر کے روپ میں اجاگر ہوتی ہے، جو حقائق حیات سے نبرد آزما ہے اور اس کی حساس طبیعت و مضطرب ذہن نے اسے ستیزہ کار بنادیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ راہی کی غزلوں میں تہہ داری دروں بینی بڑے تخلیقی انداز میں در آئی ہے اور اشعار معنویت و جامعیت میں بہت فکر انگیز ہو جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غلام مرتضیٰ راہی جب فکر و سخن کرتے ہیں تو وہ صرف اپنے مشاہدے اور تجربے پر ہی انحصار و اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان کا پرواز تخیل 'لامکاں' کی سیر کراتا ہوا 'لاکلام' کی حدوں میں لے جاتا ہے۔ جہاں سے وہ الفاظ کے گہر ہائے آب دار چنتے ہیں، اسلوب و لہجہ کی تازگی فراہم کرتے ہیں اور تفکر و تجسس کو جذبات و احساسات میں ڈھالتے ہیں۔ فی الحقیقت راہی غزل کی تمام نزاکتوں اور بلاغتوں کے خلاقانہ استعمال کے باوجود اپنی ایک انفرادیت رکھتے ہیں اور یہی انفرادیت ان کو دیگر ہم عصر شاعروں سے ممتاز و ممیز کرتی ہے۔ ان کا انفرادی رنگ اور لہجہ کی کٹیلی بے ساختگی

پورے مجموعے سے ظاہر ہے:

اس نے جب دروازہ مجھ پر بند کیا   مجھ پر اس کی محفل کے آداب کھلے

تمہارے پڑھتے پڑھتے مٹ نہ جائے   ہمارا نام پانی پر لکھا ہے

۱۹۶۰ء کے بعد ابھرنے والے شاعروں میں بہت سے جدیدیت کی بھول بھلیوں میں کھو گئے۔ معدودے چند شاعر تھے جنہوں نے جدید غزل کے گرتے ہوئے پرچم کو سنبھالا اور اس کو تب و تاب نیز بلندی بخشی۔ غلام مرتضیٰ راہی ایسے ہی چند معدود شاعروں میں سے ایک ہیں۔ وہ منصب شاعری سے بخوبی واقف ہیں اور رموز شعر گوئی کا بھرپور ادراک رکھتے ہیں۔ 'لاکلام' کی غزلوں میں جابجا ایسے اشعار ملتے ہیں جو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا ہم سے مطالبہ کرتے ہیں تاکہ ان کے وسیع تر امکانات قاری پر واضح ہو سکیں:

قدموں کے جب نشان نظر آئے ہر طرف   پھر ہم نے یہ نہ سوچا کدھر جانا چاہئے

دنیا مری آنکھوں سے ہوئی جاتی ہے اوجھل   سوچا نہ تھا اتنی مری رفتار بڑھے گی

کم ہے دنیا بھر کا تعاون خشکی پر   کافی ہے تنکے کا سہارا دریا میں

غلام مرتضیٰ راہی کے کلام کی جاذبیت کی حد تک ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ غزل کے فرسودہ مضامین سے قطع نظر ایسے حیرت انگیز اور معنی خیز موضوعات سخن ہمارے سامنے لاتے ہیں کہ ہمیں ان کی اچھوتی فکر اور اسلوب کی تازہ کاری کی بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے:

ہم کو سورج کی آگ اچھی لگی   ہم نے دیکھا پھلوں کو پکتے ہوئے

اے مرے پایاب دریا تجھ کو لے کر کیا کروں   ناخدا پتوار کشتی بادبان رکھتے ہوئے

اب آگے اس قدم کے نشان نہیں ملتے   پیادہ جانے یہاں سے سوار کیسے ہوا

کیمرہ نصب کیے بیٹھا ہے دشمن اوپر   کتنا مشکل ہے کوئی راز چھپاکر رکھنا

غلام مرتضیٰ راہی نے غزلیہ شاعری کی ڈگر پر چلتے ہوئے گمراہی کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ انہوں نے دماغ کی جودت اور روح کی گہرائی سے شعر کہے ہیں، جو اپنے دوام کا یقین دلاتے ہیں۔ پورے مجموعے میں فنی ریاضت پورے خلوص کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔ حالانکہ مندرجہ ذیل شعر انہوں نے شاعرانہ تعلّی کے طور پر نہیں کہا ہے مگر اسے دہراؤں گی کہ یہ بھی ایک برہنہ سچائی ہے:

جو ہمارا جواب رکھتا ہے   ہم کو اس کی کوئی نظیر ملے

جذبے کی صداقت کے ساتھ غزل کی جمالیات کا مشاہدہ کرنا ہو تو لاکلام کے اشعار ایک مقناطیسی کشش رکھتے ہیں۔ 'لاکلام' کے مطالعہ کے بغیر جدید غزل کا تجزیہ ہمیشہ ناممکن رہے گا، یہ مجموعہ ہر اعتبار سے بڑی اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل ہے۔ لاکلام کی کتابت، طباعت، کاغذ اور گٹ اپ نہایت خوبصورت اور معیاری ہیں۔ اس لحاظ سے کتاب کی قیمت بہت مناسب ہے۔ □□

پتہ: شعبہ اردو، راجستھان یونیورسٹی، جے پور (راجستھان)

پٹنہ میں اردو بک ریویو درج ذیل پتے پر حاصل کریں:
BOOK EMPORIUM
Sabzi Bagh, Patna-800004

یادوں کے زخم

تبصرہ : عبدالرحمٰن شاکر

نام کتاب: یادوں کے زخم (شعری مجموعہ) شاعر: نور منیری
صفحات: ۸۰، قیمت: ۔/۵۰ روپے
ناشر: نور منیری، 234/94 سنجے پارک، لوہگاؤں روڈ، پونے 411032

نوجوان شاعر نور منیری ایک کہنہ مشق اور پختہ کار شاعر ہیں۔ ان کی شعر گوئی اور سخن وری کا سلسلہ تقریباً تیس سال پر محیط ہے۔ چونکہ ان کو اپنے عہد کے نہایت ہی بزرگ و معتبر شاعر حضرت منیر الہٰ آبادی سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے اس لیے ان کی شاعری میں فکر و فن کی گہرائی و گیرائی نظر آتی ہے۔ اپنے مشفق استاد سے نسبت کے اظہار کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ ان کی یہ روش استاد اور شاگرد کے درمیان عقیدت و احترام کے مخلصانہ رشتے کا مظہر ہے۔ انہوں نے خود کہا ہے ؎

تعجب کیا کہ تو نے نور پایا میرے شعروں میں
منیری ہوں، تخلص بھی تو میرا نور ہے ساقی

زیر نظر مجموعہ "یادوں کے زخم" میں غزلوں کی تعداد ۴۰ اور نظموں کی تعداد ۱۴ ہے۔ نور منیری نے یوں تو غزلوں کے علاوہ نظمیں، رباعی اور قطعات بھی کہی ہیں لیکن اصلاًوہ غزل کے شاعر ہیں۔

نور صاحب ایک نوجوان شاعر ہیں اور اپنے اندر ایک حساس دل رکھتے ہیں۔ معاشرے کے اندر انسان کو اپنی نفسانی خواہشات اور آرزوؤں میں مبتلا دیکھ کر مضطرب ہو جاتے ہیں۔

ساری دنیا جل رہی ہے اک ہوس کی آگ میں
ہم کسے آواز دیں، اب جا کے انگاروں کے بیچ

ہمارا معاشرہ ایک دوسرے کے خلاف نفرت عداوت، بغض و حسد اور رنجش و سازش کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ آپسی میل ملاپ اور بھائی چارے کی حقیقی و فطری روایات واقدار سے انحراف کی روش عام ہو گئی ہے۔ ہر طرف اجنبیت کا خوف ناک سناٹا طاری ہے۔ نور صاحب کو یہ معاشرہ قطعی ناپسند ہے۔

گلیاں سونی لوگ پرائے، رستے سب انجان ملے
اپنے نگر میں اب تو اپنی مشکل سے پہنچان ملے

نور منیری شاعری کی کلاسیکی روایات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے کلام میں جدت اور انفرادیت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو زبان و بیان اور اسکے استعمال پر قدرت حاصل ہے۔ جگہ جگہ استعاروں اور کنایوں کی نادر تراکیب استعمال کرتے ہیں جس سے شاعری میں حسن پیدا ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں شیرینی اور لطافت ہے:

کچھ اپنی کہو، کچھ میری سنو، تم آج ملے ہو مدت میں
کیوں ایسے سنہرے لمحوں کو چپ چپ کے گنوایا جاتا ہے

نور کا یہ مجموعہ صوری و معنوی دونوں اعتبار سے حسین اور جاذب نظر ہے۔ کمپوزنگ اور طباعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ البتہ نور منیری کی اس کتاب میں یہ بات بہت شدت سے کھٹکی کہ انہوں نے املے کے سلسلے میں پوری طرح چوکسی نہیں برتی ہے۔

زیر نظر شعری مجموعہ اردو کے شعری ادب میں ایک اہم اضافہ ہے۔ امید ہے کہ شائقین ادب کی طرف سے خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔ □□

پتہ: F-149/1 ابو الفضل انکلیو II جامعہ نگر، نئی دھلی 110025 فون: 6946994

تعارف و تبصرہ

تحقیق فدک

مصنف: مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ صفحات: ۳۳۲ قیمت: ۱۵۰ روپے
ناشر: سید محمد قاسم شاہ بخاری، بشیر کالونی، سرگودھا (پاکستان)
تبصرہ : مولانا محمد فاروق خاں

"تحقیق فدک" ایک علمی و تحقیقی کتاب ہے۔ زیر تحقیق مسئلہ پر سیر حاصل بحث اس کتاب میں کی گئی ہے۔ اور علمی ثبوت کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ الزام سراسر غلط ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کوئی ظلم وزیادتی کی ہے۔ اور وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ناراض ہو کر دنیا سے چلی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ صدیق اکبرؓ سے راضی تھیں اور صدیقی طرز عمل انہیں پسند تھا۔ اہل بیت کے گھر کے اخراجات آخر دم تک حضرت صدیقؓ پورے کرتے رہے ہیں۔ شیعہ حضرات کی کتابیں بھی مصنف کے پیش نظر رہی ہیں۔ ان سے حسب ضرورت استشہاد بھی کیا ہے۔

"تحقیق فدک" میں بڑی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض دوسرے مباحث بھی زیر بحث آگئے ہیں جو لائق مطالعہ ہیں۔ امید ہے فدک کے مسئلہ سے متعلق ہر قسم کی الجھنیں اس کتاب کے مطالعہ سے رفع ہو جائیں گی۔ ◄◄

پتہ: 1353، بازار چتلی قبر، دھلی 110006

بہشتی ثمر (مکمل)

تشکیل جدید: مولانا محمد فاروق صفحات: ۲۰۸ قیمت: ۔/۳۵ روپے
پتہ: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمیٹڈ) ۴۲۲ مٹیا محل، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006
تبصرہ: مولانا محمد فاروق خاں

مشہور و معروف کتاب بہشتی زیور در حقیقت خواتین کے لیے لکھی گئی تھی۔ پھر مردوں سے متعلق مسائل کا اس میں اضافہ کیا گیا۔ بہشتی زیور غیر معمولی طور پر لوگوں میں مقبول ہوئی۔ اس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس کی ترتیب وغیرہ میں مناسب تبدیلی لائی جائے اور اس کا ایک ایسا انتخاب شائع کیا جائے جو مدارس کے طلبہ کے لیے مفید ہو سکے۔ اور وہ مسائل کو بآسانی سمجھ سکیں، اور ان پر عمل کرنے میں انہیں کوئی دشواری نہ ہو۔ ۱۳۵۴ھ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کی اجازت سے دو حصوں میں اس کا انتخاب مرتب کیا گیا جو اب تک بعض مدارس میں داخل نصاب بھی رہا ہے۔

مولانا مسیح اللہ صاحبؒ بہشتی زیور کی اس تلخیص کو بے حد پسند فرماتے تھے۔ ان دونوں حصوں کو بہشتی ثمر مکمل کی صورت میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ضروری اضافے بھی کئے گئے ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔

اس کتاب سے طلبہ کے علاوہ عام لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کتاب میں عقائد اور ایمانیات سے لے کر وضو، غسل، تیمم، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی وغیرہ کے ضروری مسائل آگئے ہیں۔ ◄◄

تبصرے کے لیے کتاب کی دو جلدیں ہی ارسال فرمائیں

انتخابِ کلام مصحفی

مرتب: نورالحسن نقوی صفحات: ۷۲ قیمت: ۳۰ روپے

ناشر: خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ 800004

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

مشکل ہے کہ تم اس کی طرح شعر تو ڈھالو ☆ سخن کے قالب میں مصحفی جاں ڈالتا ہے

مصحفی ان اساتذہ فن میں ایک ہیں جن کی ہمہ گیری قابل رشک ہے۔ مصحفی سخن کے قالب میں جان ڈالتا ہے یہ حقیقت ہے تو یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کا کلام رطب ویابس سے پاک نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مصحفی مشاق شاعر تو ہیں لیکن غور وفکر کی فرصت انہیں میسر نہیں۔ انہیں زیادہ سے زیادہ کہنے کی دھن ہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے مذکورہ بالا شعر کو ہی لیجئے مصرعہ اولیٰ کمال سخن کا نمونہ ہے اور مصرعہ ثانی میں بھرتی کے الفاظ موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے شعر جتنا اچھا ہو سکتا تھا نہ ہو پایا۔ لیکن اس سے مصحفی کی اہمیت ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ تو چاند کے داغ ہیں جو نہ ہوتے تو اچھا تھا اور ہیں تو بھی مضائقہ نہیں لیکن اردو تنقید کی تن آسانی نے یا اہل نظر کہلانے والوں کی کم نظری نے کبھی مصحفی کو ان کا جائز مقام نہ دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ حسرت موہانی کا یہ کہہ دینا کہ میر و مرزا کے بعد مصحفی ان کی نظر میں سب سے بڑا شاعر ہے یا فراق کا انتخابیت اور تقلیدیت میں انہیں (مصحفی کو) یکتا قرار دینا کافی نہیں۔ فراق بار بار مصحفی کے میر سے الگ انداز کی تو بات کرتے رہے لیکن یہ انداز تھا کیا یہ نہ بتا سکے نہ بتا سکتے تھے۔ اس لیے کہ ان کا تنقیدی شعور پختہ نہ تھا لیکن اردو تنقید کے شہسواروں نے بھی ابھی تک نقد مصحفی کا حق ادا نہیں کیا ہے۔ اس میں کچھ نہ کچھ مصحفی کی زود گوئی کو بھی دخل ہے۔ تقریباً چالیس ہزار اشعار کی فراہمی کا مسئلہ اور پھر ان کا تنقیدی مطالعہ آسان نہیں۔ انہوں نے نثر کو بھی ذریعہ اظہار بنایا اور اپنے تنقیدی شعور (جو اس عہد میں قابل تعریف ہے) کی یادگار تذکروں کی شکل میں چھوڑا لیکن صرف شعری یادگار آٹھ دواوین ہیں جن کی اشاعت کا اہتمام بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ جس کا حوصلہ مجلس ترقی ادب لاہور نے کیا تو ڈاکٹر حبیب الرحمٰن چغتائی نے اس کا اعادہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور ایک صحت مند انتخاب کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے نورالحسن نقوی صاحب کو یہ ذمہ داری سونپی۔ نورالحسن نقوی مصحفی پر پہلے بھی اچھا کام کر چکے ہیں اور دواوین کی ترتیب و تدوین میں تو ان کا جواب نہیں۔ دیوان غالب مع مقدمہ اور کلیات جرأت ان کے اہم کارنامے ہیں او تاریخ ادب سے متعلق ان کی کتاب بھی ادبی حلقوں سے داد تحسین حاصل کر چکی ہے۔ یعنی نورالحسن نقوی کی صلاحیت میں کلام نہیں۔ انہوں نے مصحفی کا انتخاب کیا ہے اور صحیح لکھا ہے کہ "یہاں (دواوین مصحفی میں) ان گنت خذف ریزوں کے پہلو بہ پہلو بہت سے دمکتے ہوئے ہیرے بھی نظر آتے ہیں۔ ان ہیروں کو چن کر ایک چھوٹی سی لڑی میں پرو لینا ہی اس مختصر سی کتاب کا مقصد ہے۔" جس میں وہ بجا طور پر کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ اسے شائع کر کے خدا بخش لائبریری نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب اہل نظر مصحفی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور مصحفی کا یہ مطالعہ حد درجہ اہمیت کا حامل ہو گا۔ ◀◀

پتہ: 259، تاپتی ہوسٹل، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی 110067

"اردو بک ریویو" ایک منفرد مجلّہ ہے۔ اس کا تعاون اہل اردو پر قرض ہے۔
صرف =/3000 روپے کا عطیہ دے کر اس کے تاحیات ممبر بن سکتے ہیں۔
"**تاحیات ممبر**" کا نام اردو بک ریویو میں شائع کیا جاتا ہے۔

تلاش وتجزیہ

مصنف: سلطان آزاد صفحات: ۱۱۲ قیمت: ۱۰۰ روپے اشاعت: ۲۰۰۰ء

تقسیم کار: مکتبہ آزاد، پتّولین، گلزار باغ، پٹنہ 800007

تبصرہ: ساحل احمد

سلطان احمد آزاد کی نثری تخلیقات میں نقد و تحقیق کا مساویانہ حسن توجہ کا باعث ہے۔ اس حالیہ مجموعہ میں گیارہ مضامین شامل ہیں۔ جن میں کم و بیش تلاش و تجسس کا وہی حسن موجود ہے جو نقد و تحقیق کے بنیادی عناصرات ہیں۔ انہوں نے فنی چابکدستی کے ساتھ مطالعاتی تجربے کو بیانیہ اطوار کا حصہ بنایا ہے۔ ان کی تحریرات سے عصر کی اور عصر سے متعلقہ اشخاص و نظریات اور ادبی و تہذیبی رویوں کی مصوری میں مدد مل جاتی ہے۔ تحقیقی مواد کو منضبط رکھنے میں حق ادب کے اصول و ضوابط کو ملحوظ رکھا ہے۔ اسی لیے کوئی تجربہ یا چہرہ ادھورا یا غیر معتبر نظر نہیں آتا۔ شاد اور رمز سے متعلق ان کے رشحات فکر سے ان کی اپنی فکری و ذہنی وابستگی کا اظہار مثبت طور پر ہوا ہے۔ اسی طرح گل نغمہ اور چار چہرے کا تجزیاتی مطالعہ بھی ان کی وسعت نظر کا اشاریہ ہے۔ یہ کتاب اچھی نثر کی اچھی مثال ہے۔ ◀◀

پتہ: سعدیہ آرٹ اینڈ کلچرل L.I.G.10 نیم سرائے ADA کالونی، منڈیرا چك، الله آباد 211011 (یوپی)

صدا صد منظر

شاعر: ہربنس سنگھ تصور صفحات: ۷۴ قیمت: ۷۵ روپے

ناشر: ہربنس سنگھ تصور، کوٹھی نمبر ۴۲۹، سیکٹر ۵۵ (فیز۔۱) ایس اے ایس نگر پنجاب، چنڈی گڑھ 160055

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

ہربنس سنگھ تصور کی شاعری کا آغاز تقسیم ہند کے کچھ سال بعد ہوا۔ اس لحاظ سے ان کا تخلیقی سفر کم و بیش نصف صدی کو محیط ہے۔ وہ پنجاب یونیورسٹی (شعبہ اردو) کے استاذ تھے۔ ان کا شعری مجموعہ صدا صد منظر کے نام سے شائع ہوا جس میں زیادہ تر غزلیں ہیں۔ یہ غزلیں تصور کی شاعرانہ خلاقی کا آئینہ ہیں۔ بیشتر چھوٹی بحروں میں ہیں اور کم سے کم لفظوں میں مافی الضمیر کی ادائیگی کا ہنر ان میں موجود ہے ان میں شاعر نے عصر حاضر کے خاکے اڑائے ہیں اور نہایت کامیابی کے ساتھ مثلاً اخلاقی قدروں کے انحطاط کا یہ عالم۔

سچ کو افضل کتاب میں لکھنا ☆ جھوٹ کی کرنا زیر لب تبلیغ

اور ایک بالکل طلسماتی ماحول کی طرف کتنا خاموش اشارہ ہے اس شعر میں:

پیچھے مڑ کر دیکھا جائے ☆ کتنے لوگ بنے ہیں پتھر

اور پنجابی لفظ کو اردو شعر میں کس خوبی و چابکدستی سے کھپایا ہے دیکھئے:

نرگس ایسی آنکھیں جس کی اور کمل سے کومل پاؤں ☆ کوند گئی خوشبو کی بجلی یاد آیا جب اس کا ناؤں

ان کی غزلیں سادگی و پرکاری کی حامل ہیں اور ادبی دنیا مین قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔ ایک تو اشعار اچھے ہیں اور نفیس طباعت نے اسکے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ یعنی صدا صد منظر ہر طرح سے ایک کامیاب شعری مجموعہ ہے!! ◀◀

مالیر کوٹلہ (پنجاب) میں "اردو بک ریویو" حاصل کرنے کا پتہ:
AZIZ BOOKSELLERS, SARHINDI GATE,
Malerkotla-148023 (Punjab)

ریگ و سنگ شاعر: داس رام دوشی صفحات: ۶۸ قیمت: -/۳۰ روپے مولف: کرتار سنگھ پنچھی

ناشر: پنجابی ساہتیہ سبھا (رجسٹرڈ) مالیر کوٹلہ، پنجاب

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

دوشی کی شخصیت پنجابی ادب میں محتاج تعارف نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ پہلے انہوں نے اردو میں شاعری کی اور پنجابی ساہتیہ سبھا سے تعلق کی بنا پر پنجابی میں بھی شاعری کی لیکن بعد میں اور مجموعہ ان کا پہلے پنجابی کلام کا منظر عام پر آیا اور اردو کا دوشی کے انتقال کے بعد اب کرتار سنگھ پنچھی نے ترتیب دیا ہے۔ دوشی ایک خوش فکر اور خوش گو شاعر ہے وہ صاحب طرز شاعر تو نہیں لیکن مختلف اساتذہ کے رنگ سخن سے فیض اٹھا کر اپنی آواز کو دل نشیں بنانا جانتا ہے۔ یہ اشعار دیکھئے:

کہیں کاشی کہیں کعبہ کہیں ہیرا کہیں سرمہ — ہوا ہے مختلف در مختلف اظہار پتھر کا
مجھ سے رونے کے یہ منظر نہیں دیکھے جاتے — ہائے سیلاب زدہ گھر نہیں دیکھے جاتے
آپ کے ساتھ جو گزارے پل — آج تک میرے کام آتے رہے
سینے میں چھپائے ہوئے طوفان ہزاروں — خاموش ہوں اک گہرے سمندر کی طرح میں
مری عافیت پوچھنے آگئے — وہ جینے کی امید کم دیکھ کر
چھتوں کے سائے کی ٹھنڈک انہیں رجھا نہ سکی — ہمیں جنوں ہے کہ صحرا کو گھر سمجھتے ہیں

اور اس طرح کے اچھے شعر جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔ چھپائی صاف ستھری اور خوبصورت ہے اور قیمت بھی نہایت معقول ہے۔!! ▶▶

شب چراغ شاعر: ضرر وصفی صفحات: ۱۱۲ قیمت: -/۴۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی، ممبئی، علی گڑھ

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

شب چراغ ضرر وصفی کا مجموعہ کلام ہے جس میں شامل غزلیں ضرر کے تلخ تجربات کی رہین ہیں۔ ان غزلوں میں کرب کی اتھاہ گہرائیوں میں شاعر برہنہ نظر آتا ہے یہ وہ جذبات ہیں جن کی تربیت اگر سلیقے سے کی گئی تو شاعر کی آواز نمائندہ اور منفرد ہو سکتی ہے۔ شاعر خود کہتا بھی ہے۔

قلم ہمارے ہاتھ میں وصفی — بنجر کھیت میں ہل جیسا ہے

اور یہ بنجر کھیت شاداب نہیں ہو پاتا۔ اس مجموعے میں شامل بعض غزلیں نہایت عمدہ بھی ہیں مثلاً۔

مجھ سے واقف ہے کوئی نہ میں کسی سے آشنا — اجنبی کی طرح تنہا شہر کے میلے میں ہوں
زرد مرجھائے ہوئے چہرے بھی — مسکراتے ہیں سر شام لکھو

لیکن یہ اشعار اور اچھے ہو سکتے تھے اگر ان کے لہجے میں غزل کی سی ہمواری ہوتی۔ اس مجموعے کا حاصل اس میں شامل قطعات ہیں مثلاً۔

در بدر آوارگی سے باز آنا چاہئے — آدمی ہو یا پرندہ اک ٹھکانہ چاہئے

لوگ قبروں پر لگا دیتے ہیں کتبہ نام کا — گھر پہ اپنے نام کی تختی لگانا چاہئے

اور شاعر کے مزاج کو قطعہ کے فن سے مناسبت بھی ہے۔ شب چراغ مجموعی طور پر ایک کامیاب مجموعہ ہے جس کی پذیرائی متوقع ہے۔ ▶▶

چراغ نوا شاعر: رئیس نعمانی صفحات: ۶۴ قیمت: ۳۰/روپے

ملنے کا پتہ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

'چراغ نوا' دراصل رئیس نعمانی کا مجموعہ نعت ہے۔ رئیس نعمانی جن کا منصب میرے خیال میں شاعری نہیں، حضرت محمد ﷺ کی مداحی ہے۔ یہ مداحی اگر اظہار پر قدرت حاصل ہو شاعری بھی ہو سکتی ہے۔ وگرنہ شعر چیزے دگر است! اور یوں بھی جو لوگ نعتیہ کلام کو توشہ آخرت سمجھتے ہیں اور معیار فن پر توجہ نہیں دیتے۔ ان کا تبصرہ (بالفاظ دیگر شہرت) کے پیچھے بھاگنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بہر حال یہ نعتیہ مجموعہ ہے جو نعت خوانوں کے لیے اہم ہو سکتا ہے۔ ادبی چاشنی عنقا ہے۔ اقبال کہتے ہیں۔

مدیر "مخزن" سے کوئی اقبال جا کے میرا پیام کہہ دے — جو کام کچھ کر رہی ہیں قومیں، انہیں مذاق سخن نہیں ہے

اور اسی لیے میرے خیال میں اقبال کا "منصب شاعری ہے اصلاح ملک و ملت نہیں۔" واقعہ یہ ہے کہ اقبال اور غالب دونوں اعتراضات سے گھبراتے تھے اور اسی لیے اقبال نے مری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ اور وہ حرف تمنا سمجھ جس کو کہہ نہ سکیں رو برو جیسے حربے اختیار کیے۔ ورنہ فنی نکات پر ان کی نظر ہمیشہ رہی اور انہوں نے انہیں برتنے کی حتی المقدور کوشش بھی کی۔ تو نعت کا اصلاحی ہونا اور بات ہے اور فنی ہونا اور اصلاح بھی کیا ہو سکتی ہے یا کیا ہو رہی ہے یہ معلوم؟ جس نے نعتیہ مجموعے کے دیباچے میں اپنے لیے غلامان مصطفیٰ کا لفظ استعمال کیا اس سے خود تو نمائش کا چسکا نہ گیا یعنی اس کی ذات خود اصلاح طلب ہے اور کائنات کی اصلاح؟ بہر حال یہ نعتیہ مجموعہ نعت خوانوں کے لیے توشہ آخرت بن سکتا ہے۔ جس کا آغاز حمد سے ہوا ہے پھر حدیث غم، کاش، ایمان کا تقاضا، مایہ صد فخر، دنیا و دین، روشنی، اور باب اثر وغیرہ، عنوانات کے تحت شاعر نے رسول خدا ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے جو عام فہم اور لائق تعظیم ہے۔ ▶▶

مرزا غالب، کالی داس گپتا رضا اور سنجے گوڑبولے مصنف: نذیر فتح پوری صفحات: ۳۱

قیمت ۲۰/روپے، ناشر: اسباق پبلی کیشنز، پونہ

تبصرہ: جاوید دربھنگوی

یہ کتابچہ سنجے گوڑبولے کی مراٹھی کتاب 'غالب' کے رسم اجرا کی روداد ہے۔ سنجے گوڑبولے نے کالی داس گپتا رضا کی کتاب کا مراٹھی میں ترجمہ کیا ہے اس طرح مراٹھی عوام کے لیے تفہیم غالب کی راہ آسان ہو گئی۔ اس کتاب میں غالب کے ۲۵۱ اشعار کی تشریح کی گئی ہے جو بلاشبہ ایک اہم کام ہے۔ اس اہم کام سے اردو والوں کو روشناس کرانے کے لیے نذیر فتح پوری نے یہ کتابچہ شائع کیا جس میں غالب کا تعارف ہے جس کی چنداں ضرورت نہ تھی اور تعارف بھی ناقص ہے۔ کالی داس گپتا رضا کی مدح ہے جو تنقیدی یکسر نہیں ایک عامیانہ مداحی ہے۔ جس کے لیے ممدوح کے مطالعہ تک کی ضرورت نہیں۔ رسمی کلمات میں اور بس اور پھر سنجے گوڑبولے کا جانسب نامہ اور ان کے کام کا سرسری سا احاطہ اور

قیمت بھی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اگر نذیر فتح پوری محنت اور غور و فکر سے کام لیتے تو یہ کتاب بے احد اہم ہوتی۔

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔ ◀◀

فلم رائٹر کیسے بنیں مصنف: ایس خان صفحات: ۱۲۴ قیمت: -/۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: شاداب پبلی کیشنز، 202,15/A الرحمہ، ملت نگر، اندھیری (W) ممبئی 400053

تبصرہ : عارف اقبال

ہندوستان کی فلم انڈسٹری کی کامیابی کا راز جہاں اداکار اور اداکارہ کی سحر انگیز اداکاری رہی ہے وہیں فلم اسکرپٹ نے بھی فلم کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔

کتاب کے مصنف مسٹر ایس خاں فلمی دنیا کے معروف اسکرپٹ رائٹر ہیں۔ ان کی بہت سی فلمیں ہٹ ہوئیں اور ان کو "بیسٹ اسکرین پلے" کے تین ایوارڈ بھی مل چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں فلم رائٹر سے ڈائرکٹر تک بننے کے "نایاب" نسخے بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر کوئی فلم رائٹر بنے یا نہ بنے لیکن اس کے مطالعہ سے ایک عام قاری فلم انڈسٹری کی اوچھی اور سطحی تکنیک سے واقفیت ضرور حاصل کر سکے گا۔ بہر حال اس کتاب میں بہت کچھ ہے۔ مسٹر ایس خان نے فلم انڈسٹری کی "صحیح صور تحال" سے واقف کرا کر اردو حلقہ پر احسان کیا ہے۔ کتاب کا گیٹ اَپ اچھا ہے۔ کتاب کے آخر میں فلم سازوں، ہدایت کاروں، رائٹروں، نغمہ نگاروں اور میوزک ڈائرکٹروں کے مکمل پتے بھی دیئے گئے ہیں۔ ◀◀

△●△

پاکستان سے دو نئے رسائل

شاہکار میگزین لاہور

شاہکار تحریروں کا انتخاب

انسائکلوپیڈیا

تاریخ و تہذیب اور اسلامی ثقافت

مدیر

سید قاسم محمود

صفحات: 68 قیمت: =/50

زر سالانہ =/500

رابطہ: شاہکار بک فاؤنڈیشن

میاں چیمبرز، 3 ٹمپل روڈ، لاہور 54000

فون: 6362081

اسلامی افکار کا ترجمان، علمی دینی اور ادبی جریدہ

ماہنامہ **تعمیر افکار** کراچی

جون ۲۰۰۰ء سے پابندی سے شائع ہو رہا ہے

مدیر

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

صفحات: 80 قیمت: =/15

زر سالانہ =/200

رابطہ: F-33/1، بلاک ایف نارتھ ناظم آباد

کراچی 74700

موضوعاتی فہرست

سہ ماہی مجلّہ اقبالیات، لاہور

اپریل ۱۹۶۰ تا جولائی ۱۹۹۴ء (چھٹی قسط)

مرتبہ: اختر النساء

اقبال اکادمی، پاکستان لاہور

سہ ماہی مجلہ "اقبالیات" (اقبال ریویو، اردو) کا اجراء اپریل ۱۹۶۰ء میں ہوا۔ اس میں علامہ اقبال کی زندگی، شاعری اور حکمت پر مشتمل پہلو مثلاً سیاسیات، اخلاقیات، تعلیم، تاریخ، معاشیات، فلسفہ، عمرانیات، نفسیات، ادب، فن، تقابل مذاہب اور اسلامیات پر اقبال کے افکار کی تشریح و توضیح پر مبنی موضوعات کے متعلق تحقیقی مقالات شائع کئے جاتے رہے ہیں۔ "اقبالیات" سے دلچسپی رکھنے والے محققین اور اہل علم کے لیے ذیل میں اس مجلہ کا موضوعاتی اشاریہ شاریہ شائع کیا جا رہا ہے۔ چونکہ اشاریہ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۹۴ء تک کے شماروں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اسے قسطوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اشاریہ کی چھٹی قسط پیش خدمت ہے۔

مشاہیر: مشرقی

مقالہ نگار	عنوان	جلد: شمارہ	ماہ	صفحات
آغا یمین، ڈاکٹر	مزدور، اقبال، لینن، کارل مارکس اور سعدی	۱۸:۲_۳	جولائی_اکتوبر ۱۹۷۷ء	۱۶۵_۱۷۲
اختر راہی، پروفیسر	خوشحال خان خٹک اور اقبال	۱۸:۲_۳	جولائی_اکتوبر ۱۹۷۷ء	۱۷۳_۱۸۰
	علامہ اقبال اور مولوی الف دین نفیس	۳۱:۲_۴	جولائی ۱۹۹۰ء، جنوری ۱۹۹۱	۲۵۹_۲۷۰
افضل حق قریشی	اقبال اور عبدالمجید قریشی	۴:۲۴	جنوری ۱۹۸۴ء	۲۴۵_۲۶۵
اکبر رحمانی، پروفیسر	اقبال اور لمعہ حیدر آبادی	۴:۲۸	جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء	۱۵۳_۱۷۰
اکرم شاہ، ڈاکٹر سید	ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی۔ مبلغ اقبال	۳۱:۲_۴	جولائی ۱۹۹۰ء جنوری ۱۹۹۱	۲۷۱_۲۷۶
انور سدید، ڈاکٹر	مولانا صلاح الدین احمد اور اقبالیات	۴:۲۸	جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء	۱۳۷ تا ۱۵۱
بشیر احمد ڈار	سید علی ہمدانی اور اقبال: مسئلہ شر اور معرکہ روح و بدن	۲:۱۲	جولائی ۱۹۷۱ء	۳۵_۴۷
	سید علی ہمدانی اور اقبال: مسئلہ شر اور معرکہ روح و بدن	۴:۱۲	جنوری ۱۹۷۲ء	۱۳_۴۶

حبیب کیفوی	کشمیر کی ایک اقبال شناس شخصیت	۳_۲:۱۸	جولائی۔اکتوبر ۱۹۷۷ء	۱۹۲_۱۸۱
حسن اختر ملک، ڈاکٹر	اقبال اور ابن خلدون	۴:۲۴	جنوری ۱۹۸۴ء	۲۰۶_۱۸۹
	اقبال اور عزیز احمد	۲:۲۵	جولائی ۱۹۸۴ء	۴۷_۳۱
	اقبال اور شاہ ولی اللہ	۴:۲۸	جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء	۱۳۶_۱۰۱
رسول رسا، میاں	علامہ اقبال اور افغان	۴:۲۶	جنوری ۱۹۸۶ء	۶۷_۵۳
سلطان محمود حسین، ڈاکٹر سید	اقبال اور سید بشیر حیدر، ۲:۲۹	۲:۲۹	جولائی تا ستمبر ۱۹۸۸ء	۴۵_۳۹
شہیر نیازی	اقبال اور دیوتیما	۲:۱۵	جولائی ۱۹۷۴ء	۶۳_۶۱
صدیق جاوید	علامہ اقبال اور حضرت بلالؓ	۴:۲۳	جنوری ۱۹۸۳ء	۲۰۳_۱۸۹
گلزار احمد	صوفی تبسم اور اقبال شناسی	۴:۱۹	جنوری ۱۹۷۹ء	۷۰_۵۵
عبدالحمید یزدانی، ڈاکٹر	اقبال اور مسعود سعد سلمان	۴:۲۶	جنوری ۱۹۸۶ء	۵۱_۱۷
عبدالقوی دسنوی، پروفیسر	اقبال اور ابوالکلام آزاد	۴_۲:۳۰	جولائی ۱۹۸۹، جنوری ۱۹۹۰ء	۱۰۲_۸۳
عبدالکافی ادیب	علامہ اقبال کے احباب	۴:۲۸	جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء	۲۰۶_۱۹۱
عبدالواحد معینی، سید	اقبال اور بعض دوسرے شعراء	۴:۴	جنوری ۱۹۶۴ء	۵۵_۲۶
علیم صدیقی، پروفیسر	اقبال اور براؤننگ	۴:۱۷	جنوری ۱۹۷۷ء	۳۰_۱۹
	اقبال اور حسرت	۴:۱۹	جنوری ۱۹۷۹ء	۵۴_۳۷
	اقبال اور ورڈزورتھ	۲:۲۱	جنوری ۱۹۸۰ء	۹۴_۷۵
عمر فاروق، ایس۔ایم	محمود شبستری اور علامہ اقبال	۴_۲:۳۰	جولائی ۱۹۸۹ء، جنوری ۱۹۹۰ء	۴۴_۱۵
عنایت اللہ گنڈہ پور	اقبال سے عطا تک	۲:۲۹	جولائی۔ستمبر ۱۹۸۸ء	۳۷_۳۳
کلیم اختر	علامہ اقبال، میاں امیر الدین اور سیاسیات کشمیر	۴_۲:۳۱	جولائی ۱۹۹۰ء جنوری ۱۹۹۱ء	۲۵۸_۲۴۷
محمد اجمل نیازی	اقبال۔روابط فوق کے حوالے سے	۲:۲۹	جولائی۔ستمبر ۱۹۸۸ء	۲۲_۷
محمد اختر چیمہ، پروفیسر ڈاکٹر	عراقی اور اقبال	۲:۳۴	جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء	۵۳_۳۹
محمد حنیف شاہد	اقبال اور سوامی رام تیرتھ	۴:۳۴	جنوری تا مارچ ۱۹۹۴ء	۲۳_۱
	اقبال۔احسان دانش کی نظر میں	۴:۲۸	جنوری تا مارچ ۱۹۸۸ء	۱۹۰_۱۷۱
محمد ریاض، ڈاکٹر	اقبال اور شاہ ہمدان	۴:۹	جنوری ۱۹۶۹ء	۸۰_۶۸
	اقبال اور سعدی	۲_۱۱	جولائی ۱۹۷۰ء	۵۴_۲۵
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	۲:۱۲	جولائی ۱۹۷۱ء	۶۲_۴۸
	میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	۴:۱۲	جنوری ۱۹۷۲ء	۷۶_۴۷
	چوہدری محمد حسین مرحوم، اقبال دوست اور اقبال شناس	۴:۱۶	جنوری ۱۹۷۶ء	۳۷_۲۵
محمد عبداللہ قریشی	مولوی محبوب عالم اور اقبال	۴:۳	جنوری ۱۹۶۳ء	۴۱_۱
	علامہ اقبال اور خواجہ حسن نظامی	۴:۱۰	جنوری ۱۹۷۰ء	۲۳_۱

محمد مسعود احمد	علامہ اقبال اور حضرت مجدد الف ثانی	۴:۴	جنوری ۱۹۶۴ء	۱۳۲_۱۰۹
محمد معز الدین	مولانا محمد علی جوہر اور علامہ اقبال	۴:۱۹	جنوری ۱۹۷۹ء	۱۰_۱
مسلم ضیائی	اقبال اور مولوی احمد دین	۲:۸	جولائی ۱۹۶۷ء	۷۰_۲۳
محمد منیر سلیچ	اقبال کا ایک مکتوب الیہ	۲:۳۲	جولائی ۱۹۹۱ء	۱۴۸_۱۴۳
محمد نواز طائر	علامہ اقبال اور پشتون	۲:۲۲	جولائی ۱۹۸۱ء	۳۸_۳۱
محمد یوسف، ڈاکٹر سید	مکالمہ عقل و عشق: پیر انصار اور اقبال	۴:۱۳	جنوری ۱۹۷۳ء	۱۸_۸۶
مشفق خواجہ	اقبال اور مولوی احمد دین	۲:۸	جولائی ۱۹۶۷	۰_۲۳
نذیر قیصر	اقبال کے مذہبی افکار اور مولانا روم	۴:۲۳	جنوری ۱۹۸۳ء	۰_۲۹
نور محمد قادری، سید	اقبال کا ایک ہم عصر (منشی میراں بخش جلوہ سیالکوٹی)	۲:۲۵	جولائی ۱۹۸۴	۱_۴۹
وحید عشرت، ڈاکٹر	سید نذیر نیازی	۴_۲:۳۱	جولائی ۱۹۹۰، جنوری ۱۹۹۱ء	۱۲_۲۷۷
	فردوسی اور اقبال (چند نادر فکری مماثلتیں)	۲:۳۲	جولائی ۱۹۹۱ء	۶_۱۰۹
وفا راشدی	اقبال اور وحشت	۲:۲۴	جولائی ۱۹۸۳ء	۷_۳۵
یوسف سلیم چشتی، پروفیسر	علامہ اقبال اور ٹیپو سلطان شہید	۴:۳	جنوری ۱۹۶۳ء	۰_۳۳
	ڈاکٹر رادھا کرشنن اور علامہ اقبالؒ کے بعض فلسفیانہ اور مذہبی افکار میں مماثلت	۲:۱۶	جولائی ۱۹۷۵ء	۲_۱
	ڈاکٹر رادھا کرشنن اور علامہ اقبال	۲:۲۷	جولائی ۱۹۸۶ء	۱۴_۷

مشاہیر / مغربی

آغا یمین، ڈاکٹر	مزدور، اقبال، لینن، کارل مارکس اور سعدی	۳_۲:۱۸	جنوری۔اکتوبر ۱۹۷۷ء	۱۷۲_۱۶۵
جگن ناتھ آزاد	اقبال مغربی خاور شناسوں کی نظر میں	۲:۲۲	جولائی ۱۹۸۱ء	۸۴_۶۷
شفیقہ اختر	اقبال، وائٹلڈ اور فلسفہ وجودیت	۲:۳۵	جولائی، ستمبر ۱۹۹۴ء	۶۵_۵۳
علیم صدیقی	اقبال اور براؤننگ	۴:۱۷	جنوری ۱۹۷۷ء	۳۰_۱۹
	اقبال اور ورڈزورتھ	۲:۲۱	جولائی ۱۹۸۰ء	۹۵_۷۵
محمد امین الاسلام	اقبال اور چند مغربی فلاسفہ	۴:۳	جنوری ۱۹۶۳ء	۹۵_۸۴
وزیر آغا، ڈاکٹر	اقبال اور شپنگلر	۴:۲۳	جنوری ۱۹۸۳ء	۸۰_۷۱
افتخار حسین شاہ، پروفیسر سید	ایمرسن اور اقبال	۴:۲۹	جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء	۳۳_۵

پتہ : اقبال اکیڈمی پاکستان، سکنڈ فلور، ایوان اقبال، اکیڈمی بلاک، خیابان اقبال، لاہور

□☆□

IT ٹکنالوجی سے مربوط رکھنے والا اردو میں نیا رسالہ
ماہنامہ "نئی شناخت" مدیرہ: شبانہ صبا قیمت: =/10
رابطہ: نئی شناخت، نیتن بھون، آیا نگر، (یحییٰ نگر) نئی دہلی۔ 110047

موضوعاتی فہرست

اشاریہ ماہنامہ تدبر، لاہور

جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء (شمارہ ۶۱ تا ۷۰)

جاری کردہ: مولانا امین احسن اصلاحی
مدیر: خالد مسعود صفحات: ۶۴ قیمت: -/۲۰ روپے
پتہ: رحمن اسٹریٹ، مسلم کالونی، سمن آباد، لاہور

موضوع	مضمون نگار	شمارہ
قرآنیات		
نظم قرآن کا علم کیوں ضروری ہے؟	حمید الدین فراہیؒ	۶۵
کیا پل صراط پر سے مومنین کو گزرنا ہوگا؟	خالد مسعود	۶۳
اجمال کے بعد تفصیل (اسلوب قرآن)	خالد مسعود	۷۰
تفسیر تدبر قرآن کی امتیازی خصوصیات	خلیل الرحمٰن چشتی	۶۲
تدبر حدیث		
درس صحیح بخاری: کتاب البیوع	امین احسن اصلاحی / سید اسحاق علی	۶۱ تا ۷۰
درس موطا امام مالکؒ: کتاب الجامع کی روایات	امین احسن اصلاحی / سعید احمد	۶۱ تا ۶۹
کتاب الصیام (رویت ہلال کا مسئلہ)	امین احسن اصلاحی / احسان الحق	۷۰
سیرت النبیؐ		
نصاریٰ کے ساتھ جنگیں	خالد مسعود	۶۲
یہود مدینہ کو دعوت اسلام	خالد مسعود	۶۴
آں حضرتؐ کے خلاف یہود کی ریشہ دوانیاں	خالد مسعود	۶۵، ۶۶
مکی اور مدنی دور میں منافقین کا کردار	خالد مسعود	۶۹، ۷۰
حکمت قرآن		
نظریۂ ارتقاء	محبوب سبحانی	۶۲، ۶۳
قیامت کی ضرورت	محبوب سبحانی	۶۴ تا ۶۸
قیامت کے بارے میں اشکالات	محبوب سبحانی	۶۹، ۷۰
تخلیق آدم اور اس کا مقصد	خالد مسعود	۶۸

موضوع	مضمون نگار	شمارہ
مولانا امین احسن اصلاحیؒ		
مولانا امین احسن اصلاحی کی علمی خدمت	خالد مسعود	۶۷
صاحب طرز ادیب	محبوب سبحانی	۶۸
مولانا اصلاحی کا ادبی اسلوب	اختر حسین عزمی	۶۹
مولانا اصلاحی کی تحریر کے ادبی محاسن	عبدالرحیم	۶۹
تصانیف مولانا اصلاحیؒ	عبدالخالق فاروقی	۶۳ تا ۶۵
ایک یادگار سفر	خالد مسعود	۶۳
نالۂ فراق	ضیاء الرحمٰن اعظمی	۶۳
مکاتیب اصلاحی		
تفسیر تدبر قرآن، استفسارات	امین احسن اصلاحیؒ	۶۱
علمی و تعلیمی مشاغل، تزکیہ نفس	امین احسن اصلاحیؒ	۶۱
جماعت اسلامی، ڈاکٹر اسرار احمد	امین احسن اصلاحیؒ	۶۱
علالت، دیہی زندگی	امین احسن اصلاحیؒ	۶۱
اصلاحی برادری	امین احسن اصلاحیؒ	۶۱، ۶۲، ۶۳
متفرق	امین احسن اصلاحیؒ	۶۱
مکاتیب اصلاحی نمبر	خالد مسعود	۶۱
سیاسیات		
آئین میں پندرہویں ترمیم کا بل	خالد مسعود	۶۲
معاشرتی نظام کو بگاڑنے کی بین الاقوامی تحریک	خالد مسعود	۶۸
تفہیم دین		
دور حاضر میں تفہیم دین کا صحیح طریقہ	خالد مسعود	۶۸
تبصرہ کتب		
اسلامی قانون کی ترویج و تنفیذ عہد فیروز شاہی کے ہندوستان میں		۶۴
اسلام کا تصور جرم و سزا		۶۴
یاساری الجبل		۶۶
تفسیر قرآن کے اصول		۶۸
دجال۔ جلد اول / تزکیہ نفس / دو روشن ستارے		۶۹
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ		۶۹
مشکوٰۃ المصابیح		۶۹

□☆□

موضوعاتی فہرست

سہ ماہی بحث و نظر، نئی دہلی

جلد: ۱۱ تا ۱۳ شمارہ: ۴۱ تا ۴۸ (اپریل ۱۹۹۸ء تا مارچ ۲۰۰۰ء)

مدیر : مولانا مجاهد الاسلام قاسمی نائب مدیر : انیس الرحمن قاسمی

صفحات : ۱۱۲ سالانہ زر تعاون : ۱۰۰/- روپے

پتہ : F-161، جوگابائی، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

عنوان	مضمون نگار	شمارہ	صفحات
اصولی مباحث			
آزادانہ قانون سازی کی اسلامی روایت اور امام ابوحنیفہ کا نمونہ عمل	پروفیسر محمد طفیل ہاشمی	۴۱-۴۷	۵
جدید مسائل کے حل کا طریقہ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۴۱-۴۷	۲۲
عرف وعادت کی شرعی حیثیت	مولانا عزیز اختر القاسمی	۴۱-۴۷	۳۶
اختلاف فقہاء	شیخ محمد مختار السلام	۴۸	۶
فقہی مباحث			
قسطوں پر خرید و فروخت	مولانا زبیر احمد قاسمی	۴۱-۴۷	۵۴
ذبح فقہ اسلامی کی روشنی میں	مفتی انور علی اعظمی	۴۱-۴۷	۶۲
بیماری سے متعلق احکام و مسائل	مفتی نسیم احمد قاسمی	۴۱-۴۷	۷۲
طلاق سکران	شیخ الصدیق محمد الامین الضریر	۴۸	۲۰
دعوتی و تبلیغی مقاصد کے لیے الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کا استعمال	مولانا راشد حسین ندوی	۴۸	۳۷
علمی مباحث			
نص اور مصلحت کے درمیان توافق و تعارض کا مسئلہ	شیخ احمد ریسونی مراکشی	۴۱-۴۷	۱۰۰
عقل اور وحی کا باہمی رشتہ	ڈاکٹر عثمان قرہ دنیز	۴۱-۴۷	۱۲۳
فقہ اسلامی میں بدلتے رجحانات	مفتی محمد فہیم اختر ندوی	۴۱-۴۷	۱۳۳

فقہ اسلامی			
اسلام میں اجتماعی اور سیاسی فکر کا ارتقاء ایک بحث	پروفیسر محمد احمد امزیان	۴۱-۴۷	۱۴۹
اکیسویں صدی کا ہندوستان	ڈاکٹر سعود عالم قاسمی	۴۱-۴۷	۱۶۸
اہم فقہی فیصلے			
فقہی کانفرنس شمالی امریکہ کے فیصلے	مفتی محمد فہیم اختر ندوی	۴۸	۵۲
بارہویں فقہی سیمینار کے فیصلے	مولانا محمد رضوان القاسمی	۴۸	۶۱
شخصیات			
علامہ سید سلیمان ندویؒ کی فقہی بصیرت	مفتی نسیم احمد قاسمی	۴۱-۴۷	۱۹۴
امام ابوالولید سلیمان بن خلف باجی	مولانا عتیق احمد قاسمی	۴۸	۸۰
فتاویٰ			
فدیۂ نماز، سود کا مصرف	مفتی محمد فہیم اختر ندوی	۴۱-۴۷	۲۱۰
انعقاد نکاح کا مسئلہ	مفتی محمد فہیم اختر ندوی	۴۱-۴۷	۲۱۲
☆ لڑکی کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی	۴۸	۸۹
☆ پراویڈنٹ فنڈ کا حکم	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی	۴۸	۹۰
☆ تلک و جہیز لینا حرام ہے	مفتی محمد جنید عالم ندوی	۴۸	۹۲
☆ حج سے متعلق چند ضروری مسائل	مفتی محمد جنید عالم ندوی	۴۸	۹۴
☆ قریہ کبیرہ میں جمعہ وعیدین کا قیام	مفتی محمد جنید عالم ندوی	۴۸	۹۷
قضایا			
حالت جنون کی طلاق معتبر نہیں	قاضی جسیم الدین رحمانی	۴۸	۱۰۲
حرمت مصاہرت کا مسئلہ	قاضی مجاہد الاسلام قاسمی	۴۸	۱۱۲

□☆□

نوٹ: سہ ماہی "بحث و نظر" پھلواری شریف (پٹنہ) سے شائع کیا جارہا تھا۔ لیکن شمارہ نمبر ۳۹-۴۰ سے دہلی سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ لہٰذا سہ ماہی "بحث نظر" دہلی کے تین شمارے جو شمارہ نمبر ۳۹ سے ۴۸ پر مشتمل ہیں، پہلا شمارہ ۳۹-۴۰ اور دوسرا شمارہ ۴۱ تا ۴۷ اور تیسرا شمارہ ۴۸ ہے۔ ادارہ بحث و نظر نے پٹنہ اور دہلی کے شماروں میں تسلسل باقی رکھنے کے لیے نئے اور پرانے ایک ساتھ دونوں جلد نمبرات اور شمارہ نمبرات تصحیح کے بعد نئے سرے سے دیئے ہیں، اس طرح شمارہ نمبر ۳۷ تا ۴۰ کا جلد نمبر ایک ہے۔ اور شمارہ نمبر ۴۱ تا ۴۴ کا جلد نمبر ۲ ہے، اور شمارہ نمبر ۴۵ سے ۴۸ تک کا جلد نمبر ۳ شمار کیا جائے۔

فہرست پی ایچ۔ڈی

جواہر لال نہرو یونیورسٹی، شعبہ اردو، نئی دہلی

۱۹۷۵ تا ۱۹۸۹ء

مرتب: جاوید دربھنگوی

موضوع	اسکالر	نگراں	سال
تقسیم ہند کے اثرات اردو افسانے پر	غلام جیلانی	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۷۵ء
کشمیر میں اردو ادب ایک تاریخی و تنقیدی جائزہ	محمد شفیع بھٹ	پروفیسر محمد حسن	۱۹۷۵ء
عہد میر کے پانچ تذکرے (جدید ترتیب)	انیس احمد اصلاحی	ڈاکٹر اسلم پرویز	۱۹۷۵ء
ذرائع ترسیل عامہ کے اردو ادب پر اثرات	محمد رضوان الحق	محمد حسن	۱۹۷۵ء
انیسویں صدی کی غزل کے میلانات	عابد اختر	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۷۵ء
مارکسزم کے اثرات انفرادی او سماجی زندگی پر ناول کی روشنی میں	اقبال مسعود	محمد حسن	۱۹۷۵ء
اردو افسانے کے محرکات موضوعات اور تکنیک کا تنقیدی مطالعہ (۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۰ء)	سید الابرار	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۷۶ء
غزلیات میر کا اسلوبیاتی تجزیہ	شاہد پرویز	ڈاکٹر نصیر احمد خاں	۱۹۷۶ء
اندر سبھا کی روایت	محمد شاہد حسین	محمد حسن	۱۹۷۶ء
برطانوی مستشرقین اور اردو تاریخ نویسی	علی جاوید	محمد حسن	۱۹۷۷ء
ہندوپاک کے افسانوی ادب میں عورت کا تصور: ایک تقابلی مطالعہ	ریحانہ قمر انصاری	نصیر احمد خاں	۱۹۷۷ء
آزادی کے بعد پاکستان میں اردو افسانے کا ارتقاء	فرحت العین رضوی	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۷۷ء
اردو طباعت کی تاریخ (مسائل اور حل)	عتیق الرحمٰن	محمد حسن	۱۹۷۷ء
اردو اور ہندی تنقیدی تصورات کا تقابلی مطالعہ	نور محمد	محمد حسن	۱۹۷۷ء
ہندی اور اردو کی رومانی شاعری میں علامت: ایک مطالعہ	سرور احمد	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۷۷ء
اردو بنگالی افسانے پر تقسیم ہند کے اثرات	فہیم محمد جان	محمد حسن	۱۹۷۷ء
[illegible] تنقید کے بنیادی تصورات، تجزیاتی مطالعہ	غلام محمد حاجی	محمد حسن	۱۹۷۸ء

خطوط غالب کا سماجیاتی مطالعہ	نواب علی وارثی	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۷۸ء
۱۹۶۰ء کے بعد غزل کے موضوعات کا سماجیاتی تجزیہ	صغیر احمد خاں	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۹ء
پریم چند کے اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ ـــــ بازار حسن گوشہ عافیت اور گئودان کے حوالے سے	احمد حسین انصاری	نصیر احمد خاں	۱۹۷۹ء
نظیر اکبر آبادی کے فکر وفن کا تنقیدی جائزہ	محمد سلیمان	محمد حسن	۱۹۸۰ء
اردو شاعری پر فلمی اثرات	وارث احمد خاں	محمد حسن	۱۹۸۰ء
اڑیسہ میں اردو کا فروغ	حفیظ اللہ نیولپوری	محمد حسن	۱۹۸۰ء
اردو میں تنقیدی تصورات ایک تجزیہ	محبوب عالم	محمد حسن	۱۹۸۱ء
کرشن چندر کے ناولوں کی تہذیبی فضا	خورشید احمد	ڈاکٹر اسلم پرویز	۱۹۸۱ء
افسانوی ادب کی تنقید: ایک تجزیہ	نجیب اختر	محمد حسن	۱۹۸۱ء
ہندوپاک کے اردو ناول کا تقابلی مطالعہ (۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۰ء تک)	ایس ایم انوار عالم	محمد حسن	۱۹۸۲ء
قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں تاریخی شعور	خورشید انور	ڈاکٹر اسلم پرویز	۱۹۸۲ء
ڈرامے کی سماجیات	ابو اللیث	نصیر احمد خاں	۱۹۸۴ء
فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی و ساختیاتی مطالعہ	شریف احمد قریشی	نصیر احمد خاں	۱۹۸۴ء
کلیم الدین احمد کی تنقید کا تنقیدی مطالعہ	ابرار حسین رحمانی	ڈاکٹر اسلم پرویز	۱۹۸۴ء
اردو ادب علی گڑھ تحریک کے زیر اثر: ایک سیاسی و سماجی مطالعہ	مظہر حسین	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۴ء
جوش ملیح آبادی کی شاعری کا تنقیدی تجزیہ	عقیل احمد	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۴ء
ادبی تاریخ نویسی کا تنقیدی مطالعہ	محمد اظہر	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۵ء
عصمت چغتائی کا فکری وفنی ارتقاء	محمد توحید خاں	ڈاکٹر محمد اسلم پرویز	۱۹۸۵ء
اردو و ہندی کے طنزیہ و مزاحیہ مضامین میں تقابلی مطالعہ (آزادی کے بعد)	محمد شہباز انصاری	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۵ء
اردو کی انقلابی شاعری	لقاء الرحمٰن	ڈاکٹر اے ایم خان	۱۹۸۵ء
ذرائع ابلاغ و ترسیل کی زبان اردو	کمال احمد صدیقی	محمد حسن	۱۹۸۵ء
اردو کے تاریخی ناولوں کا تنقیدی مطالعہ	شکیل اختر	ڈاکٹر نصیر احمد خاں	۱۹۸۶ء
تقسیم ہند کے اردو ہندی ناولوں کا تقابلی مطالعہ	عزیز الرحمٰن	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۶ء
کلیات محمد حسین آزاد کا تنقیدی مطالعہ	محمد خالد علی	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۶ء
غالب کے اردو خطوط کا اسلوبیاتی مطالعہ	عبد المنان خاں	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۶ء
انیسویں صدی کے اردو ناولوں کا تنقیدی مطالعہ	ندیم احمد کاظمی	ڈاکٹر نصیر احمد خاں	۱۹۸۷ء
عورت کی سماجی و تہذیبی معنویت انیسویں صدی کے مسلم معاشرہ میں (نذیر احمد کے ناول کی روشنی میں)	رضوانہ	ڈاکٹر اے ایم خاں	۱۹۸۷ء
قرۃ العین حیدر کے افسانوں کا تنقیدی مطالعہ	محمد جمیل اختر	ڈاکٹر نصیر احمد خاں	۱۹۸۷ء
منٹو، کرشن چندر اور بیدی کے افسانوں کا تقابلی مطالعہ	فیضان احمد	ڈاکٹر نصیر احمد خاں	۱۹۸۷ء

فرہنگ کلیات سودا	مجاہد الاسلام	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۷ء
آزاد ہندوستان میں اردو: سیاسی و سماجی مطالعہ	محمد اظہر	اسلم پرویز	۱۹۸۸ء
اٹھارہویں صدی کی غزلوں کی فرہنگ (میر و سودا کے علاوہ)	نذرار شاد	نصیر احمد خاں	۱۹۸۸ء
اردو ادبی رسالوں کا آزاد کردار: ایک تنقیدی مطالعہ (دہلی کے)	شعیب رضا خاں	نصیر احمد خاں	۱۹۸۸ء
سیاسی موضوعات پر مبنی اردو ناولوں کا تنقیدی مطالعہ (۴۷ء کے بعد)	محمد فاروق انصاری	ڈاکٹر اشفاق محمد خان	۱۹۸۸ء
پریم چند پر گاندھی کے اثرات	اختر جاوید	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۸ء
عہد سر سید میں نثر کے اسالیب	مولانا بخش انصاری	نصیر احمد خاں	۱۹۸۸ء
کرشن چندر کے ناولوں کا تنقیدی مطالعہ	عبد السلام صدیقی	اسلم پرویز	۱۹۸۸ء
راشد الخیری کے ناولوں کا تنقیدی مطالعہ	صفدر امام	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۸ء
فیض کی شاعری کا تنقیدی کا مطالعہ	عبد الحلیم	ڈاکٹر اشفاق محمد خان	۱۹۸۹ء
مغرب میں مہجری ادب کا مطالعہ	اشتیاق عالم	صدیق الرحمٰن قدوائی	۱۹۸۹ء
دہلی میں اردو ناول: تہذیبی اور لسانی جائزہ	محمد رحمت اللہ	اسلم پرویز	۱۹۸۹ء
اردو ادب پر غدر کے اثرات (۱۸۵۷ء تا ۱۹۰۰ء)	مظفر منصور	نصیر احمد خاں	۱۹۸۹ء
مرزا رسوا کے ناول کا تنقیدی مطالعہ	محمد شاکر	اسلم پرویز	۱۹۸۹ء
یورپی فکشن کے اثرات اردو افسانے اور ناول پر ۱۹۵۷ء تا ۱۹۴۷ء	شہناز شاہین	نصیر احمد خان	۱۹۸۹ء

پتہ: 259، تاپتی ہوسٹل، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دھلی 110067 (باقی آئندہ)

□☆□

لندن سے شائع ہونے والا مسلم امت کا بہترین انگریزی جریدہ

IMPACT

International

Monthly

Chief Editor: Ahmad Irfan

pp.60 (Fine Art Paper) Price: 3.50پونڈ (دیگر ممالک)

سالانہ زر تعاون: 38 پونڈ

Contact: News & Media Limited,

P.o. Box. 2493, Suite B,233 Seven Sisters Road,

LONDON N4 2BL U.K.

e.mail:editor@impactline.co.uk

شخصیات

بیگم شائستہ اکرام اللہ

☆ **از:** قطب الدین عزیز

پاکستان کی ایک معروف و ممتاز بزرگ خاتون بیگم شائستہ اکرام اللہ کا ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۰ء کو کراچی میں انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ۸۵ برس تھی۔ وہ تحریک پاکستان کی ایک فعال اور بے باک رکن، باوقار پالیمنٹرین، ڈپلومیٹ اور فری لانس صحافی تھیں۔ ان کی تدفین ان کے شوہر امبیسڈر محمد اکرام اللہ مرحوم کے پہلو میں، کراچی کے کلفٹن قبرستان میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ میں اردن کے شہزادہ حسن بن طلال بھی موجود تھے۔ شہزادہ حسن بن طلال ان کے داماد بھی ہیں جن سے ان کی ایک بیٹی ثروت کی شادی ہوئی۔ ان کے پسماندگان میں ایک بیٹا انعام اکرام اللہ اور تین شادی شدہ بیٹیاں شہزادی ثروت طلال، سلمہ رحمٰن سبحان اور ناز اشرف ہیں۔ ان کی بڑی بھانجی بیرسٹر شاہدہ جمیل جنرل پرویز مشرف کی حکومت میں وزیر قانون ہیں۔

بیگم شائستہ اکرام اللہ ان مسلم خواتین میں اول مقام رکھتی تھیں جنہوں نے سب سے پہلے لندن یونیورسٹی سے ۱۹۳۸ء ہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ان کی خود نوشت سوانح "From Purdah to Parliament" بے حد مقبول ہوئی۔ انگریزی دور حکومت میں خواتین کے حقوق اور ان کی معاشی و سیاسی برتری کے لیے جدوجہد کرنے والی وہ نڈر و بے باک خاتون سمجھی جاتی تھیں۔ بعد ازاں پاکستان میں بھی انہوں نے خواتین کے حقوق کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیا۔ پاکستان میں ۱۹۴۷ء کے بعد بیگم لیاقت علی خاں نے جب آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن (APWA) قائم کیا تو بیگم اکرام اللہ نے اس میں نمایاں حصہ لیا۔ انہوں نے ایسوسی ایشن آف پاکستانی یونیورسٹی ویمن کی صدر کی حیثیت سے خواتین کی تعلیمی اور سماجی بہتری کے لیے نمایاں کام کیا۔ وہ ایک ممتاز اور دلنشیں مقررہ بھی تھیں۔ ان کو مختلف مواقع پر بہت سی کانفرنسوں، سیمینار اور سمپوزیم میں خطاب کرنے کا موقع ملا تھا۔ وہ پروگریسو افکار و خیالات کی حامل خاتون تھیں۔ اپنی انہیں خوبیوں کی وجہ سے ۱۹۴۸ء میں جبکہ اقوام متحدہ کی طرف سے انسانی حقوق اعلانیہ کی تشکیل پیرس میں ہو رہی تھی تو ان کو پاکستان کی نمائندگی کا موقع ملا تھا۔

بیگم شائستہ اکرام اللہ کی پیدائش کلکتہ میں ۲۲ر جولائی ۱۹۱۵ء کو ایک معزز سہروردی خاندان میں ہوئی تھی۔ ان کے والد حسن سہروردی ایک معروف سرجن اور سیاست داں تھے جنہوں نے صوبہ بنگال کے مسلم کاز میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بیگم اکرام اللہ نے اپنی تعلیم کلکتہ میں مکمل کرنے کے بعد ۱۹۳۰ء کے اواخر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن چلی گئیں۔ بہت سے انگریز ان سے صرف اس وجہ سے بے حد متاثر ہوتے تھے کہ وہ ایک نرم خو اور شائستہ خاتون تھیں اور مسلم خواتین کے "روایتی پردے" کی قائل نہ تھیں۔

۱۹۳۳ء میں ان کی شادی ایک معروف گھرانے کے ایک ICS آفیسر محمد اکرام اللہ سے ہوئی۔ بنگالی مسلمانوں کی حالت زار سے ان کا دل بہت مضطرب رہتا تھا۔ لہٰذا ایام شباب ہی میں انہوں نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ جب قائد اعظم محمد علی جناح نے مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی تو وہ اس کے طلبہ ونگ "آل انڈیا مسلم اسٹوڈینٹس فیڈریشن" کی فعال کارکن رہیں۔ انہوں نے

مسلم خواتین کی بہتر اور ایک آزاد مسلم ریاست کی تشکیل کے لیے آواز اٹھائی۔ ان کے اس کام سے محمد علی جناح اور ان کی بہن فاطمہ جناح ان کی بے حد تعریف کرتے تھے۔ گرچہ ان کی سیاسی سرگرمیوں سے ان کے شوہر مسٹر اکرام اللہ کچھ پریشان بھی ہوئے لیکن ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے قیام کے بعد انہوں نے پاکستان کی خدمت کو ہی پسند کیا اور ان کو پاکستان کا پہلا خارجہ سکریٹری بنایا گیا۔ وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں نے اپنے دور حکومت میں ان پر پاکستان فارن سروس کو منظم کرنے کی ذمہ داری بھی ڈالی جسے انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

بیگم شائستہ اکرام اللہ کا شمار پاکستان کی پہلی کونسٹی چوئنٹ اسمبلی میں اہم اور نمایاں پارلیمنٹیرین میں ہوتا تھا۔ میری ان سے پہلی ملاقات اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس پیرس میں ہوئی تھی جبکہ وہ پاکستانی ڈیلی گیٹس کی نمائندگی کر رہی تھیں۔ میں نے ان کو ان کی تقریر پر اور پاکستان کی حمایت پر مبارکباد دی۔ جب میں نے دسمبر ۱۹۴۸ء میں "پاکستان ٹائمز" (لاہور) میں اپنے مضمون میں ان کا ذکر کیا تو وہ بہت خوش ہوئیں۔

بیگم اکرام اللہ اپنے شوہر کے لیے بڑی اہمیت کی حامل تھیں بالخصوص جبکہ ان کے شوہر کنیڈا، فرانس، پرتگال اور یو کے کے سفیر رہے۔ دوران لندن (۵۹-۱۹۵۵ء) وہاں کے ڈپلومیٹک حلقے میں وہ بے حد پسندیدہ جوڑے سمجھے جاتے تھے۔ وہیں ان کی بیٹی ثروت جنہوں نے لاء کی تعلیم حاصل کی تھی اور جب ان کی ملاقات اردن کے شہزادہ حسن بن طلال سے ہوئی تو پھر دونوں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے۔ اس شادی کے موقع پر بیگم و مسٹر اکرام اللہ کے علاوہ شہزادہ حسن کے بھائی کنگ حسین بھی موجود تھے۔

بیگم اکرام اللہ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۷ء تک مراقش کی سفیر بھی رہیں۔ جب مجھے ۱۹۸۴ء میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ مراقش کی OIC کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا تو مجھے معلوم ہوا کہ بیگم اکرام اللہ کو کنگ حسن اور ان کے شاہی خاندان والے بڑی عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ "مشرقی پاکستان" کے المیہ سے بیگم اکرام اللہ کو بے حد صدمہ ہوا تھا۔ اپنے گہرے صدمے کا اظہار انہوں نے ۱۹۷۳ء میں اس وقت کیا تھا جب کہ میں اپنی کتاب "Blood & Tears: مکمل کر رہا تھا۔ یہ کتاب ۱۹۷۱ء میں ہونے والے واقعات اور مشاہدات پر مبنی ہے۔ اب یہی مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش کے نام سے موسوم ہے۔

۱۹۷۱ء کے بعد بیگم اکرام اللہ نے اپنے کو تحریری کام کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اس دوران ان کے فکر انگیز مقالے "روزنامہ ڈان" میں چھپنے شروع ہوئے جنہیں لوگ دلچسپی سے پڑھتے تھے۔ ان کی دو کتابیں From Purdah to Parliament اور اپنے کزن ایچ ایس سہروردی کی سوانح بے حد مقبول ہوئیں۔ مسٹر ایچ ایس سہروردی ستمبر ۱۹۵۶ تا اکتوبر ۱۹۵۷ء پاکستان کے وزیر اعظم رہے تھے۔

بیگم اکرام اللہ گرچہ انگریزی زبان سیکھنے اور سکھانے کی پاکستان میں بڑی ہمت افزائی کرتی تھیں لیکن جب وہ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۸ء تک "اردو ڈکشنری بورڈ" کی نائب صدر رہیں تو اس دوران انہوں نے اردو زبان کی بھرپور وکالت کی اور پاکستان کی قومی زبان اردو بنائے جانے میں انہوں نے بے حد اہم کردار ادا کیا۔ □□

☆ قطب الدین عزیز ۱۹۷۹ء اور ۸۶-۱۹۸۰ء کے دوران پاکستان کے سفارت خانہ (لندن) میں پریس منسٹر رہ چکے ہیں۔

بشکریہ: Impact International London

(ترجمہ وتلخیص: عارف اقبال)

کتابوں کے مطالعے کا مزاج ھی سماج کو سنجیدہ اور ذمہ دار افراد فراہم کرتا ھے۔

وفیات
OBITUARIES

علامہ محمد صالح العثیمین

عالم اسلام کے ممتاز عالم دین سعودی عرب کے عظیم داعی و مفکر نسل جدید کے مربی علامہ شیخ محمد صالح العثیمین گزشتہ ۱۰؍جنوری ۲۰۰۱ء کو طویل علالت کے بعد ۷۴ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

علامہ محمد صالح العثیمین کا شمار دنیائے اسلام کی ان چند چنیدہ علمی شخصیات میں ہوتا ہے جو اپنی تبحر علمی، فہم و فراست علم کی گہرائی وگیرائی، تحقیق و تصنیف، تعلیم و تدریس اور دعوت و تبلیغ اور زہد و تقویٰ، پاکیزگی وطہارت میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے اور ساری زندگی تعلیم و تربیت اور اشاعت اسلام میں گزاری۔ جس کا فیضان پورے عالم میں پھیلا اور آج پوری دنیا میں ان کے شاگردوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔

موصوف سعودی عرب کے مشہور علاقہ نجد کے صوبہ القصیم میں ۱۳۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے وقت کے جلیل القدر اجلہ علماء سے تعلیم حاصل کی۔

وہ امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی ریاض کی القصیم شاخ کے شریعت کالج میں استاد تھے۔ مسند افتاء میں وہ فقیہ زماں سابق مفتی اعظم سعودی عرب علامہ شیخ عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کے ہم پلہ تھے اور ان کے فتاویٰ کو سند کا درجہ حاصل تھا۔

سرچشمہ علوم نبوت کے پیاسے نہ صرف جدید ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی نظام کے ذریعہ ان سے مستفید ہوئے بلکہ ان کے دروس میں حاضری اپنے لیے باعث فخر سمجھتے۔

تدریس کے ساتھ وہ بیسیوں کتابوں کے مؤلف و مصنف اور محقق تھے۔ ان کی متعدد تالیفات اور فتاویٰ عربی کے علاوہ متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

صوبہ القصیم کے شہر العنیزہ کی سب سے بڑی جامع مسجد کے وہ خطیب تھے۔ وہ سعودی عرب کی سپریم علماء کونسل کے رکن رکین تھے۔ چند سال قبل ان کی اسلامی خدمات کے اعتراف میں ان کو سب سے بڑا اسلامی اعزاز "شاہ فیصل عالمی ایوارڈ" سے نوازا گیا۔ وہ مسلک سلف کے ترجمان اور تحریک اہل حدیث کے علمبردار تھے۔

۱۱؍جنوری بروز جمعرات کو نماز عصر کے بعد بیت اللہ الحرام کے سایہ تلے المسجد الحرام میں لاکھوں سوگواران نے نماز جنازہ پڑھی، جس میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود ان کے ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز نائب وزیر اعظم شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز کے علاوہ ان کی کابینہ کے وزراء، شاہی خاندان کے افراد، حکومت کے اعلیٰ ذمہ داران، مسلم ممالک کے سفراء اور سعودی عرب کے دور دراز علاقوں اور قرب وجوار کے لوگوں نے شرکت کی۔ □

(بشکریہ: ہفت روزہ جریدہ 'ترجمان' دہلی)

ریاض الدین احمد

دینی تعلیمی کونسل کے نائب صدر اور معروف ماہر تعلیم جناب ریاض الدین احمد کا امریکہ میں انتقال ہو گیا جہاں وہ علاج کے لیے گئے تھے۔ ان کی عمر ۹۱ برس تھی۔

ریاض الدین احمد، مولانا علی میاں کے قریبی ساتھیوں میں تھے اور ان کا شمار دینی تعلیمی کونسل کے اساسی ارکان میں ہوتا تھا اور ایک طویل مدت تک اس کے سکریٹری بھی رہے تھے۔

وہ الٰہ آباد کے مجیدیہ اسلامی انٹر کالج کے پرنسپل تھے اور ۱۹۷۱ء میں ریٹائر ہوئے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے مسلم ملت کی تعلیمی بہبود کے لیے اپنے کو وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے مولانا علی میاں اور قاضی محمد عدیل عباسی (معروف سیاست داں اور ماہر تعلیم) کے شانہ بہ شانہ دینی

تعلیمی کونسل کی سرگرمیوں میں حصہ لیا تھا، جس نے مشرقی اتر پردیش میں عصری علوم سے مزین مدرسوں کا جال سا بچھادیا تھا۔

ان کی تعلیم مسلم بورڈنگ اسکول الہ آباد میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ ان کے اساتذہ میں غلام سیدین اور سر ضیاء الدین جیسی شخصیات تھیں۔ وہ علامہ اقبال کے مداحوں میں تھے اور مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰن کے ساتھ لاہور ان سے ملنے بھی گئے تھے۔ ان کی دعوت ہی پر ۱۹۳۰ میں علامہ اقبال الہ آباد تشریف لے گئے تھے۔

وہ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی بعض کتابیں طلبہ کے نصاب میں بھی داخل ہیں۔ □

(بشکریہ: انگریزی پندرہ روزہ ملی گزٹ، نئی دہلی)

منموہن تلخ

بزرگ شاعر و صحافی منموہن تلخ کا ۱۴ر فروری ۲۰۰۱ء کو گل مہر پارک میں واقع اپنی رہائش پر انتقال ہوگیا۔ وہ ۷۰ برس کے تھے۔ پسماندگان میں بیوی اور دو بیٹے ہیں۔

گزشتہ دسمبر سے وہ سخت بیمار چل رہے تھے۔ مہندر اسپتال اور آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں ان کا علاج چلا لیکن حالت بدستور بگڑتی چلی گئی۔ وہ ۹ر اکتوبر ۱۹۳۱ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری زندگی اردو کے گیسو سنوارنے اور صحافت انجام دینے میں گزار دی۔ وہ ۵۹-۱۹۵۸ء کے دوران "سریتا" کے سب ایڈیٹر رہے۔

روز نامہ پرتاپ میں ۱۹۶۰ سے ۱۹۷۴ء تک ملازمت کی۔ ۷۶-۱۹۷۵ء کے دوران وہ پندرہ روزہ 'پالکی' کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہے۔ انہوں نے روز نامہ قومی آواز میں ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک چیف سب ایڈیٹر کی حیثیت سے صحافتی خدمات انجام دیں۔ ان دنوں تلخ و تند کے نام سے وہ اخباری کالم بھی لکھ رہے تھے۔

ہندی روز نامہ 'جن ستہ' اور اردو روز نامہ 'ملاپ' سے بھی وہ منسلک رہے۔ ان کے اب تک پانچ مجموعہ کلام منظر عام پر آکر مقبول ہو چکے ہیں۔ ان کا پہلا مجموعہ 'چراغ فکر' ۱۸۵۸ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۶۹ء میں ان کا دوسرا شعری مجموعہ 'جذبہ و آواز' کے نام سے شائع ہوا۔ ۱۹۷۲ء میں 'خرابہ' کے بعد ایک طویل خاموشی کا دور گزرا اور پھر ۱۹۹۷ء میں ان کا چوتھا مجموعہ 'تکمیل' منظر عام پر آیا۔ ان کا پانچواں مجموعہ کلام وسیلہ ۱۹۹۹ء میں ادبی حلقوں میں بے حد مقبول ہوا۔ منموہن تلخ کا چھٹا مجموعہ 'لاپتہ' زیر طباعت ہے۔ وہ شعری کلیات 'متاع کل' کے نام سے بہت جلد لانا چاہتے تھے لیکن موت نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ ان کی مجموعی خدمات پر حال ہی میں غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی نے اپنے پروقار ایوارڈ سے نوازا تھا۔ جبکہ ۱۹۹۹ء میں دہلی اردو اکادمی ایوارڈ سے سرفراز کیے گئے تھے۔

۱۵ر فروری کو نگم بودھ گھاٹ پر سیکڑوں شیدائیوں اور متعدد ادبی شخصیات کی موجودگی میں ان کی آخری رسومات ادا کردی گئیں۔ منموہن تلخ کی موت کو اردو کا بڑا نقصان تصور کیا جاتا ہے۔ □

پروفیسر اطہر نفیس سندیلوی

محمد اطہر نفیس سندیلوی (متولد ۱۹۱۶ء) ۲۱ر ذو القعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۸ر فروری ۲۰۰۱ء کو وفات پاگئے۔ یہ ناظم الملک مولانا اطہر ہاپوڑی کے تلامذہ میں تھے اور اردو نثر و نظم کا بہت اچھا سلیقہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم کے عزیز ڈاکٹر ضیاء الحق چودھری سندیلوی استاد کرسچن کالج لکھنؤ کے شاگردوں میں ہیں جنہوں نے ان کا قطعہ تاریخ وفات نظم کیا ہے:

قطعہ تاریخ وفات

ادب کی دنیا میں جانا مانا، وہ ایک قصبہ بہت پرانا
کہ جس نے سندیلہ نام پایا، کیے ہیں صدہا شہر پیدا
وفات اطہر کے سن پہ جب فکر کی ضیا نے تو بولا ہاتف
یہ بول لکھ: لے چلا گیا اک نفیس شاعر ادیب اشہر

۱۴۲۰ہجری □

منہاج الرحمٰن خاں

منہاج الرحمٰن خاں سحر افغانی کا ۲۲ر نومبر ۲۰۰۰ء کو ۵۵ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ ان کے والد سراج الرحمٰن خاں نواب جاورہ کے چچازاد بھائی اور جاورہ اسٹیٹ میں جج کے عہدے پر فائز تھے۔ سحر افغانی کی ولادت اور پرورش جاورہ ہی میں ہوئی۔ انہوں نے اپنی پہلی غزل جاورہ اسٹیٹ مسلم اسکول کے مشاعرے میں پڑھ کر داد حاصل کی۔ معروف شاعر صبا افغانی ان کے خالہ زاد بھائی تھے اور ان کی صحبت میں ذوق سخن پر نکھار آیا۔ ریاست رامپور کے جج محمد شیر زماں خاں ان کے نانا تھے۔ سحر ایک عرصہ سے رام پور میں مقیم تھے۔ مرحوم عام طور پر شعری نشستوں میں شرکت سے پرہیز کرتے تھے لیکن باذوق حضرات میں مقبول تھے۔ دنیا کے جھمیلوں میں اتنی مہلت نہیں ملی کہ مجموعہ کلام ترتیب دیتے۔ مرحوم نیک خو اور خوش گو شاعر تھے۔ سحر افغانی کے معاصر شاعر رحمت علی خاں رام پوری نے وفات پر یہ مادۂ تاریخ کہا:

"اے سحر افغانی"

۱۴۲۱ھ □

سید نجیب حسن جعفری

اردو کے مشہور شاعر اور صحافی سید نجیب حسن جعفری کا ۳۰ر جنوری ۲۰۰۱ء کی شب میں گیارہ بجے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ وہ ۴۰ برس کے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، ایک لڑکا اور لڑکی شامل ہیں۔ مرحوم نجیب جعفری روزنامہ 'راشٹریہ سہارا' (اردو) کے جز وقتی نامہ نگار تھے۔ نجیب جعفری اپنے حلقے میں بے حد مقبول شخصیت تھے، وہ سماجی و تعلیمی تنظیم "خدمت" کے سکریٹری تھے اور سماجی خدمات میں کافی سرگرم رہتے تھے۔

نجیب جعفری کی تدفین ۳۱ر جنوری کو ان کے آبائی وطن امروہہ میں کردی گئی۔ نجیب جعفری گزشتہ بیس برسوں سے اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ ویلکم کالونی، دہلی میں رہتے تھے۔ □

خیال رامپوری

اردو کے مشہور شاعر جناب خیال رامپوری کا ۲۰ر جنوری ۲۰۰۱ء کی رات میں مراد آباد میں انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر تقریباً ۶۳ برس تھی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

خیال رامپوری پر فالج کا حملہ ہوا تھا اور علاج کے لیے مراد آباد کے ایک اسپتال میں داخل کرایا گیا تھا جہاں وہ ۲۰ر جنوری کو اس دنیائے فانی سے چل بسے۔

خیال رامپوری رامپور کے شعری اور تہذیبی روایت کے آخری چراغ سمجھے جاتے تھے۔ وہ رامپور کے دارالعلوم مدرسۃ العالیہ میں فارسی کے استاد تھے۔ قصیدہ، غزل، رباعی جیسے اصناف پر انہیں یکساں قدرت حاصل تھی۔ □

غلام محی الدین عزمی

اردو کے مشہور شاعر جناب غلام محی الدین عزمی خیر آبادی کا ۱۴ر جنوری ۲۰۰۱ء کو اچانک انتقال ہوگیا۔ وہ ۹۰ برس کے تھے۔ ان کی تدفین بعد نماز مغرب گوٹیا باغ قبرستان میں عمل میں آئی۔ سپلائی انسپکٹر کے عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی انہوں نے اسلامیہ انٹر کالج کے پرائمری شعبے میں خدمات انجام دیں۔ ان کا شمار استاذ شعراء میں کیا جاتا تھا۔ انہیں اردو زبان پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔ □

محمد علی شریف جوہر

کرناٹک کے مشہور و ممتاز مزاحیہ شاعر اور منفرد لطیفہ گو محمد علی شریف جوہر ۲۲ر جنوری ۲۰۰۱ء کو بنگلور میں انتقال کر گئے، اسی دن تدفین بھی عمل میں آئی۔

مرحول بلا کے ذہین، خلیق و خوش گفتار تھے۔ مزاح سے بھرپور منظومات کے لیے عوام و خواص میں یکساں مقبول

تھے۔ لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی میں انہیں کمال حاصل تھا۔ اردو زبان و ادب سے والہانہ وابستگی کی وجہ سے ادبی اداروں کے قیام اور اسے آگے بڑھانے میں ایک طویل عرصے تک نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ مشاعروں کی نظامت پر بھی مرحوم کو اچھا خاصا عبور حاصل تھا۔ کسی بھی محفل میں مرحوم کی شرکت محفل کی کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی تھی۔ کرناٹک الیکٹرک بورڈ میں ایک اچھے عہدے پر فائز تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بنگلور میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ مرحوم کا انتقال ریاستی اردو ادب کا ایک بڑا خسارہ خیال کیا جاتا ہے۔ □

محمد زبیر بھٹکلی

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک ذہین طالب علم محمد زبیر بھٹکلی درجہ فضیلت دوم ۲۴؍ فروری کو اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔ جس وقت وہ مفکر اسلام مولانا علی میاں ندوی کی کتاب نبی رحمت کے مطالعہ میں مصروف تھے، اچانک حرکت قلب بند ہوگئی اور تقریباً پونے بارہ بجے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بھٹکل کے رہنے والے محمد زبیر نے اپنے انتقال سے تھوڑی دیر قبل ہی اپنے وطن گھر والوں سے گفتگو کی تھی۔ جب دارالعلوم کے ذمہ داروں نے اس کی اطلاع ان کے گھر والوں کو دی تو انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔ بہر حال خدا کے آگے سب مجبور تھے ان کے گھر والوں کی رضا کے بعد مرحوم محمد زبیر کی تدفین ڈالی گنج قبرستان (لکھنؤ) میں ان کے اساتذہ اور کثیر تعداد میں ان کے دوستوں اور طلباء نے نم آنکھوں سے سپرد خاک کیا۔ ۲۵ سالہ محمد زبیر ایک صالح نوجوان تھے، خدمت خلق کا بڑا جذبہ تھا اور ہر دلعزیز تھے، ندوۃ العلماء میں دس سال سے پڑھ رہے تھے۔ حدیث شریف اور سیرت نبوی کی کتابوں سے ان کو خصوصی دلچسپی تھی۔ وہ اطہر ہاسٹل میں مقیم تھے۔ مرحوم کا تعلق صوبہ کرناٹک کے مشہور علمی شہر بھٹکل سے تھا۔ مرحوم کی وفات کی خبر سے ندوہ کی پوری فضا پر اداسی چھاگئی اور صبح تعلیم بھی نہ ہو سکی۔ □

حکیم نظیف احمد عثمانی

مشہور و معروف طبیب اور ریکس ریمنڈیز (یو اے) پرائیویٹ لمیٹڈ کے بانی چیئرمین حکیم نظیف عثمانی کا اچانک حرکت قلب بند ہونے سے ۶؍ مارچ ۲۰۰۱ء مطابق ۱۰؍ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ بروز منگل انتقال ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم ۷۵ برس کے تھے۔

دہلی سے ان کا جسد خاکی ان کے وطن اصلی دیوبند لے جایا گیا۔ دارالعلوم دیوبند کے احاطہ مولسری میں مولانا ریاست علی بجنوری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں شہر کے ہزاروں سوگواروں نے شرکت کی۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں دو بیٹے حنیف عثمانی و مجیب عثمانی، ایک بیٹی فرحانہ عثمانی بیوہ آپا منی اور ریکس ریمنڈیز پریوار چھوڑا ہے۔ مرحوم کی تدفین قبرستان قاسمی میں کی گئی۔

حکیم نظیف عثمانی مرحوم دیوبند کے مشہور حاذق حکیم صفت احمد عثمانی کے چھوٹے فرزند تھے۔ انہوں نے اپنے والد کی سرپرستی میں اپنا خاندانی پیشہ طبابت اختیار کیا۔ ان کے انتقال سے طب یونانی میں بڑا خلاء واقع ہوگیا ہے اور ریکس ریمنڈیز کمپنی کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ مرحوم نے ریکس ریمنڈیز کے ذریعے طب یونانی کو نئی جہتوں سے روشناس کرایا تھا۔ جس کی وجہ سے ریکس ریمنڈیز کی ادویات اب نئی اور اہم بیماریوں میں بھی مقبول عام ہونے لگی تھیں۔ وہ انتہائی خلیق، ملنسار انسان تھے۔ انکساری اور خودداری کے پیکر تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین □

عبدالحمید فدا خالدی

معروف سلسلہ داغ دہلوی کے استاد شاعر عبدالحمید فدا خالدی کا گزشتہ دنوں ۸۱ برس کی عمر میں

انتقال ہوگیا۔ وہ طویل عرصے سے علیل تھے۔ ان کی پیدائش ۱۰؍ اپریل ۱۹۲۰ء کو دہلی میں ہوئی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۰ء میں پاکستان منتقل ہوگئے تھے، جہاں انہوں نے کراچی کے پاک کالونی میں رہائش اختیار کی تھی۔ وہ ۱۹۸۰ء میں کراچی یونیورسٹی سے بحیثیت لکچرر ریٹائر ہوئے تھے۔ (بشکریہ: راشٹریہ سہارا، نئی دہلی)

ظل الرحمٰن ہاشمی

اردو کے مشہور صحافی اور سماجی کارکن ظل الرحمٰن ہاشمی ۲۰؍ فروری ۲۰۰۱ء کی شب میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے سہارنپور میں انتقال کرگئے۔ ان کی نماز جنازہ قاضی شہر نے پڑھائی اور تدفین قطب شیر قبرستان میں ہوئی۔ ان کی عمر ۷۵ سال تھی۔

مرحوم روزنامہ 'الجمعیۃ' کے نمائندہ تھے۔ انہوں نے 'حوصلہ' نامی ایک ہفت روزہ بھی جاری کیا تھا۔ انہوں نے اسلامیہ شفاخانہ جامع مسجد کلاں اور کئی دیگر اداروں میں مختلف عہدوں پر خدمت انجام دیتے رہے تھے۔ □

پروفیسر ظفر حسین زیدی

پاکستان کے ایک ممتاز سائنس داں اور جامعہ کراچی کے وائس چانسلر ۷؍ جنوری ۲۰۰۱ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کرگئے۔ ان کی عمر صرف ۶۱ برس تھی۔ ۱۹۶۱ء میں انہوں نے جامعہ لیڈز (انگلستان) سے ڈاکٹریٹ کی سند کمسٹری میں حاصل کی تھی۔ ۱۹۹۳ء میں وہیں سے D.Sc. کیا۔ ان کو سائنسی خدمات کے صلہ میں حکومت پاکستان نے ۱۹۸۹ء میں تمغہ امتیاز کے اعزاز سے نوازا اور ۱۹۹۸ء میں 'ستارہ امتیاز' کا اعزاز ملا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کراچی یونیورسٹی میں قیام کے دوران دو اہم کام کئے۔ انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر کی مدد سے دو ریسرچ سنٹر، ایک نیوکلیر میڈیسین اور دوسرا انفارمیشن ٹکنالوجی قائم کئے □

الطاف گوہر

۱۴؍ نومبر ۲۰۰۰ء کو پاکستان کی ایک اہم شخصیت الطاف گوہر کا لاہور میں انتقال و گیا۔ وہ پاکستان کی وزارت اطلاعات و نشریات کے سیکریٹری، پاکستان ٹیلی ویژن کے بانی اور سہ ماہی 'تھرڈ ورلڈ' کے مدیر بھی رہے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں 'ڈان' کراچی کے ایڈیٹر کے منصب پر فائز ہوئے۔ وہ ایک بیباک صحافی، نڈر مسلمان، اچھے مصنف اور قرآن کی تفہیم کا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ گزشتہ ۲۔۳ دہائیوں کی سیاست کے تجزیہ نگار، مبصر اور کہا جاتا ہے بعض معاملات میں عینی شاہد کی حیثیت سے تاریخ میں اپنا نام چھوڑ گئے۔ ان کی پیدائش ۱۷؍ مارچ ۱۹۲۳ء کو گجرانوالہ میں ہوئی تھی۔ □

Statement of Ownership & Other details

URDU BOOK REVIEW

As per form 4 rule 9

Place of publication : 1739/3 (Basement)
New Kohinoor Hotel,
Pataudi House,
Darya Ganj, New Delhi-2

Periodicity : Monthly
Editor : Mohammad Arif Iqbal
Nationality : Indian
Address : J-3/150 Kishankunj Ext.
Laxminagar, Delhi-110092

Printer, Publisher: Mohammad Arif Iqbal
Nationality : Indian
Address : J-3/150 Kishankunj Ext.
Laxminagar, Delhi-110092

Partners :(i) Javed Akhter
Nationality : Indian
Address : M-25 Abul Fazl Enclave, Okhla,
New Delhi-25
(ii) Mohammad Arif Iqbal
Nationality : Indian
Address : J-3/150 Kishankunj Ex.
Laxminagar, Delhi-110092

The particulars as stated above are true to the best of my knowledge and belief.

Sd- (Mohammad Arif Iqbal)
Publisher

نئی کتابیں

NEW ARRIVALS
Classified List

تحقیق و ترتیب: عارف اقبال

اسمائے کتب	مصنف/مترجم/مؤلف	صفحات	قیمت	ناشر/تقسیم کنندہ

اسلامیات

اسمائے کتب	مصنف/مترجم/مؤلف	صفحات	قیمت	ناشر/تقسیم کنندہ
اربعین امام نوویؒ	ترجمہ و تشریح: امیر الدین مہر	۲۱۶	۷۵/-	البدر، پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور
اشاریہ: رسائل و مسائل (۷ جلد)	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ترتیب: میجر (ر) محمد اقبال مرادپوری	۶۳	۳۰/-	منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور
تخلیق آدمؑ	مولانا محمد عباس انصاری	۱۴۰	۱۰۰/-	سفینہ پبلی کیشنز، نواکدل، سرینگر، (کشمیر)
ثمرات فی القرآن	ڈاکٹر اقتدار فاروقی	۶۴	۲۵/-	سدرہ پبلی کیشنز C-3/2 شاہد اپارٹمنٹ چکرورتی روڈ، گولہ گنج، لکھنؤ 226016
جہانگیری قرآنی اشاریہ	سرور حسین خاں قادری	۷۲۸	۲۰۰/-	فضلی سنز، اردو بازار، کراچی
خطبات خلافت	ڈاکٹر اسرار احمد	۲۱۲	۸۰/-	خدام القرآن، K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور
ذرا قرن اوّل کو آواز دینا	محمد علاء الدین ندوی	۳۸۴	۱۰۰/-	ضیا پبلی کیشنز، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
سات سو چھیاسی منتخب احادیث	معاذ حسن ہاشمی	۱۲۶	۴۸/-	حیدر پبلی کیشنز، 38 غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور
عقیدہ اعجاز قرآن کی تاریخ	ڈاکٹر عبد العلیم	۱۰۴	۹۰/-	عابد سہیل، 22 ایس پی سکٹری، علی گنج، لکھنؤ 226024
قرآن کریم میں خواتین کے حقوق	ڈاکٹر ایچ۔بی۔خان	۱۸۴	۱۵۰/-	الحمد اکادمی J-2، آئی۔8، ناظم آباد، کراچی
قرآن کا نظام کائنات	امین راحت چغتائی	۲۰۴	۳۰۰/-	بک سنٹر، 32 حیدر آباد، راولپنڈی، (کینٹ)
الاسماء الحسنیٰ	ڈاکٹر خواجہ عباس نظامی	۱۲۸	-	الفیصل اردو بازار، لاہور (پاکستان)
محمد رسول اللہؐ: صبر و ثبات کا پیکر اعظم	مولانا عبد الرحمٰن کیلانی	۲۱۴	۷۵/-	مکتبہ السلام، وسن پورہ، لاہور
محاضرات القرآن	ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی	۵۱۲	۲۰۰/-	دار الاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مطالعہ قرآن	مفتی محمد حسام اللہ شریفی	۷۲۰	۴۰۰/-	حرا اکیڈمی، پوسٹ بکس 487، کراچی 74200
من و سلویٰ اور سدرۃ المنتہیٰ	ڈاکٹر اقتدار فاروقی	۴۰	۲۰/-	سدرہ پبلی کیشنز، لکھنؤ

سماجیات

اسمائے کتب	مصنف/مترجم/مؤلف	صفحات	قیمت	ناشر/تقسیم کنندہ
آئینہ معلومات (بطرز سوال و جواب)	نصرت علی اثیر، وحید آصف رازی	-	۱۵۰/-	الفیصل، اردو بازار، لاہور
اسلام اور جدید معیشت و تجارت	جسٹس محمد تقی عثمانی	۱۷۶	۵۰/-	دار الاشاعت، دیوبند 247554
اسلامی معاشیا، نوعیت اور بنیادیں	پروفیسر خواجہ نسیم احمد شاہد	۱۶۰	۶۰/-	ادارہ معاشیات اسلامی، 696، گلی نمبر 122 G-9/3، اسلام آباد (پاکستان)
اردو صحافت کا جائزہ	احمد ابراہیم علوی	۱۴۴	۱۵۰/-	مکتبہ دانش محل، امین الدولہ پارک، لکھنو
پاکستان کا تاریخی انسائکلوپیڈیا	زاہد حسین انجم	-	۴۰۰/-	شیخ غلام علی اینڈ سنس لمیٹڈ، 199 سرکلر روڈ، لاہور

اسمائے کتب	مصنف/مترجم/مؤلف	صفحات	قیمت	ناشر/تقسیم کنندہ
پاکستان کے پچاس سال: کیا کھویا کیا پایا	حکیم محمد سعید	۲۷۲	۱۰۰/-	ہمدرد فاؤنڈیشن، ہمدرد ڈاکخانہ ناظم آباد، ۳ کراچی
پردیس کی زندگی اور اسلام	سلطان احمد اصلاحی	۹۰	۲۵/-	منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور
		ہندوستانی ایڈیشن:		MMI، پبلشرز، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔25
تاریخ نفاذ حدود	ڈاکٹر نور احمد شاہتاز	۴۶۴	۳۰۰/-	فضلی سنز، اردو بازار، کراچی (پاکستان)
تعلیم: ایک تحریک ایک چیلنج	محمد اسحاق	۳۶۹	۱۵۰/-	کل ہند تعلیمی تحریک، نئی دہلی 25
تعلیم اور روزگار کے نئے مواقع	طارق سجاد	۱۱۶	۱۲۵/-	مرکز سائنس و ادب، طارق منزل بریاتو ہاؤسنگ کالونی، رانچی
تلقین اقبال	پروفیسر رشید احمد انگوی	۲۱۵	۱۵۰/-	الخلیل ریسرچ سنٹر، G-16 مرغزار (پکو ٹاؤن) ملتان روڈ، لاہور
دعوت کی بصیرت اور اس کا فہم و ادراک	سید محمد شاہد سہارنپوری	۱۸۸	-	مکتبہ یادگار شیخ، محلہ مفتی، سہارنپور U.P
روزے کے سائنسی پہلو	حکیم سید قدرت اللہ حسامی	۱۲۸	۳۰/-	فاضل اکیڈمی، پنجہ شاہ، حیدر آباد 2
سندھی عورت کی کہانی	عطیہ داؤد	۱۱۲	۴۰/-	سین (Ceen)، 3 نریندر نواس بلڈنگ ریگل چوک، صدر کراچی 74409
سفارتی معرکے	قطب الدین عزیز (سفیر انگلستان)	۳۳۲	۱۰۰/-	اسلامک میڈیا کارپوریشن، 9/4 چوتھی منزل، رفیق سنٹر، عبد اللہ ہارون، روڈ، کراچی 74400
عالمی نظام معیشت و اقتصاد اور افغانستان کی طالبان تحریک	خالد محمود	۶۰۶	۱۸۰/-	گوشہ علم و تحقیق، المدینہ گارڈن جمشید روڈ، نمبر۔۲، کراچی
غیر مسلم ذہن کے شبہات اور ہمارا موقف	عمر حیات خاں غوری	۱۱۲	۳۵/-	MMI پبلشرز، ابوالفضل انکلیو جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
فری میسن کی اپنی مذہبی رسوم	عبد الرشید ارشد	۱۲۸	-	تھنکر فورم، ریاض (سعودی عرب)
مسلم خون سے بھیگی سرحد	انیس چشتی	۶۴	۴۰/-	EBB ریسرچ سنٹر، 425، کلاری روڈ پونے 411001
معین المترجم	فصیح الدین دہلوی	۲۷۲	۵۰/-	مکتبہ وحیدیہ، 537/38، ذاکر نگر نئی دہلی۔110025
مغربی میڈیا اور اس کے اثرات	نذر الحفیظ ندوی	۴۲۲	۹۰/-	مکتبہ ندویہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ 226007
مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور تصوف	شمیم طارق	۴۰	۲۰/-	FOLAJ, 317/37 باپٹی روڈ، (W) ممبئی 400008
ہاؤس فل 2001	م۔ص۔ایمن	-	۱۱۱/-	ایمن پبلی کیشنز، فریئر آرکیڈ، میزانن فلور، شاہراہ لیاقت، کراچی
ہندوستان کا جدید تعلیمی انقلاب اور مسلم اقلیت	پروفیسر احمد سجاد	۹۶	۶۵/-	مرکز ادب سائنس، طارق منزل (رانچی، جھارکھنڈ)

تذکرہ / شخصیات

پاکستان کے نامور سائنس داں	خالد محمود عاصم	۳۹۲	۲۴۰/-	القمر انٹر پرائزز، رحمٰن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
تاریخ رفتگاں (جلد دوم)	صابر براری	۲۲۴	۱۵۰/-	پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس شارع سید الطاف بریلوی، 45/10J ناظم آباد، کراچی 74600
جے پی جی صاحب (ایک مقدس آہنگ)	اقبال انصاری	۴۳	۱۰۰/-	F-176، پانڈو نگر، دہلی 110091
ڈاکٹر خلیق انجم: کثیر الجہات شخصیت	انیس دہلوی	۲۴۰	۱۵۰/-	انجمن ترقی اردو (ہند) ۲۱۲ راؤز ایونیو، نئی دہلی 2
رئیس المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری	فضل الرحمٰن بن میاں محمد	۲۹۰	-	دار الدعوۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور، (پاکستان)
شاہ ولی اللہ کا فلسفہ سیرت	ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی	۱۳۹	۱۶۵/-	ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علیگڑھ 202002
علامہ اقبال: منفی پہلو (انور شیخ کے حوالے سے)	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی		۲۰۰/-	The Pricipality Publisher, P.O. Box 918 Cardiff F24 4YP (U.K)
معین الطریقت، شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی	معین نظامی	۷۲	۵۰/-	کلیہ علوم اسلامی و شرقیہ، اورینٹل کالج، جامع پنجاب، لاہور
مقالات قومی سر سید سیمینار	ریاض الرحمٰن شروانی	۱۶۹	۱۵۰/-	آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس سلطان جہاں منزل، علی گڑھ 202002
مولانا ابوالکلام آزاد (دوسرا ایڈیشن) شخصیت، سیاست، پیغام	رشید الدین خاں	۳۳۶	۷۶/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، آر کے پورم نئی دہلی۔110066
میری یادگار ملاقاتیں	امیر حسین چمن	۲۸۶	۱۵۰/-	پرنٹ میڈیا P.B. 1300، اسلام آباد

سفر نامہ / سوانح / تاریخ

ارض مقدس میں چند روز (سفر نامہ)	اے امیر النساء	۹۴	۱۰۰/-	انشاء پبلی کیشنز، B-25، زکریا اسٹریٹ، کولکتہ 110067
انقلاب فرانس (دوسرا ایڈیشن)	جے۔ایم۔تھامپسن، مترجم: بی ایم سنگھ	۷۵۸	۱۴۰/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، آر کے پورم نئی دہلی۔110066
حیات جاوید (چوتھا ایڈیشن)	الطاف حسین حالی	۹۰۷	۱۶۷/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، آر کے پورم نئی دہلی۔110066
قصہ شہر نوردی کا (سفر نامہ)	سلیم عابد	۱۲۸	۱۰۰/-	بزم تخلیق ادب پاکستان P.B.17667 کراچی۔75300
لکھنؤ سے کراچی تک (خود نوشت)	انیس احمد	۴۸۰	۳۰۰/-	بزم تخلیق ادب پاکستان P.B.17667، کراچی۔75300
لندن یاترا (سفر نامہ)	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۱۲	۱۰۰/-	نرالی دنیا پبلی کیشنز A-358، دہلی گیٹ بازار، نئی دہلی۔110002

منزلیں گرد کی مانند (سوانح)	خلیق ابراہیم خلیق	۷۷۴	۴۰۰/-	فضلی سنز، اردو بازار، کراچی
ہندوستان کا شاندار ماضی (تاریخ) (دوسرا ایڈیشن)	اے۔ایل۔باشم، مترجم: سید غلام سمنانی	۷۴۸	۱۴۵/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو آر کے پورم، نئی دہلی 110066

ادبیات

تحقیق و تنقید

اردو ڈراما آزادی کے بعد	ڈاکٹر محمد محمود انصاری	۱۸۶	۶۰/-	خانقاہ منعمیہ قمریہ، متین گھاٹ، پٹنہ سٹی، پٹنہ 800008
اردو ادب کی تنقیدی تاریخ (چوتھا ایڈیشن)	سید احتشام حسین	۳۳۴	۷۰/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو آر کے پورم، نئی دہلی۔110066
اردو اور راجستھانی بولیاں	ڈاکٹر عزیز انصاری	۵۲۴	۳۰۰/-	حرا فاؤنڈیشن پاکستان، L-100/7-D/2 گلشن فاروق، نارتھ کراچی
اردو زبان کی تدریس (۱۵واں ایڈیشن)	معین الدین	۱۴۸	۲۹/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی 110066
افغانستان میں جدید دری (فارسی) (شاعری)	ڈاکٹر غلام محمد لعل آزاد، ڈاکٹر شعیب اعظمی	۳۲۰	۸۰/-	قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی 110066
"ایلا"	ذکی تال گانوی	۱۶۰	۸۰/-	دفتر رسالہ "ابر" ذکی منزل، محلہ سوتھان، بدایوں U.P
برسبیل غالب	ڈاکٹر معین الرحمٰن	۲۴۰	۱۹۵/-	الوقار، 50، لوئر مال روڈ، لاہور
تناظر اور تخصص (مضامین)	مختار شمیم	۱۶۸	۱۲۵/-	بھوپال بک ہاؤس، بدھوارہ، بھوپال
تشکیل و تعبیر	ناوک حمزہ پوری، مرتب: عطا عابدی	۱۴۰	۱۵۰/-	رفتار نو پبلی کیشنز، ادب کدہ، نوالحسن لین، در بھنگہ 846006
شاہکار طنز و مزاح	پروفیسر پیارے لال رتن	۱۰۴	۱۰۰/-	ادبی کارنرز، کھنہ، پنجاب 104141
عصری افسانے کا فن	مہدی جعفر	۱۴۹	۱۰۰/-	B-135 شاستری نگر، نزد جواہر چوک، بھوپال، 462003
عصری ہندوستانی شاعری	سید بشارت علی	۲۸۸	۲۵۰/-	نشاط پبلشرز 4/9-22-4-20 محبوب چوک، حیدرآباد 500002
متن و معنی کا تجزیہ	سلیم شہزاد	۱۶۴	۸۰/-	323، منگلوار روڈ، مالیگاؤں 423203
متعلقات کالی داس گپتا رضا	ساحر شیوی	۱۷۲	۱۵۰/-	بزم تخلیق ادب پاکستان، P.B.17667 کراچی

افسانوی ادب

انگلیاں ریشم کی	غلام محمد	۲۷۲	۱۵۰/-	زین پبلی کیشنز، ندیم کارنر، بلاک این، نارتھ ناظم آباد، کراچی
بار ہستی	سجاد ظہیر	۱۸۶	۱۸۰/-	فضل بک، سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی
بابل کا مینار	اختر آزاد	۱۴۴	۱۴۰/-	بزم ہم قلم H-3 بٹلہ ہاؤس، نئی دہلی۔110025
برے موسم میں	خالد جاوید	۱۷۶	۲۰۰/-	ایڈ شاٹ پبلی کیشنز، 2، نانا بھائی لین، فلورا فاؤنٹین، ممبئی 400001
پرندے (افسانچے)	جوگندر پال	۱۶۰	۹۰/-	تخلیق کار پبلشرز، 104/B، آئی بلاک یادو منزل، لکشمی نگر، نئی دہلی۔92
تاریک گیلری	قمر احمد عثمانی	۹۶	۴۳/-	بزم تخلیق ادب، P.Box.17667 کراچی 75300

تجربات و حوادث	عطیہ خان	۱۷۶	۸۰/-	رہبر کارنر، 2936، کلاں مسجد ترکمان گیٹ، دہلی۔110006
تماشہ شب و روز	انور نسرین	۱۶۰	۱۵۰/-	بزم تخلیق ادب (پاکستان) کراچی

شعری ادب

اسرار فن	ڈاکٹر ظفر مراد آبادی	۱۲۸	۱۰۰/-	رمنہ آفسٹ پریس، چھتہ لال میاں دریا گنج، نئی دہلی 110002
بہشت افکار	ایم محمد آدم آدم	۲۰۶	-	ادارۂ فروغ ادب، خیابان آدم A-407/9 فیڈرل بی ایریا، کراچی
پالکی کہکشاں کی (غزل)	مظہر امام	۲۴۸	۲۰۰/-	آدرش کتاب گھر، B-167 پاکٹ II، میور وہار فیز I دہلی 110092
برگ افکار (۲۰ سے زائد مسیحی شعرا کا انتخاب)	سرفراز تبسم	۲۴۰	۱۲۰/-	سرفراز تبسم، B-18 فرانسیس آباد، گوجرانولہ 52251
تکونے تارے (ہائکو)	دلنواز دل	۲۴۰	۳۰۰/-	التحریر، اردو بازار لاہور
پہچان	شاہد کبیر	۱۶۰	۱۵۰/-	B/12 فراز اپارٹمنٹ، جعفر نگر، ناگپور، 440013
دور کی آواز (دیوان وفا عظیم آبادی)	م: سید سمیع الرحمٰن / مختار عظیم آبادی	۱۴۶	۲۲۰/-	گلزار خلیل، 267 شرف آباد روڈ۔۱۸، کراچی۔5
زرد موسم کی ہوا	شاہین بدر	-	۲۰۰/-	بساط ادب پاکستان، A-13 انار کلی کمپلیکس، فیز I سکٹر II شمالی کراچی۔75850
سنولڑکی	ندیم بخاری	۲۰۶	۱۵-/-	الرزاق پبلی کیشنز، 207، عرفان چیمبرز، 30 ٹمپل روڈ لاہور
صاحب فن (مجموعہ منظومات)	ف، س، اعجاز	۲۰۸	۱۶۰/-	انشا پبلی کیشنز، B-25 زکریا اسٹریٹ کولکتہ 700073
گھنی چھاؤں کا پیڑ	امین حزیں	-	۱۰۰/-	اسباق پبلی کیشنز، پونے 411032
لاکلام	غلام مرتضیٰ راہی	۱۸۴	۱۲۵/-	راہی منزل، 135، نیتی، فتح پور 212601
لفظ بہ لفظ	شاد عباسی	۱۱۲	۷۵/-	B-16.130 باگڑبلی، مدن پورہ، وارانسی U.P
متاع سفر	میر ساجد علی قادری	۹۶	۱۰۰/-	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
معیار	شاہد احسن	۱۴۴	۱۷۵/-	سید خالد علی، ثبات پیلس، مغل پورہ، مراد آباد
سکھی ساجن (کہہ مکرنیا)	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۱۲	۱۰۰/-	مکتبہ کوہسار، برہ پورہ، بھاگل پور (بہار)
نالۂ جرس	کوثر صدیقی	۱۱۲	۷۰/-	زیب ولا، گنوری مین روڈ، بھوپال 462001
وجود کا صحرا	سید بشارت علی	۲۴۰	۲۰۰/-	نشاط پبلشرز، 9/226-4-20 محبوب نگر چوک حیدر آباد 500002
ہے نا عجیب بات	سلیم آغا قزلباش	۱۰۸	۱۰۰/-	58، سول لائنز، ریلوے روڈ، سرگودھا (پاکستان)

بچوں کا ادب

اسلامی معلومات کوئز	حامد اقبال صدیقی	۱۵۲	۵۰/-	202,208 دینا ناتھ بلڈنگ، تیسری منزل، کمرہ نمبر 12 پی۔بی۔مارگ، ممبئی 400004

بچوں کے اقبال (نظمیں)	عادل اسیر دہلوی	۶۰	۲۰/-	ملک بک ڈپو، 3212، ترکمان گیٹ، دہلی 110006
بچوں کا دینی لغت	محمد اسحاق جلال پوری	۲۶۰	۲۰۰/-	ادب اطفال A-4، سکٹر B-4 خیابان سرسید، راولپنڈی
پھول کھلے ہیں رنگ برنگے	شان الحق حقی	۱۱۲	۷۰/-	ہمدرد فاؤنڈیشن، ناظر آباد، کراچی 74600
چندا ماموں دور کے (کہانیاں)	ڈاکٹر صفیہ سلطانہ صدیقی	۱۱۰	۵۰/-	اذان سحر پبلی کیشنز، کیمرا مارکیٹ، 42 چیمبر لین روڈ، لاہور
گلدستہ نعت	عادل اسیر دہلوی	۴۸	۱۵/-	ملک بک ڈپو، دہلی 110006

حالات حاضرہ

پاکستان میں امریکی سازشیں	علی جاوید نقوی	۳۲۰	۲۰۰/-	صبح پبلشرز، 13 بنک روڈ، چوہان پارک، کرشن نگر، لاہور
عوامی مسلح جنگ اور کشمیر	میجر جہانگیر احمد چودھری	۱۵۴	۱۵۰/-	مکتبہ رضوان، علامہ اقبال روڈ، میرپور، کشمیر
مغربی میڈیا اور اس کے اثرات	نذر الحفیظ ندوی	۴۲۲	۹۰/-	مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، P.Box.119 ندوۃ، لکھنؤ

متفرقات

بیانات حضرت جی، مولانا محمد یوسف	م: مفتی محمد روشن شاہ قاسمی	۱۵۳	۳۰۱	ادارہ اشاعت دینیات 168/2، جھاہاوس، نظام الدین نئی دہلی۔110013
دست شناسی: علم جیوتش (اول)	جاوید اقبال	۲۸۸	۱۲۵/-	پنجاب بکڈپو، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
دست شناسی: علم جیوتش (دوم)	جاوید اقبال	۲۲۲	۱۲۰/-	پنجاب بکڈپو، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
قمر و معجزۂ شق القمر	عبد الاحد قاسمی تاراپوری	۱۴۲	۹۰/-	کتب خانہ عزیزیہ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

رسائل / مجلات

تعمیر افکار (ماہنامہ) (شمارہ فروری ۲۰۰۱)	ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	۸۰	۱۵/-	F-33/1، بلاک الیف، نارتھ ناظم آباد، کراچی 74700
تحقیق شمارہ ۱۲، ۱۳	مدیر: ڈاکٹر نجم الاسلام	۱۰۱۱	۱۴۰/-	شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، حیدر آباد، سندھ
جہان حمد (خواتین نمبر)	طاہر سلطانی	۳۳۶	۳۰۰/-	38/26، بی ون ایریا، لیاقت آباد، کراچی 75900
جہان رضا حکیم موسیٰ امرتسری نمبر	مدیر: پیرزادہ اقبال فاروقی	۳۶۸	-	مجلس رضا، گنج بخش روڈ، P.Box. 2206 لاہور
دعوت سہ روزہ (فلسطین نمبر)	مدیر: پرواز رحمانی	۱۸۰	۲۵/-	دعوت نگر، ابو الفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی 110025
شاہکار میگزین، شمارہ نمبر ا مارچ ۲۰۰۱ء	مدیر اعلیٰ سید قاسم محمود	۶۸	۵۰/-	شاہکار بک فاؤنڈیشن، میاں چیمبرز، ٹمپل روڈ، لاہور 54000
صراط مستقیم فرور، ۲۰۰۱ء	محمد حفیظ اللہ خاں / محمد عبد الہادی العمری	۳۶	۱۵/- (پونڈ سالانہ)	20 Green Lane, Small Heath Birmingham B9 5DB (U.K)
مکالمہ (کتابی سلسلہ ۵)	مبین مرزا	۵۲۸	۱۵۰/-	R-20 بلاک، 18 فیڈرل بی ایریا، کراچی
نئی شناخت شمارہ ا۔۲	مدیرہ: شبانہ صبا	۱۶	۱۰/-	نئی شناخت، نیتن بھون، آیا نگر، (یجی نگر) نئی دہلی 110047
ہدیٰ اسلامی ڈائجسٹ (اپریل ۲۰۰۱) قرآنی و ظائف نمبر	احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	۴۵۰	۶۰/-	3/45، جنگ پورہ (B) متھرا روڈ، نئی دہلی 110014

□☆□

A TRUSTED NAME IN UNANI MEDICINE

REX

WINNER OF ALL INDIA HAKIM AJMAL KHAN AWARD

FOR BEST UNANI DRUGS MANUFACTURING COMPANY

- RAFIQ-E-HAYAT (General House-hold Medicine)
- GESUDARAZ (Powder for washing the Hair)
- GOLI NAWAB ALI SHAH (For sexual debilities)
- REXOTONE (Herbal Health Tonic)
- GASONIL (SYP. / Pills) (For Gastric Trouble Pills)
- MELOREEN (For Malerial Fever)
- MENSOREX (For Menses Troubles)
- MUSAFFI AJEEB (Blood Purifier)
- REX HEALTH TONIC (Health Tonic)
- REX JANAM GHUTTI
- REX BABY TONIC
- HAIR TONE (Hair Tonic)
- HEARTOREX (For Heart Problems)
- KAFOREX (Cough Syrup)
- LIVOREX (Liver Tonic)
- SHAKRINO (For Diabetes)
- TONSIREX (For Tonsilitis)

صحت ہے تو اسکی حفاظت کی جائے ☆ مرض ہے تو اس کا علاج کیا جائے

REX (U & A) REMEDIES PVT. LTD.

A-51/1, G.T. Karnal Road Industrial Area, Delhi - 110033

Phone (s) : 7432093, 7216583 Fax: 91-11-7118302

VISIT US : www.rexremedies.com Email:rexremedies@hotmail.com

کتابیں موصول ہوئی

Acknowledgements

اسمائے کتب	اڈیشن	مصنف / مؤلف	صفحات، قیمت		ناشر
احساس (شاعری)	۲۰۰۰	بلسراج	۱۳۶	۱۱۰/-	پبلشرز اینڈ ایڈورٹائزرس، کرشن نگر، دہلی
ادراک گوپال پور	۲۰۰۱	مدیر: سید حسن عباس	۱۳۵	۱۰۰/-	مرکز تحقیقات اردو و فارسی، گوپال پور باقر گنج، سیوان 841286
اردو تلفظ لغت	۲۰۰۰	ڈاکٹر علی احمد جلیلی	۹۶	۵۰/-	اردو اکیڈمی آندھرا پردیش، 11-4-637، اے سی گارڈز، حیدر آباد
انور شیخ: بحیثیت شاعر	۱۹۹۹ء	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۶۰	۱۵۰/-	نرالی دنیا پبلی کیشنز، نئی دہلی 110002
ایک تنہا صدا (شاعری)	۲۰۰۱ء	نصیر پرواز	۲۴۰	۲۰۰/-	LIG-296، نیو سبھاش نگر، بھوپال 462023
بچے پھول ہوتے ہیں	۲۰۰۰ء	محسن باعشن حسرت	۱۱۲	۵۰/-	رپن اسٹریٹ، فرسٹ فلور، کلکتہ 700072
پاکستان کنعت گو شعرا	۱۹۹۳ء	سید قاسم	۳۶۸	۲۰۰/-	ہارون اکیڈمی، 8/294، محمد مصطفی کالونی بلاک M، سکٹر 1/2-II اورنگی، کراچی
پروفیسر عبد الوسیع: فن اور شخصیت	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۹۲	۲۰۰/-	نرالی دنیا پبلی کیشنز، نئی دہلی 110002
پس عکس خیال (شاعری)	۲۰۰۰ء	ارشد صدیقی	۹۶	۱۰۰/-	دانش کدہ C-631 باغ امراؤ دلہا، بھوپال 10
التجوید (ماہنامہ)	۲۰۰۰ء	پروفیسر قاری محمد طاہر	۳۲	۱۲/- (سالانہ۔ ۱۰۰/-)	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد
تکونیا (انتخاب)	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۱۲	۱۰۰/-	نرالی دنیا پبلی کیشنز، نئی دہلی 110002
خواب زور (شاعری)	۱۹۸۵ء	ارشد صدیقی	۱۹۲	۴۰/-	دانش کدہ، بھوپال 10
دستاویز۔ II	۲۰۰۱ء	جابر حسین	۳۲۸	۵۰/-	بہار قانون ساز کونسل، پٹنہ 800015
راہ اعتدال (ماہنامہ)	۲۰۰۱ء	ابو البیان حماد عمری	۴۸	۱۰۰/- سالانہ	جمعیۃ ابنائے قدیم جامعہ دار العلوم عمر آباد 635808
زبور عجم (منظوم اردو ترجمہ)	۱۹۹۹ء	سید احمد ایثار	۵۰۴	۲۵۰/-	اسلامک بک سنٹر، جامعہ کمپلیکس، این آر روڈ، بنگلور۔ 2
سائنس اور غالب	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر وہاب قیصر	۱۶۰	۱۲۵/-	جہاں نما، 19-2-27/A/1/1 حیدر آباد 500053
سبزہ نورستہ (شاعری)	۲۰۰۰ء	ساحل احمد	۱۲۰	۲۰۰/-	اردو رائٹرز گلڈ، نیم سرائے، ADA، کالونی منڈیرا چک، الہ آباد، 211001 یوپی
سکھی ساجن (شاعری)	۱۹۹۹ء	ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی	۱۱۲	۱۰۰/-	نرالی دنیا پبلی کیشنز، نئی دہلی 110002
صبح آنے کو ہے (شاعری)	۲۰۰۰ء	عشرت رومانی	۲۷۲	۲۵۰/-	B-14 رابعہ ڈوپلکس بلاک، کے سی اسکیم 33 مین یونیورسٹی روڈ، کراچی 75270
طلوع سحر (انتخاب)	۲۰۰۰ء	ارشد صدیقی	۱۴۴	۱۰۰/-	دانش کدہ، بھوپال۔ 10
عالمی اردو ادب	۲۰۰۰ء	نند کشور وکرم	۳۸۳	۲۰۰/-	J-6 کرشن نگر، دہلی 110051
علوم القرآن (سہ ماہی) مولانا امین احسن اصلاحی نمبر	۲۰۰۰ء	مدیر: ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی	۶۰۰	۱۵۰/-	ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس 99 سر سید نگر، علی گڑھ 202002

عنوانات درخشاں (شاعری)	۲۰۰۰ء	ارشد صدیقی	۱۲۸	۱۰۰/-	دانش کدہ، بھوپال 10
غزل کے جھرو کے (شاعری)	۱۹۹۹ء	ضمیر یوسف	۱۲۸	۱۰۰/-	376/2، ایس سی روڈ، پلاٹ نمبر B-854 جی گارڈن، ہوڑہ 3
غزل پس منظر پیش منظر	-	ساحل احمد	۵۰۸	۴۰۰/-	اردو رائٹرز گلڈ، منڈیرا چک، نیم سرائے الہ آباد (یوپی)
فلسفۂ سائنس اور قرآن	۱۹۹۹ء	الشیخ ندیم الجسر	۵۰۲	۱۸۰/-	الفیصل، اردو بازار، لاہور
قبولیت اسلام کی دعوت	-	عبدالحفیظ خاں	۳۱	۵/-	10-3-68/1، ہمایوں نگر، حیدر آباد
لندن یاترا (سفر نامہ)	۲۰۰۱ء	مناظر عاشق ہرگانوی	۱۱۲	۱۰۰/-	نرالی دنیا پبلی کیشنز، 358-A بازار دہلی گیٹ بازار نئی دہلی۔110002
مظہر امام کی تخلیقات کا تنقیدی مطالعہ	۲۰۰۱ء	ڈاکٹر امام اعظم	۲۰۸	۱۵۰/-	انجمن ترقی اردو ہند، راؤز ایونیو، نئی دہلی 110002
میر سوز: سوانح اور شخصیت	۲۰۰۰ء	ڈاکٹر زاہد منیر عامر	۱۶۱	۱۰۰/-	پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، پاکستان
نظام القرآن (سہ ماہی) ۳	۲۰۰۰	مدیر: ضیاء الرحمٰن اصلاحی	۴۶	۷۵/- سالانہ	مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ 276305
نغمۂ زور (شاعری)	۲۰۰۰ء	ارشد صدیقی	۱۹۲	۱۵۰/-	دانش کدہ، بھوپال۔10
نوائے حرف (شاعری)	۲۰۰۰ء	ارشد صدیقی	۱۲۸	۱۰۰/-	دانش کدہ، بھوپال۔10
نئی صدی اور ادب	۲۰۰۰ء	دیوندر اسر	۱۹۰	۱۲۰/-	کرشن نگر، دہلی 110051
ہدیٰ (ماہنامہ) قرآنی وظائف نمبر مارچ	۲۰۰۱ء	ڈاکٹر مصطفیٰ صدیقی راہی	۴۵۰	۶۰/-	3/45 جنگ پورہ، (B) متھرا روڈ، نئی دہلی 110014

□☆□

تبصرہ کے لیے براہ کرم اپنی کتاب کی دو جلدیں ہی ارسال فرمائیں

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری خدا بخش لائبریری کے نئے ڈائرکٹر

خدا بخش لائبریری (پٹنہ) کے سابق ڈائرکٹر جناب حبیب الرحمٰن چغانی ۳۱ر جنوری ۲۰۰۱ کو اپنے عہدے سے سبکدوش ہو گئے۔ ان کی جگہ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری کا تقرر ہوا ہے، جنہوں نے یکم فروری ۲۰۰۱ء کو ڈائرکٹر کی حیثیت سے چارج لے لیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری اس سے پہلے مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ڈپٹی لائبریرین کے عہدے پر فائز تھے۔ وہ تقریباً ایک درجن کتابوں کے مصنف و مولف ہیں، لائبریری سائنس کے ماہرین میں شمار کئے جاتے ہیں، لائبریری کے انتظامی امور کا ایک طویل تجربہ رکھتے ہیں۔

قومی و بین الاقوامی رسائل و جرائد میں آپ کے مقالات شائع ہونے کے ساتھ ساتھ قومی و بین الاقوامی سطح کے سیمناروں میں بھی آپ کی شرکت ہوتی رہی ہے۔ کیٹلاگ سازی اور اشاریہ سازی میں انہیں غیر معمولی مہارت حاصل ہے۔ امید ہے کہ آپ کے عہد نظامت میں خدا بخش لائبریری مزید ترقی کرے گی۔ نیز خدا بخش لائبریری کو ثروت مند بنانے اور اس ادارے کے فروغ و ترقی میں جس طرح ماضی میں لائبریری کے محسنین کا تعاون ملتا رہا ہے اسی طرح آئندہ بھی یہ تعاون جاری رہے گا۔ (پریس ریلیز خدا بخش لائبریری، پٹنہ)

کتابیں ذہنی انتشار سے نکال کر سنجیدہ تفکر کی طرف مائل کرتی ہیں

همیشه یاد رکھیئے

دیرپا اور فرحت بخش خوشبو کے لیے

حامی اینڈ کمپنی کا

○ عطر مجموعہ ۹۸ ○ عطر نسیم ○ عطر زینت

○ روح گلاب ○ جنت الفردوس ○ باغ بہار

دیگر تفصیلات اور ایکسپورٹ کیلئے

اس پتہ پر لکھیں:

حامی اینڈ کمپنی، جامع مسجد، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۲